

علاقہ سینئر

فاؤں پلے

منظہر کلکمیم ایم، اے

یوسف برادرز پاک گیٹ
مدتانے

چند باتیں

محترم فارمینت! — سلام منون!
 نیا اور منفرد انداز میں لکھا گیا ناول "فاؤں پلے" آپ کے ہاتھوں
 میں ہے۔ یہ اس جرم کی کہانی ہے جو بین الاقوامی سطح پر مختلف
 کھیلوں کے سلسلے میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اس جرم کی پشت پر
 بھی بڑی بڑی تنظیموں میں ہوتی ہیں جن کا اربوں روپیہ داؤ پر لگا ہوتا ہے
 لیکن یہ ایسا جرم ہے جو نہ کبھی تماشا یوں کے سامنے آتا ہے۔ اور
 نہ اس جرم کے خلاف کوئی عدالت فیصلہ دیتی ہے۔ لیکن یہ
 جرم بہر حال کھیلوں میں کسی ملک کی عزت و وقار کے پر خچے ضرور اڑا
 دیکھا جائے۔

اس ناول میں ایک بین الاقوامی کھیل کر کٹ کے بین الاقوامی
 پیغمبر کے پس منظر میں کھیلے جانے والے ایک ایسے کھیل سے پررو
 ہٹایا گیا ہے کہ لقیناً قارمین بھی اور کھیلوں میں وچکپی رکھنے والے
 افراد بھی اس کہانی کو پڑھ کر اصل حقیقت سے پہلی بار آگاہ ہونگے
 عمران اور پاکیشایکرٹ سروس پہلی بار اس جرم کے خلاف
 حرکت میں آتی ہے۔ اور پھر پس منظر میں کھیلے جانے والے اس

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

گھناؤ نے کھلے نما جرم میں ملوث افراد پوری طرح بے نقاب ہو کر سامنے آ جاتے ہیں۔

یہ بالکل منفرد و انداز میں لکھی گئی ایک ایسی کہانی ہے جسے یقیناً جاسوسی ادب میں ایک گران قدر اضافہ کی حیثیت حاصل ہو گی۔ مجھے یقین ہے کہ تنوع پسند فارمین کو یہ کہانی یقیناً ہر لمحاظ سے پسند آتے گی۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع فرمائیے گا۔

والسلام
منظہر الحکیم ایم۔ اے

عمران کی رنگ انگلی میں گھماتا اور ہلکی ہلکی سیٹی بجا تماہوا بڑے اطمینان سے نیشنل ہوٹل کے میں گیٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے جسم پر سنگھل لاتن نیوی بلیوکلر کا تھری میں سوت تھا۔ آنکھوں پر انہماں قیمتی خشمہ درست پر ملکے نیلے رنگ کا فلیٹ پہنے ہوئے وہ انہماں و جسمہ ادھر خوبصورت لکڑا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہوٹل سے نکلنے اور جانے والا شخص ایک بار سے مذکور فرد رہ دیکھتا۔ ساگوان اور مہاگنی کے بنے ہوئے خوبصورت درداز سے کے باہر ایک دربان موجود تھا۔ اس کے جسم پر شاندار یونیفارم تھی۔ درہ سر کرنے والے کرنے دردازہ کھولتا اور پھر دجھنکا کر اسے اس طرح سلام کہتا کہ ہوٹل میں داخل ہونے والے کی گردان خواہ کلفت لگکے کیڑے کی طرح اکٹھ جاتی۔ اور دو ہی سمجھتا کہ سارے ہوٹل میں ہی دی آئی۔ پی استقبال کیا جا رہا ہے۔ عمران سیٹی بجا تجھیے ہی گھر کے قریب پہنچا۔ دربان نے بڑے ہو دبانہ انداز میں دردازہ کھو دیا۔ پھر دو

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

انداز میں پوچھا۔ وہ بھی سوٹ میں ملبوس تھا اس کے ساتھ ایک خوب صورت
ملٹی کی تھی جو خود بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر یہ تماشہ دیکھ رہی تھی۔

”سودی۔ میں عمر مہ نور نظر گھر بھول آیا۔ دردنا آپ کی بینائی دو سلائیوں
سے ٹھیک ہو جاتی۔ پچھ۔ پچھ۔ سخت خوف عمورت نوجوان ہو یکن یہ اندازا
پن۔ پچھ۔ پچھ۔“ عمران نے دربان کی گردان پر ماش کرتے ہوئے
بڑے افسوس بھرے بھی میں سوال کرنے والے کو جواب دیتے ہوئے
کہا۔

اوھر دربان اب اس طرح اچھل رہا تھا جیسے ڈسکو ڈانس کر رہا ہو۔
وہ عمران کی گرفت سے نکلنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔ لیکن ظاہر ہے
عمران کی گرفت تو موت سے بھی سخت تھی۔ موت کے پنجھ سے تو
شاید کوئی نکل بھی جاتا لیکن عمران کی گرفت سے نکلنا محال تھا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے جنت۔ آپ نے دربان کی گردان کیوں کچھی ہوئی
ہے۔ چھوڑیتے اسے۔“ اچانک ہوٹل کے اندر سے ایک ادھیر عمر آدمی
نے تیزی سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

”کیا اس ہوٹل میں سب اندر ہے میں۔ دیکھ نہیں رہتے کہ بھاپے کی گردان
میں موج آگئی ہے۔ میں از راہ ہمہ مردی ماش کر رہا ہوں۔ بے چارہ۔“
عمران کے ہاتھ اور زیادہ تیزی سے چلنے لگے اور اب تو دربان کے علاقے سے
چینیں نکلنے لگی تھیں۔ دروازے پر دیکھنے والوں کے ٹھٹھ لگ گئے تھے۔
سب اس طرح حیرت سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے جیسے انہیں اپنی آنکھوں
پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”میں منتحر ہوں اس ہوٹل کا۔ یہ دربان ہے۔ چھوڑ دیجیے اسے پلیز۔“

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

تقریباً کوئے کے بل جھک گیا۔ عمران کی سیٹیکس لخت رک گئی۔

”کیا گدن میں موج آگئی ہے۔“ عمران نے آگے رہا
کر دنوں ہاتھوں سے دربان کی گردان کی طلبی۔ اور بھرپور سے اس طرح دباد شروع
کر دیا جیسے وہ باپ دادا سے ماش کرنے کا کام کرتا آ رہا ہو۔

”صلح۔ صاحب۔“ مم۔ میں تو صاحب۔ میری گردان۔“
دربان نے بُری طرح بوکھلا کر سیدھا ہونے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”اے۔ کیا کہ رہے ہو۔ ریگن اور چڑھ جائیں گی۔ جھک جاؤ۔ جھک جاؤ۔
ابھی موج ٹھیک ہو جائے گی۔“ عمران نے جبرا اس کی گردان جھکاتے
ہوئے کہا۔ اور پھر ایک ہاتھ سے وہ اس کی گردان خبکا کر دوسرے ہاتھ سے
بُری مہلت سے ماش کرنے لگا۔ ہوٹل سے نکلنے اور جلنے والے کئی افراد
رک کر عمران اور دربان کو اس طرح دیکھنے لگے جیسے وہ ذیاں گلوں عجوبہ دیکھ رہے ہے۔

”صلح۔ صاحب۔ کیا کہ رہے ہیں میں تو سلام کر رہا تھا۔
صاحب چھوڑ دیں۔“ دربان کی خوف سے ٹھکھی بندھی ہوئی تھی۔ اسے
اپنی نوکری شدید خطرے میں محسوس ہو رہی تھی۔

”میں کہتا ہوں۔ خبردار۔ اگر تم نے گردان اٹھائی۔ یہ بڑا مہرانہ کام ہے۔ مذاق
تو نہیں ہے۔“ عمران نے دربان کی گردان کو اور زیادہ دباتتے ہوئے
کہا۔ اور اب تو دربان بُری طرح اچھلنے لگا۔ لیکن عمران کے ہاتھ کا دباؤ اتنا
زیادہ تھا کہ وہ نہ اپنی گردان سیدھی کر سکتا تھا اور نہ اس کی گرفت سے
نکل سکتا تھا۔

”آپ کیا کہ رہے ہیں۔“ اچانک ایک آدمی نے حیرت بھرے

اپنی ساتھی لڑکی کا ہاتھ پکڑے آگے بڑھ گیا۔ یکونکہ لڑکی کے چہرے پر عمران کی بوئے کہا۔ اس حرکت کو دیکھ کر جوتا ثرات پیدا ہوئے تھے۔ اس سے شاید اُسے خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ لڑکی اُس بارہ سے چھوڑ کر عمران کے پیچے بھاگ ڈے گی۔ اور شاید اس لئے اس نے عمران کو خوبی کہہ کر معاملہ برابر کرنے کی کوشش کی تھی۔ عمران مال میں داخل ہوا تو مال کی تقریباً تمام میزین پر تھیں۔

”آئیے جناب میں آپ کے لئے پیشیں سیٹ کا بنہ دبست کر دیتا ہوئے تھا۔“ ادھیر عمر منیر نے عمران کو اس طرح مال کا جائزہ لیتے دیکھ کر مودبانہ ہجے میں کہا۔ شاید وہ بھی عمران کی اس سخاوت سے بُری طرح معوب ہو گیا تھا۔

”پیشیں سیٹ کیا مطلب کیا اس میں کیم ابھرے ہوئے ہوں گے“ — عمران نے مرکر قہرے سے خود ہجے میں کہا۔ ”اے نہیں جناب۔ میرا مطلب ہے۔ یہ تمام میہیں تو یہ رہ جائیں گے تو آپ بیٹھنے میں سکتے ہیں۔ علیحدہ کسی میز نگواہ تیا جوں۔“ — پیر نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”کیوں نہیں بیٹھ سکتا۔ کیا میں شٹ پونجیا ہوں۔ تمہیں پرس آف ڈھنپ کے متعلق ایسی بات کہنے کی جرمات کیسے ہوئی؟“ — عمران کا لہجہ ایسا تھا۔ دہ میکن لخت تھے سب سے بی اکھر گیا ہوا۔

”پرس آف ڈھنپ“ — ادھر جناب — میرا یہ مطلب نہ تھا۔ اس کی بُری مذہبی آمد تو سماں کے لئے باعث تھے جناب۔ میر منیر نے تھا کہ کسی کو کوشش کر کر دیکھنا پڑے سے عمران کا واپس نہ ہو۔ اس نے وہ پڑیں آف ڈھنپ کے فناختے قعی انتہا۔ ”معوب نظر آ جاؤ۔“

اس ادھر عمر آدمی نے تگے بڑھ کر دربان کی گردان چھپڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”مگر وہ موجود ہو جی۔“ — عمران نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔ ”اے موجہ نہیں آئی جناب۔ یہ تو جھاک کر آپ کو سلام کر رہا تھا۔“ میر نے ہونٹ کھٹتھے ہوئے کہا۔ وہ بخانے کس طرح لپٹنے آپ کو کنٹرول کرنے ہوئے تھا۔

”اوے سلام کر رہا تھا۔ بہت ترے کی۔ میں سمجھا موجہ آجھی ہے۔“ علیکم السلام و علیکم السلام — عمران نے یک لخت پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ ادھر دربان پے چاہہ اب دونوں ہاتھوں سے اپنی گردان مسل ملا تھا۔ اس کا چڑھ سرخ پڑھکا تھا۔ اور انھیں پہلی ہوتی تھیں۔ ظاہر ہے عمران کے ہاتھوں اتنی دیر پھنسنے کے بعد اس کا یہی حشر ہونا تھا۔

”یار قم سلام کر رہے تھے تو کہ ازکم محظی بتا تو دیتے۔ گوئے تو نہیں ہو۔“ — عمران نے ٹپا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے حیب سے پانچ پانچ سو کے دونوں نکال کر دربان کے ہاتھ پر رکھے۔

”ووہ ہی لینا۔“ — عمران نے بڑے بے نیازانہ ہجے میں کہا۔ ادھر پھر ددداڑہ کھول کر اندر پڑھ گیا۔ پانچ پانچ سو کے دونوں دیکھ کر دربان تو اپنی سب ملکیت یک لخت بھول گیا۔ اس کی حالت تو کسی مجھے حصی ہو گئی۔ مکھی۔ البتہ میر اور دہ میں موجود باتی افراد کی حالت بھی قابل دیدکھی۔ وہ سب کروڑوں سوی افراد تھے لیکن کسی دربان کو اس طرح یک سزا درپے پے پے پے دے دینا یہ شاید ان کے کبھی تصور ہیں نہ آیا تھا۔

”یہ کوئی خوبی لگتا ہے۔“ — یک آدمی نے بڑھاتے ہوئے کہا۔ اد-

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"نمہ پس بیٹھیں گے کس کی جماعت ہے کہ پس آف ڈھمپ کو بیٹھنے سے روک سکے" — عمران نے تیز لمحے میں کہا اور پھر تیز قدم اٹھاتا وہ قریب ہی رکھی ایک میز کی طرف بڑھ گیا۔ جس پر ایک غیر ملکی لڑکی ایسی بیٹھی پینے پلانے کا شغل کر رہی تھی۔

عمران نے قریب جا کر بڑے الٹیمان سے کرسی کھینچی اور پھر اس پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے میز ہی اس کے نام ریز رہو۔ لڑکی نے چونکہ کمائے دیکھا — اور اسی لمحے عمران نے بڑے پیغامشانہ انداز میں اُس سے آنکھہ مار دی۔

"ادہ ناسنیں — پیغامش کون ہوتم۔ اٹھو یہاں سے۔ یہ میز رینہ دہنے" لڑکی نے انتہائی غصے انداز میں جھینتے تو ہوئے کہا۔ "میز رینہ دہنے تو ہوتی رہے میں تو کسی پر بیٹھا ہوں" — عمران نے میز پر مکہ مارا۔ اس کے مکہ مارنے سے اتنے زور کا دھماکہ ہوا کہ پورا اہال گو سنج اٹھا۔ اور سب لوگ بُڑی طرح چونکہ اُس طرح دیکھنے لگے۔ لڑکی تو بوكھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بیٹھے جیٹھے — تشریف رکھئے۔ میں نے آپ کو تو مکہ نہیں مارا۔ میں تو سرپرست کو ملاد پا تھا" — عمران نے لڑکی کو اس طرح بوكھلاتے دیکھ کر بڑے میٹھے لمحے میں کہا۔

"اُسی لمحے غیجہ اور دمینہ بیرے بخلی کی سی تیزی سے ان کی طرف بڑھے۔ یہ کیا بد تیزی ہے۔ یہ کیسے لوگ یہاں آ جلتے ہیں۔ یہی تمہارے ہوشی کا انتظام ہے" — لڑکی انتہائی غصے کے عالم میں منجھ پر پھر ٹھہر دے دی۔

"نمہ — نمہ — مadam — یہ پس آف ڈھمپ ہیں۔ یہاں کی بہت بڑی شخصیت۔ پیز۔ آپ ناراض نہ ہوں۔ میں ان سے بات کرتا ہوں" میجھ نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

ادہ پس آف ڈھمپ کا نام سنتے ہی لڑکی کا پھرہ بدل گیا وہ حیرت اور اشتیاق سے عمران کو دیکھنے لگی۔ جواب بڑے بے نیاز اشناز میں بیٹھا اور ہرا دھریوں دیکھ رہا ہوا جیسے اُسے سمجھو نہ آ رہی ہو کہ وہ کہاں پہنچ گیا ہے۔

"جناب پس صاحب۔ پیز۔ آپ کے لئے میں نے خصوصی سینٹ گوا دی ہے۔ میری بات سنیں" — میجھ نے لمحہ بھرے لمحے میں کہا۔ "سوہنی۔ میرا سیدھی آج چھٹی پہ ہے۔ باپیں وہی ستتا ہے۔ اُسے باپیں سننے کی تحریک ملتی ہے۔ مجھے تو ڈیڑھی جیب خرچہ بھی نہیں دیتے۔ بھلا میں کیسے باپیں سن سکتا ہوں۔ سوہنی۔ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پھر کہ میجھ مرثیہ کچھ کہتا۔ لڑکی نے اُسے جلنے کا اشتارہ کیا اور کہسی پر بیٹھ گئی۔

"پس — آپ واقعی پس ہیں۔ اگر ایسا ہے تو یقین کیجیے یہ میری خوش قسمتی ہے۔ میرا نام لو سیا ہے۔ اور میرا تعقیق گریٹ لینڈ سے ہے۔ لڑکی نے بڑے اشتیاق بھرے لمحے میں کہا۔

"جب میرے ڈیڑھی ریاست ڈھمپ کے بادشاہ ہیں اور میں ان کا اکتوتابیٹا ہوں تو پھر میں پس کیسے نہیں ہو سکتا۔ کیا آپ کو قانون دراثت کا علم نہیں ہے" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ "ادہ ادہ — دیر ہی گد۔ مجھے کتنا اشتیاق تھا کسی مشرقی پس سے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ملئے کا۔ لیکن میرے تصور میں تو پس کا نقشہ کچھ اور تھا۔ لٹکی نے انہیانی اشتیاق آئیز ہے میں کہا۔ "یعنی آپ کی نظر میں پس کا نقشہ کسی مینڈک جیسا تھا۔ آپ نے شاید کسی مینڈک پر پس کی تصویر دیکھ لی ہوگی۔ عمران نے سہ بلاتے ہوئے کہا۔

"ادہ۔ بت نہیں۔ وہ گئے میں انہیانی قیمتی موتوں کے ہار دہ تاج دنیہ۔ لوسیا نے پنی طرف سے مشرقی شہزادے کی دضاحت کروانے کی کوشش کی تھی۔

"ادہ۔ آپ نے کیا یاد دلادیا۔ ادہ۔ ویری سیدہ۔ عمران کا ہجھیک لخت روشنے دال ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے پس پس آنسو بہہ نکلے۔

"ادے ارے۔ آپ روہتے ہیں۔ پلیز پس پلیز۔" لٹکی عمران کو داشتی روستے دیکھ کر بڑی طرح بوكھلا گئی۔ اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ردمال تیزی سے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ادہ۔ کیا خوشبو دار ردمال ہے۔ چلو آنسو بہانے کا فائدہ تو ہوا۔ یہ شاید لادہی فرنچ ہے۔" عمران۔ رونا بھول کر زور زدہ سے سانس لے کر ردمال سو بخفظ لگا۔ اب اس کے چہے کو دیکھ کر ذمابھی احساس نہ ہوتا تھا کہ وہ روکھی رہا تھا۔ لٹکی اس کی کانی پلٹ پر اور زیادہ حیران نظر آ رہی تھی۔

"آپ چلو سمجھنے تو میں پس۔ یہ لادہی فرنچ پر فیوم ہے۔" لٹکی نے سکرتے ہوئے بواب دیا۔ اب اگلی آنکھوں سے مسرت اور اشتیاق کے بثرات باخڑ طور پر نہیاں تھے۔ شاید اب اس سے یقین ہو گیا تھا کہ اس کی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

طلقات دا قمی کسی مشرقی شہزادے سے ہوئی ہے۔ لیکن آپ یہ خوشبو کیوں استعمال کرتی ہیں۔ اس خوشبو میں یہ بڑا نقش ہے کہ اسے اگر مسلسل نہ لگایا جائے تو اس کی خوشبو اس طرح بدبو میں بدل جاتی ہے جیسے کوئی پوہا مر گیا ہو۔ دیے چوہوں کو مر جانا چاہیے۔ بند دل ہوتے ہیں۔ اور ہمیں بند دل سے شدید نفرت ہے۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی کہ آدمی خواہ منواہ لئھا لھائے سے سر آدمی کے چیخھے بھاگتا رہے۔ اس میں تحمل ہونا چاہیے۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ شرافت۔ یعنی اگر کوئی ایک گال پر پھر پڑا رہے تو آدمی کو دوسرا گال بھی آگے کر دینا چاہیے۔" عمران کی زبان چل پڑی۔

"مم۔" گر لوگ تو اسے ہی بند دل کہتے ہیں۔" لوسیا نے حیرت بھر سے لمحے میں کہا۔

"لوگ کہتے ہیں کہنے دیجئے۔ بھاگا لوگوں سے کیا تعلق۔ ہم تو پسی ہیں۔ اور پس کو ہر لفظ کے اپنے معنی رکھنے چاہیں۔ کیوں مس رو سیاہ۔" عمران نے منہ بنلتے ہوئے کہا۔

"رو سیاہ نہیں لو سیا۔" لوسیا نے ہنستے ہوئے کہا۔ "چلو مان لیتا ہوں۔ لیکن کیا میں دوبارہ میزیری کے مارنا شروع کر دوں۔" عمران نے کہا۔

"ادہ سوری۔" معاف کیجئے۔ مجھے آپ کی شخصیت کے طسم کی وجہ سے پوچھنا یاد ہی نہیں رہا کہ آپ کیا پیس ٹھے۔" لوسیا نے معمذت بھر سے ہجے میں کہا۔ "کیا آپ خود نے آئیں گی۔" عمران نے پوچھا۔

پہلے یہاں ہال میں موجود ہر فرد کو ہماری طرف سے مشرد ب پیش کرو پھر اس سمجھنے والے لمحے میں کہا۔
ٹیکل پر سرو کرو جاؤ۔ عمران نے انتہائی بادقا ر انداز میں کہا۔ اور دیڑ کی آنکھیں شایدیہ تصور کر کے ہی پھیلنے لگیں کہ ہال میں موجود ہر فرد کو قیمتی مشرد ب پیش کرنے کا بدل کتنا بنتے گا۔

اے اے اے پُرس پیز۔ میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے۔
لوسیانے بُری طرح بُو کھلانے ہوئے انداز میں کہا۔

ستوئی بات نہیں ہم ادا کر دیں گے آپ اے ادھار سمجھیں۔
عمران نے سہلاتے ہوئے کہا۔ اور دیڑ کو با تھف سے جانتے کا اشارہ کیا۔

مل۔ مل۔ لیکن۔ لوسیانے شاید کچھ کہنا چاہا۔

ہشت۔ پُرس کے ساتھ پیڑھ کہ الیسی باتیں نہیں کیا کرتے۔
عمران نے بُر اسامنہ بناتے ہوئے کہا۔ اور لوسیانے اختیار اپنے ہونٹ کاٹنے لگی۔ اُسی لمحے منیجہ ایک بار پھر تیزی سے چلتا ہوا ان کے قریب پہنچا۔

پُرس۔ آپ نے داقی ہال میں موجود شخص کو ہوٹل کا سب سے قیمتی مشرد ب سرو کرنے کا آرڈر دیا ہے۔ منیجہ نے بھیجا تے ہوئے پوچھا۔ اُسے شاید دیڑ کی بات پر یقین نہ آیا تھا اور بات بھی یقین نہ کرنے والی بھی تھی۔

ہال۔ میں لوسیانے کی طرف سے مشرد ب پیش کرو اور سنو۔ اب ہوٹل کے مالک کو تصدیق کرنے کے لئے نہ بخوا دینا ر جاؤ۔
عمران نے کہا۔ اور منیجہ کے پہنچنے کے آثارہ نمایاں تھے جیسے دہ کوئی بات کرنا چاہتا ہو لیکن کرنے سکتا ہو۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”اے نہیں۔ میں دیڑ کو بلائی ہوں۔“ لوسیانے کچھ نہ سمجھنے والے لمحے میں کہا۔

”تو بلائیتے۔ یہ پوچھنا اس کا کام ہے۔ پر دُو کوں پر دُو کوں ہوتا ہے۔“
عمران نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ اور لوسیانے مسکرا کر ایک سایہ دیڑ کو بلانے کے لئے با تھکہ کا اشارہ کیا۔ دیڑ اس کا اشارہ دیڑ کو تیر کی طرح اڑتا ہوا قریب ہنجا اور سہ جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

”یار۔ تمہاری کی بھی گردن میں موچ آگئی ہے۔ یا اللہ یہ ہو ٹلے ہے۔
یا ماش خانہ۔ یہاں جو بھی آتی ہے گردن جھکا کر آتا ہے۔ مم۔“
سوردی۔ میرے پاس اب اور نوٹ نہیں ہیں۔ دیڑ نے اتنا ہی جیب خرچ دیا تھا۔ وہ ہوٹل کے باہر ہی خرچ ہو گیا۔ عمران نے انتہائی معذبت بھرے لمحے میں کہا۔
”یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ کیسی موچ۔“ لوسیانے حیران ہو کر پوچھا۔

اور عمران نے اُسے مختصر لفظوں میں دربان کے ساتھ آنے والا واقعہ بتا دیا۔ لوسیا تھوڑہ مار کر کہنے پڑی۔

”ایسے ہوٹل کا سب سے قیمتی مشرد ب لے آؤ۔ جاؤ۔“ لوسیا نے منتہ ہوئے دیڑ سے کہا اور دیڑ تیزی سے واپس مڑنے لگا۔
”لکھر و۔“ عمران نے یک لخت شاخانہ انداز میں کہا۔ اور دیڑ تیزی سے مرٹا اور سوالیہ نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا۔

”یہ پُرس آف آف ڈھمپ کی شان کے خلاف ہے کہ ہوٹل میں موجود افراد اس مشرد ب سے محروم رہیں جو ہم نے پینا ہے۔ اس نے

"میں کہتا ہوں۔ جاؤ۔ ارے ہاں۔ گھر دے" — عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندر ونی جیب میں ٹاکڑا لے دا۔ اور بڑے نڈوں کی ایک موٹی سی گھٹی نکال کر منیجہ کی طرف اچھا دی۔ "من لوسیا کی طرف سے بل کاٹ کر باقی بیرون میں بطور پیمانہ دینا۔ جاؤ" — عمران نے اس طرح بے نیاز انہیں کہے میں کہا جیسے اس نے بڑے نڈوں کی گھٹی نہ دی ہو بلکہ اخباری کاغذوں کا بنڈل دیا ہو۔ اور منیجہ چیز لمحے تو آنکھیں بھاٹ پھاٹ کر گھٹی کو دیکھتا رہا پھر تیزی سے مڑ گیا — لوسیا کا چہرہ ایسے ہو رہا تھا جیسے اچانک نئی جادو گرنے اُسے مجھے میں تبدیل کر رہا ہو۔

"ادہ پرنس۔ حیرت ہے۔ میں حیرت سے مر جاؤں گی" — لوسیا نے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو آپ کے ملک میں خود کشی حیرت سے کی جاتی ہے بہت خوب۔ بڑا دماغ نہیں ہے" — عمران نے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ لوسیا کوئی جواب دیتی۔ ایک لمبا تمثیل کی تیز تیز قدم اٹھاتا میز شکنے قریب پہنچ کر رکا دہ حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ لوسیا اُسے دیکھتے ہی بوکھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"چڑھو" — یہ پرنس ہیں۔ پرنس آٹھ ڈھمپ" — لوسیا نے بوکھلانے ہوئے انداز میں کہا۔ لیکن عمران نے آنے والے کو نظریں اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

"لیکن یہ میز تو زیور دے ہے پھر" — چڑھو کے بھی میں سختی تھی۔ "تو میں نے کہ کہا ہے کہ رینر و نہیں ہے۔ بیٹھ جاؤ میز پر۔ مجھے کیا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"اعراض ہو سکتا ہے" — عمران نے بُرا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔ "پلیز چڑھو۔ یہ بہت بڑی شخصیت ہیں۔ بہت ہی بڑی" — لوسیا نے رچرڈ کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ اور رچرڈ کا سخت چہرہ یک لخت نرم پڑ گیا۔ وہ شاید لوسیا کا اشارہ سمجھ گیا تھا۔ عمران نظاہر تو انہیں نہیں دیکھ رہا تھا لیکن کن آنکھوں سے اس نے لوسیا کا اشارہ دیکھ لیا تھا۔ "اوہ۔ اچھا اچھا۔ مجھے آپ سے مل کر بے حد سرست ہوتی ہیں" رچرڈ نے یک لخت بد نے ہوئے بھی میں کہا۔ اور صاف فتح کے لئے باختہ آگ کے بڑھایا۔

"سودھی۔ آج ہمارا سیکرٹری چھپی پڑے۔ یہ مصلحت کا کام میری طرف سے دہی کرتا ہے" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور رچرڈ کے چہرے پر غصے کے بھر کرنے ہوئے آثار ایک لمحہ کے لئے پیدا ہوئے۔ یعنی دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور ستمسی گھسیدٹ کو بیٹھ گیا۔ لوسیا جلدی جلدی اُسے انہتائی قیمتی مشروب سارے ہمال کو پیش کرنے اور بڑے نڈوں کی موٹی گھٹی منیجہ کو دینے کا واقعہ سننے لگی۔ اور رچرڈ کے چہرے پر یک لخت حیرت کے آثار پھیلتے گئے۔ اُسے شاید یقین نہ آ رہا تھا لیکن اسی لمحے اس نے بیرون کو ہر میر پر مشروب کے گلاں پیش کرتے دیکھا۔ وہ شاید ساتھ ساتھ بتا رہے تھے کہ یہ مشروب میں لوسیا کی طرف سے پیش کیا جا رہا ہے۔ اس نے ہر شخص چونک کہ لوسیا کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

"ادہ ادہ پرنس۔ آپ نے واقعی مجھے بے حد عزت دی ہے۔ میں آپ کی مشکوڑ ہوں" — لوسیا نے ہمال میں موجود ہر شخص کو اپنی طرف

دیکھتے پا کہ انہم اپنی تشرکر انہما میں عمران سے مناطب ہو کر کہا۔
”پس میرا نام رچڑھے ہے اور میں مالی وڈیں فلمیں پر وڈس کرتا ہوں۔
کیا آپ کو بھی فلم لائیں میں دلچسپی ہے“ — رچڑھ نے اچانک مودبانتہ
لہجے میں کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”اے میں کیوں نہیں۔ میں نے ہنڑ دالی فلم دیکھی تھی۔ بھی یقین کرو۔
جب میں ناٹھیا گھوڑا دوڑاتے ہوئے دل گاڑی کا مقابلہ کرتی ہے تو اس
لطف آ جاتا ہے۔ — داہ داہ کیا فلم ہے۔ کیا آپ بھی ایسی ہی فلم بناتے
ہیں؟“ — عمران نے سر مللتے ہوئے کہا۔

”ادہ۔ تو آپ کو ایسی فلمیں پسند ہیں۔ لیکن ایسی فلموں پر خیر ہے حد
آتی ہے۔ دیکھئے ناپوری دل گاڑی خریدنی پڑتی ہے“ — رچڑھ نے
لوسیا کو آنکھ مارنے ہوئے کہا۔

”میں خریدنی تو پڑتی ہے۔ تو کیا ہوا خرید لو۔ یہ خریدنا تو میری مانی ہے۔
عمران نے مشردوب کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور رچڑھ کا یہ رہا۔ ایک
باد پھر بھڑکنے لگا۔ لیکن اس نے ایک بار پھر اپنے آپ پہنچنے والے کریا۔
چھرے پر اس وقت حماقتوں کا بھرپور جلوہ موجود تھا۔

”آپ تو خرید سکتے ہیں۔ ایک کیا دس دل گاڑیاں خرید سکتے ہیں لیکن
سم۔ بہر حال کیا آپ ایسی فلم پر وڈس کرنا پسند کریں گے؟“ — رچڑھ
نے اب اپنا جال واضح طور پر پھینک دیا۔ وہ شاید عمران کی دولت مندی
کے مظاہرے اور اس کے چھرے پر موجود حماقتوں کی آتشار دیکھ کر کچھ
اور سوچ رہا تھا۔

”میں۔ خریدو۔ دس کیا دس ہزار دل گاڑیاں خرید لو۔ ہمیں کیا فرق پڑتا
ہے۔ لیکن ایک بات ہے۔ میں ناٹھیا کی جگہ میں لوسیا کام کریں گی۔“

اس فلم میں۔ اور ہاں اگر گھوڑے کی بجائے گدھے اور دل گاڑی کا
 مقابلہ دکھایا جائے تو کیا سہے گا۔ داہ داہ۔ بہت خوب۔ بڑا لطف
گئے گا۔ — عمران بھی اب رچڑھ کو گھسنے پر اتر آیا تھا۔

”داہ۔ کیا گہی پیٹ آئی ہے۔ گدھے اور دل گاڑی کا مقابلہ۔
داہ۔ دیکھی گئے۔ کمال ہے۔ بہت ہی شاندار آئی ہے۔“ — رچڑھ کا
لہجہ تباہ ہا تھا کہ دہ بڑھی مشکل سے اپنی منسی کو کنٹرول کر رہا ہے۔
اسی لمحے بیرے نے مشردوب کے گلاس ان تینوں کے سامنے
رکھ دیتے۔

”لیکن ایک ترمیم تھیں کرنی پڑے گی۔ اس گدھے پر میں لوسیا کی
بجائے تھیں بیٹھنا ہو گا۔ تم واقعی اس پر بیٹھے ہوئے بہت اچھے لگو گے۔
داہ گدھے پر گدھا۔ — واقعی زور دار آئی پڑتے۔ بہت خوب۔ داہ۔“
عمران نے مشردوب کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور رچڑھ کا یہ رہا۔ ایک
باد پھر بھڑکنے لگا۔ لیکن اس نے ایک بار پھر اپنے آپ پہنچنے والے کریا۔
آپ کو کرنا ہو گا۔ — رچڑھ نے ہونٹ چپلتے ہوئے کہا۔

”کتنی رقم لگ جائے گی؟“ — عمران نے چونک کر پوچھا۔
”رقم۔“ میرے خیال میں زیادہ سے زیادہ دس کر دوڑ دی پے تو خیر
ہو جائیں گے۔ لیکن پس یہ فلم اتنا بزرگ کرے گی کہ ایک ارب تو
کیا دس ارب روپے میں تھرکن یورپ کا سرکش پک جائے گا اور
باقی دنیا تو بہر حال پڑھی ہی ہے۔“ — رچڑھ نے امید بھرے
لہجے میں کہا۔

"یہ بہنس دنس چھوڑو۔ ڈیڈھی کو پتہ جل گیا کہ تم اس بنیا گیری کے چکر میں پڑ گئے ہیں تو وہ ہمیں ریاست سے ہی عاق کر دیں گے۔ باقی ہی رقم تو یہ معمولی رقم ہے۔ اتنی رقم تو ہم اپنی سالگرہ پر مبارک دینے والوں کو باش دیا کرتے ہیں"۔ عمران نے منہ بنتے ہوئے کہا۔ اور رچرڈ اور لوسیا کی آنکھیں اتنی تیزی سے پھیلیں کہ عمران کو خطرہ محسوس ہونے لگا کہ وہ یقیناً کانوں تک پہنچ جائیں گی۔

"تو پھر ڈن پینس"۔ رچرڈ نے مرت سے کاپتے ہوئے ہے

"مال ڈن سی سمجھو۔ میں تمہیں رقم دے دوں گا تم جا کر فلم بنالیں۔ بس اس کا ایک پرنٹ تمہیں سمجھوادیتا ہم دیکھ لیں گے"۔ عمران نے بڑے بے نیازانہ ہجے میں کہا۔

"بالکل پیس بالکل۔ تو پھر رقم کب دیں گے آپ"۔ رچرڈ کو

"ابھی دے دیتے ہیں۔ بس ایک فون ہمیں بنک میں کرنا ہو گا۔ منیجر رقم لے کر یہاں پہنچ جائے گا"۔ عمران نے بڑے سادہ سے ہجے

"تو پھر ہیں فون منگواؤں"۔ رچرڈ نے کاپتے ہوئے ہجے میں کہا۔

"یکن وہ پہلا ادھار۔ دراصل بات یہ ہے کہ تم کلینس کے بغیر آگے نہیں بڑھتے۔ ڈیڈھی کہتے ہیں کلینس بے حد ضروری ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ادھار۔ کلینس۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"

رچرڈ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
لوسیا تو بالکل ہی خاموش بیٹھی ہوتی تھی۔ اس کی حالت تو ایسی تھی جیسے سانپ سوگھ گیا ہو۔

"بھی ہم نے مشrod بک کئے ایک لاکھ روپیہ دیا ہے۔ اور یہ مس لوسیا نے ادھار لیا ہے۔ جب وہ ایک لاکھ دا پس ملے گا تو ہم دس کو ڈرڈ پے دے دیں گے تاکہ کلینس ہو جلتے۔ اور دیسے ہم وہ ایک لاکھ روپیہ بھی مس لوسیا کو تحفے کے طور پر پیش کر دیں گے کیونکہ ہم کے لئے ایک لاکھ روپیے دا پس لینا تو ہیں ہے۔ لیکن وہ اصول اور کلینس یہ بھی میں کہا۔

"رچرڈ چند لمحے تو بیٹھا ہو شکستار ہے۔ جیسے کسی فیصلے پر پہنچنا چاہتا ہو۔ پھر اس نے یک لخت کندھے جھککے۔

"ھیک ہے پس۔ بات واقعی اصول کی ہے۔ میں ابھی مس لوسیا کی طرف سے آپ کو ایک لاکھ پیش کرتا ہوں"۔ رچرڈ نے کہا۔ اور وہ جلدی سے اٹھ کر کا دنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا واقعی آپ ایک لاکھ روپے مجھے تحفے میں دے دیں گے۔ اور دس کو ڈرڈ پے فلم پر لگائیں گے"۔ لوسیا نے رچرڈ کے جاتے ہی آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔

"ایں تو اس میں حریت کی کیا مات ہے۔ یہ ایک لاکھ یہ دس کو ڈرڈ پے کی سماں نظر دل میں کیا ہیئت ہے۔ ہم پیس میں کوئی گھیاٹے تو نہیں ہیں"۔ عمران نے بے نیازانہ ہجے میں کہا۔

"اسی لمحے رچرڈ دا پس آگیا۔ اس کے ہاتھیں بڑے نوٹوں کی گڈی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"وہ آپ فلم بنانے کے لئے مجھے دس کمرڈ روپے دے دے سے تھے۔ اور آپ نے کہا تھا کہ بینک میں جگہ کوٹیلی خون کرنا ہے۔" — رچرڈ نے تیز لمحے میں کہا۔

"وہ فلم ادھارا اچھا۔ اب مجھے یاد آگیا وہ جس میں آپ کہتے پڑ سوار ہوں گے۔ میں ہاں ضرور بنا لیں۔ آپ واقعی گھنے پر مجھے ہوتے ہے بہت خوب صورت لگیں گے۔ ویسے بھی آپ کے لئے یہ انتہائی مناسب سواری ہے۔" — عمران نے آنکھیں ٹپٹپا تے ہوتے کہا۔
"یکن وہ دستم۔" — رچرڈ نے جلدی سے کہا۔

"رقم — ہاں ضرور۔ رقم کی تو کوئی کمی نہیں ہے۔ دس کمرڈ کیا ہم چاہیں تو دس ارب روپے ہماری ایک کال پر آ سکتے ہیں۔ لیکن مسئلہ نئے نوٹ لے آئے گا۔" — عمران نے سر بلکت ہوتے کہا۔

"مسئلہ کیسا مسئلہ۔" — رچرڈ اور لوسیا دنوں نے بُری طرح چونکتے ہوتے کہا۔

"مسئلہ یہ ہے کہ حساب کتاب تو ہمارے سیکرٹری کے پاس ہوتا ہے۔ ہم تو پرس میں ہمارا بھلا حساب کتاب سے کیا تعلق۔ اکاؤنٹ بھی اُسی کے نام ہے۔ اور بغیر بھی اُسے ہی معلوم ہے۔ اور ہمارا سیکرٹری تو جھٹ پہنچ سے باہر ہے۔" — عمران نے خوف زدہ ہوتے ہوتے کہا۔
"خون نہیں بلکہ فون۔ ٹیلی فون کہہ رہا ہوں۔" — رچرڈ نے کہا۔

"ٹیلی فون — ادھارا اچھا۔ لیکن کس کو کہنا ہے اور کیوں کہنا ہے؟" عمران نے پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہوتے یوں کہہ جیسے وہ یادداشت نہونے کا مریض ہو۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

تھی وہ شاید کاؤنٹر پر سے چک دے کر لے آیا تھا۔
"یہ ایک لاکھ روپے ہیں۔ یہ لمحے اور بینک سے رقم منگوا لجھیے اب تو کیوس ہو گئی۔" — رچرڈ نے نٹوں کی گلڈی عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اصلی ہیں۔" — عمران نے گلڈی ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اسے غور سے دیکھ کر اس نے گلڈی کوٹ کی اندر دنی جیب میں رکھا۔
"یہ تو آپ مجھے تھفے میں دے رہے تھے۔" — لوسیا نے جلدی سے اُسے یاد دلاتے ہوتے کہا۔

"یہ پرانے فوٹ ہیں۔ یہ بھلا کیسے تھفے میں دیتے جا سکتے ہیں۔ ہم نے نوٹ دینا چاہتے ہیں۔ میں بینک میں جگہ کو کہہ دوں گا وہ آپ کے لئے بالکل نئے نوٹ لے آئے گا۔" — عمران نے سر بلکت ہوتے کہا۔

"وہ فون آپ کر لیں۔ میں نے کاؤنٹر پر کہہ دیا ہے وہ فون یہیں لے آیں گے۔" — رچرڈ نے جلدی سے کہا اس کے چہرے پر اشیاق تھا۔

"خون۔ اسے باپ رے۔ آپ مجھے خون کرنے کے لئے کہہ دہیں۔ سورجی مسٹر رچرڈ۔ میں کسی کا خون نہیں کر سکتا۔ یہ میرے بس سے باہر ہے۔" — عمران نے خوف زدہ ہوتے ہوتے کہا۔

"ٹیلی فون بلکہ فون۔ ٹیلی فون کہہ رہا ہوں۔" — رچرڈ نے کہا۔
"ٹیلی فون — ادھارا اچھا۔ لیکن کس کو کہنا ہے اور کیوں کہنا ہے؟" عمران نے پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہوتے یوں کہہ جیسے وہ یادداشت نہونے کا مریض ہو۔

"کون سا ایک لاکھ روپیہ" — عمران نے چونکہ کہ پوچھا۔
"دہی جو میں نے ابھی دیا ہے کا وہ نظر سے لامگا" — چند کا الجھ کاٹ
کھانے والا تھا۔ وہ شاید اب بڑھی رقم سے مایوس ہو چکا تھا۔
"لیکن وہ تو آپ نے ادھار چکایا ہے۔ سادے مال نے قسمی مشروب
نہیں پیا۔" — عمران نے منہ بنکتے ہوئے کہا۔
"میں کچھ نہیں جانتا۔ لاکھ روپیہ نکالو" — چند کا الجھ کیک لخت ملنے
ہو گیا۔

"کمال ہے۔ حیرت ہے۔ اتنے پڑے ہو ٹکل میں غنڈہ گردھی رڈاکہ" —
عمران نے یک لخت اونچی آواز میں پختے ہوئے کہا۔ اور ڈاک کے کافظ سن
کمپورہ امال اس طرح چونک پڑا جیسے داقعی ڈاکو آگئے ہوں" —
"میں کہتا ہوں شہ افت سے لاکھ روپے دے دو۔ ورنہ" —

چرڑ نے یک لخت اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور سا تھی اس
نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔ اس کے چہرے کے نقوش یک لخت انہماں
کرخت ہو گئے تھے۔

"منیجمنیج — یہ ڈاکو۔ مجھ سے لاکھ روپیہ جھینینا چاہتا ہے۔ ملپ
ہلپ" — عمران نے ریوالور دیکھتے ہی بُہمی طرح پختہ ہوئے کہا۔
اور اردد گرد سے دیر تیزی سے عمران اور چرڑ کی طرف دوڑ پڑے۔
"میں کہتا ہوں۔ روپیہ نکالو" — چند نے یک لخت عمران کے
گریبان میں باٹھا ڈالنا چاہا۔ لیکن دوسرے لمبے وہ بُہمی طرح چھتا ہوا پیچھے
موجود کسی سے نکلا یا۔ اور دھڑا مام سے کسی سمیت فرش پر جا گرا۔
"یہ میرا کامڈ ہے۔ ستحفہ اور فلم کی رقم لینے آجانا" — عمران نے

جب سے ایک کارڈ مکال کو میز مرکھا اور پھر اس سے پہنچ کے لوگ کچھ پوچھتے
وہ بھلی کی تیزی سے دوڑتا ہوا میں گیٹ سے باہر نکل گیا۔
"ام سے۔ پکڑو پکڑو۔ وہ میرا لاکھ روپیہ نے گیا" — چند نے
فرش سے لٹکتے ہوئے بُہمی طرح پختہ کم کھا۔
"یہ آپ کیا کہہ رہتے ہیں۔ کیا آپ ہوش میں ہیں۔ وہ پرس آف ڈھپ
ہیں۔ انہماں میں معزز شخصیت" — منیجمنے چند کو سمجھانے کی کوشش
کرتے ہوئے کہا۔
"ایسی کی تیسی اس پرس کی۔ میرا لاکھ روپیہ میں اس کی ٹھیکانہ توڑ دوں
گا" — چند نے بھی اٹھ کر میں گیٹ کی طرف دوڑ لگادی۔ ریوالور گرتے
ہوئے اس کے ہاتھ سے نکل کر کہیں دور جا گر اتھا۔ اور عمران کو جلتے دیکھو
کہ اُس سے صرف ایک لاکھ روپیہ یاد رہ گیا تھا۔ اس لئے اس نسبے اختیار
اس کے پیچھے دوڑ لگادی۔

لوسیا چند لمبے تو دہاں کھڑی ہونٹ کاٹتی ہی بھر اس نے عمران کا میز
پر پھینکا ہوا کامڈا ٹھایا اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی لعنٹ کی طرف بڑھ گئی۔ وہ
اسی ہو ٹکل میں بھر ہوئی تھی۔ اس کی پیشانی پیشکنوں کا جال سا پھیلا ہوا
تھا۔ جیسے وہ کسی گھری سوچ میں غرق ہو۔ اس سادے عجیب و غریب
دائعتے اُس سے داقعی ذہنی طور پر مفلوج کر دیا تھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

در واز میے پر دستک ہوتے ہی میز کے چیپھے بیٹھا ہوا بھاری
بجڑوں والا نوجوان چوکا پڑا۔

"یس کم ان" — بھاری جبڑے والے نوجوان نے کخت آذان
میں کہا۔ اور دوسرا سے لمجھے در دا زہ کھلتے ہی ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔
اس کے جسم پر موجود مخصوص لباس بتارہا تھا کہ وہ کھلڑی ہے۔

"ادہ — راشیل تم" — بھاری جبڑے والا کھلڑی کو دیکھتے
ہی چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"بٹا شامدار آفس میں بتھا را۔ میں تو سوچ بھی نہ سکتا تھا" آنے
والے نے حیرت اور تحسین بھر سے ہجھے میں کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے

"کیا کیا کیجیے۔ بنس ہی ایسا ہے۔ بہر حال بیٹھو۔ کیا پیو گے"
بھاری جبڑے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جو جی چاہے پلوادو" — راشیل نے بٹے بے تکھلا نہ ہجھے میں
کہا۔ اور میز کے سل منے موجود ایک انہتائی آرام دہ کرسی پر بیٹھ گیا۔
بھاری جبڑے والے نے میز پر رکھی ہوئی ایک خوب صورت سی
گھنٹی بجا تی تو ساید کا در دا زہ کھلا اور ایک خوب صورت لٹکی اندر داخل
ہوئی اس کے جسم پر انہتائی چیت لباس تھا — راشیل چوکا کر اُسے
دیکھنے لگا۔ لٹکی نے بھی مسکرا کر راشیل کو دیکھا اور پھر بھاری جبڑے والے
کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"یس بائس" — لٹکی نے سوالیہ ہجھے میں کہا۔

"بھئی راشیل آئے ہیں۔ ان کی کچھ خدمت کرو" — بھاری جبڑے
والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ادہ تو آپ راشیل ہیں جگہ۔ وہی میں سوچ رہی تھی۔ کہ چہرہ جانا پہچان لے گے۔
میں تو آپ کی پست مار ہوں راشیل صاحب۔ آپ کے فوٹو تو میرے
ذاتی کمرے میں ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں" — لٹکی نے بے اختیار لگے
بڑھتے ہوئے مصلحت کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ادہ تھینک یوس....." — راشیل نے بٹے فخریہ ہجھے
میں کہا۔

"مار گریٹ — میں ماڈنٹ کی سیکرٹری ہوں" — مار گریٹ نے
تعارف کرتے ہوئے کہا۔ اور راشیل نے سر ملا دیا۔

"مار گریٹ — آج وہ سو سالہ پرانی شراب لے آؤ۔ راشیل صاحب
بھی کیا یاد کیں گے کہ ماڈنٹ اکیلسی میں آئے اور پینے کے لئے انہیں عام
سی شراب ملی" — بھاری جبڑوں والے نے جس کا نام ماڈنٹ تھا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

مسکراتے ہوئے کہا۔
”ابھی لائی۔“ — مارگریٹ نے کہا۔ اور بڑے لگادٹ بھرے انداز میں راشیل کو دیکھتی ہوتی مڑی۔ اور اُسی دردرازے میں غائب ہو گئی۔
”مستر ماڈنٹ۔“ — میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ آخر آپ نے مجھے کس بنابری پر یہاں آنے کی دعوت دی ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ بلے بننس کی بات ہے۔ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ میں کھلاڑی ہوں بننس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ — راشیل نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”میں جانتا ہوں راشیل صاحب کہ آپ گریٹ لینڈ کی کرکٹ ٹیم کے کپتان ہیں۔ لیکن اگر آپ چاہیں تو بغیر ما تھپر پیر ملائے آپ لمبی رقم کہا سکتے ہیں۔ — دولا کھپونڈ پھوٹ رقم نہیں ہوتی۔“ — ماڈنٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے میر کی دراز کھولی اور نوٹوں کی گذیاں نکال کر میر پر کھنی شروع کر دیں۔

”دولا کھپونڈ۔“ — کیا مطلب مجھے تفصیل بتایتے۔“ — راشیل کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔
”تفصیل کھی بتا دیتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی ٹیم اور پاکیشی کی کرکٹ ٹیم کے دہیان دن ڈے اور لیکٹ یچوں کی سیریز شروع ہونے والی ہے۔ — پاکیشیا کی کرکٹ ٹیم یہاں آنے والی ہے۔“
ماڈنٹ نے کہا۔

”لہاں بالکل۔“ — مجھے ہی کیا ساری دنیا کو علم ہے۔“ — راشیل نے صراحی مباوق تل اٹھائی ہوتی کھتی۔ وہ تو مل اس نے میر پر کھی اور پھر ایک الماری حیرت بھرے ہوئے ہیں کہا۔

”اور آپ یہ بھی چاہیں گے کہ آپ یہ سیریز جیت جائیں۔“ — ماڈنٹ نے پر اصرار سے لمحے میں کہا۔

”بالکل چاہتا ہی کیا ہماری پوری کوشش ہو گی۔ آخر ہمارے ملک کی عزت کا سوال ہے۔“ — راشیل نے لمحے ہوتے ہوئے میں جواب دیا۔

”میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ اور اس سلسلے میں دولا کھپونڈ آپ کو مل سکتے ہیں کہ آپ جیت جائیں۔ اور یہ مارگریٹ بھی آپ کی مکمل خدمت کے لئے تیار ہے گی۔“ — ماڈنٹ نے کہا۔

”لیکن ہماری جیت کے سلسلہ میں یہ دولا کھپونڈ کیسے مجھے ملیں گے۔ کیا آپ کسی انعام کا اعلان کریں گے۔“ — راشیل ابھی تک الجھا ہوا تھا۔

”دیکھئے مستر راشیل۔ آپ پہلی بار کپتان بننے ہیں۔ اس سے پہلے آپ عام کھلاڑی تھے۔ یہ درست ہے۔“ — ماڈنٹ نے کہا۔
”بالکل درست ہے۔ لیکن...“ — راشیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”پہلے میری بات تفصیل سے سن لیجیے۔ پھر تبصرہ کیجیے۔“ — کپتان ہونے کی حیثیت سے آپ سلیکشن کمیٹی کے ممبر ہی ہیں۔ اور سلیکشن کمیٹی میں آپ کا دوٹ بھی ہے۔“ — ماڈنٹ نے کہا۔
”لہاں بالکل،“ — راشیل نے کہا۔

”اسی لمحے مارگریٹ والیں نہ دار ہوتی۔ اس نے ایک قدیم نملنے کی صراحی نما بوقت اٹھائی ہوتی کھتی۔ وہ تو مل اس نے میر پر کھی اور پھر ایک الماری حیرت بھرے ہوئے ہیں کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

سے جام مکال کہ اس نے دو جام بھرے اور ایک جام اٹھا کر بڑے
لگادٹ بھرے انداز میں ماشیل کی طرف بڑھا دیا۔
”شکریہ“— ماشیل نے کہا۔ اور جام مار گئے یہٹ کے ہاتھ سے
لے لیا۔ ماڈنٹ نے دوسرا جام اٹھا لیا۔ مار گئے یہٹ اُسی طرح اٹھا کر حلقتی
ہوئی واپس چلی گئی۔

”میں مسٹر ماڈنٹ آپ کہہ رہے ہیں“— ماشیل نے گھونٹ
بھرتے ہوئے کہا۔

”ذیکریہ“— یہ بات تو طے ہو چکی ہے کہ پاکیشیما کی ٹیم یہاں تین دن
ڈے اور دو ٹیکٹ کھیلے گی۔ یکن مقامات ابھی طے نہیں ہوئے“

”تقریب طے ہو چکے ہیں۔ یکن ابھی قطعی فیصلہ نہیں ہوا“— ماشیل
نے جواب دیا۔

”کون کون سے مقامات طے ہوئے ہیں میں بتا دوں“— ماڈنٹ
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے میز کی دراز کھول کر ایک کاغذ
نکالا اور ماشیل کے آگے رکھ دیا۔

”کمال ہے۔ یہ تو طاپ سیکرٹ تھا۔ یہ آپ تک کیسے پہنچ گیا“

”اس سے چھوڑیں۔ یہ بجا رہا نہیں سیکرٹ ہے۔ اب آپ سے کھل کر
بات ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے“— ماڈنٹ نے کہا اور پھر اس نے
جیب سے ایک اور کاغذ نکالا اور اس سے ماشیل کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ ذیکریہ“— اس پر مقامات لکھے ہوئے ہیں۔ آپ نے آخری میٹنگ

میں ان مقامات پر میچڑٹے کے کرنے ہیں۔ اگر ایسا ہو جاتے تو یہ دولا کھوپڑا آپ
کے ہوں گے۔“— ماڈنٹ نے کہا۔

”یکن آپ توجیت کی بات کر رہے ہیں۔ پھر یہ مقامات کہاں سے آ
گئے۔“— ماشیل نے ہوتٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ان مقامات پر اگر آپ میچڑ منعقد کر دیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ
آپ کی ٹیم میچڑ جیت جلتے گی۔ کیسے جیت جاتے ہیں یہ بات ہم پر چھوڑ
دیں“— ماڈنٹ نے سپاٹ لایچے میں کہا۔

”یکن مسٹر ماڈنٹ پہلی بات تو یہ ہے کہ نمیٹی میں اکیلا میں تو نہیں
ہوں۔ چار افراد اور ہوں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ مقامات
بین الاقوامی یعنیت کے میچڑ کے لئے مناسب نہیں ہیں۔“
ماشیل نے جواب دیا۔

”باقی چار افراد کی بات چھوڑ دیں۔ میں آپ کی بات کر رہا ہوں۔ آپ
اینی بات کریں۔ باقی رہا مناسب یا غیر مناسب یہ کوئی اہم بات نہیں۔
ان مقامات پر پہلے کبھی میچڑ ہوتے رہے ہیں۔ اور اہم بات یہ ہے
کہ ان مقامات پر میچڑ کھلنے سے آپ کی ٹیم لازماً جیت جاتے گی۔“
ماڈنٹ نے کہا۔

”یکن کیسے۔ کچھ مجھے بھی پتہ چلے“— ماشیل نے کہا۔

”یہ ہم پر چھوڑ دیں۔“— ماڈنٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور
ساتھ ہی اس نے میز پر رکھی ہوتی نوٹوں کی گڈیاں ماشیل کی طرف کھسکا
دیں۔

”سوری مسٹر ماڈنٹ— میں اس سلسلے میں معنادت نواہ ہوں،“

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

یہ سب کچھ ایک کھلاڑی کے ضمیر کے خلاف ہے۔ آپ مجھے دل لا کر پونڈ تو گیا دس لاکھ پونڈ بھی دے دیں تب بھی فاؤنڈیشن کم از کم مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ راشیل نے غصیلے ہجے میں کہا اور انہوں کرتیزی سے مٹ کر ددوازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

اُسی لمحے مار گیٹ اندر داخل ہوئی۔
”چلا گیا۔“ مار گریٹ نے کہا۔

”ماں چلا گیا۔ میرا خیال تھا کہ قابو آ جائے گا۔ لیکن“ ماڈنٹ نے ہونٹ بخشنے ہوئے کہا۔

”تو پھر کیا پوچھو گرام ہے۔“ مار گریٹ نے ساتھ دالی کسی پوچھتے ہوئے کہا۔

”پوچھو گرام تو باس ہی بتائے گا۔ میرا تو کام صرف اتنا ہی تھا کہ میں اسے چکیں کروں۔“ ماڈنٹ نے کہا۔ اور اس نے میز پر پڑے ہوئے ٹلی فون کا رسیور اٹھایا۔ اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ ”یہ ٹی ٹی سپلینگ“ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”ماڈنٹ بول رہا ہوں بس۔“ راشیل نہیں مانا۔ میں نے بڑھی کوشش کی۔ لایخ بھی دیا۔ دھمکیاں بھی دیں لیکن وہ کسی طرح راہ پر ہی نہیں آیا۔“ ماڈنٹ نے کہا۔

”ادہ۔“ مجھے پہلے ہی یقین تھا۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ ہمارا کام ہو گا۔“ بس نے جواب دیا۔

”باس۔“ ایسا نہیں ہو سکتا کہ اسے گولی مار دی جائے۔ ظاہر ہے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

راشیل نے جام میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

”سوچ لیں مسٹر راشیل۔“ اگر باقی چار افراد انہی مقامات یہ متفق ہو گئے تو آپ کا اکیلا دوٹ کچھ نہیں کر سکتے گا۔ اور آپ خواہ منواہ دو لکھ پونڈ کی خیز رقم سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔“ ماڈنٹ نے کہا۔

”ادہ۔“ تو یہ بات ہے۔ لیکن شاید آپ کو اس نئے قانون کا علم نہیں ہے کہ مقامات کے انتخاب کے لئے متفقہ فیصلہ ضروری ہے۔

راشیل نے چونکتے ہوئے کہا۔
”تو پھر یہ بھی ہو سکتے ہے کہ آپ کپتان ہی نہ رہیں۔“ ماڈنٹ کا ہجہ یک لخت سرہ ہو گیا۔

”کپتان نہ رہوں۔“ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اس بارے میں تو ہتمی فیصلہ بھی ہو چکا ہے اور اس کا اعلان بھی کیا جا چکا ہے۔“ راشیل کے لمحے میں غصہ تھا۔

”آپ کو اچانک چوت لگ سکتی ہے۔ ایکیسینٹ ہو سکتا ہے۔“ گولی لگ سکتی ہے۔ آپ بہت بیمار ہو سکتے ہیں۔ آپ کا دماغی ثوانی خراب ہو سکتا ہے۔ آپ مشیات رکھنے کے جسم میں پکڑے جا سکتے ہیں۔ ایسی اور بھی بے شمار صورتیں ہو سکتی ہیں۔ کیا خیال ہے۔ کیا اس کے بعد آپ کپتان رہیں گے۔“ ماڈنٹ نے بھیریستے کے سے انداز میں دامت نکوستے ہوئے کہا۔

”تو آپ مجھے دھمکی دے رہے ہیں۔ بلیک میل کرنا چاہتے ہیں۔“ سفٹ مادرنٹ۔ میں نہیں جانتا کہ آپ دراصل کیا کیم کھیل رہے ہیں۔ لیکن صحیحیت کھلاڑی میں آپ کی کسی غلط گیم میں حصہ دار نہیں ہو سکتا۔

س کے بعد کسی اور کھلاڑی کو پکستان بنایا جائے گا۔ اس سے لاٹ کر لی جائے“
ماڈنٹ نے جواب دیا۔

”نہیں۔ ایسا ہونا ممکن ہے۔ کھلاڑی چلے ہے کوئی بھی ہو۔ وہ ایسا
بھی نکلے گا۔ اور یہ سبھی راستیں جیسے بہترین کھلاڑی کو ضائع نہیں
کہا جاسکتا۔ یہ ایک قومی نقصان ہو گا۔ تم فکر نہ کرو۔ میں نے کہا ہے۔ کہ
ہمارا کام ہو گیا ہے۔“
باہر نے کہا۔

”لیکن۔ سے راستیں نے تو انکار کر دیا ہے۔ جب کہ آپ کہہ
رہے ہیں کہ کام ہو گیا ہے۔ میں یہ بات سمجھا نہیں۔“
ماڈنٹ نے
پوچھا۔

”تم یہ باتیں نہیں سوچ سکتے۔ یہ بڑی پیچیدہ گیم ہے۔ تم اس اتنا سوچا
کرو۔ ہبنا تھیں حکم دیا جاتے۔ بہر حال میں تھوڑی سی وضاحت کر دیتا ہوں۔
تاکہ تمہیں مکمل اطمینان ہو جائے۔ ہم یہ مقامات نہیں چلتے تھے بلکہ یہ
ہمارے مقابل چاہتے تھے۔ آپ راستیں کبھی بھی ان مقامات پر راضی نہ
ہو گا اور یہ ہمارا مقصد تھا۔“
باہر نے جواب دیا۔

”ادھر یہ سمجھ گیا باس۔ واقعی بڑی گھبری گیم ہے۔“
ماڈنٹ نے اطمینان بھرے ہوئے میں کہا۔ اور دوسرا طرف سے او۔ کے
کے الفاظ سن کر اس نے رسیود کہ دیا۔

سفید رنگ کی نئے ماذل کی ٹوٹا کر دلا جیسے ہی گیٹ پر کی۔ گیٹ پر
موجود دمبلح دربانوں نے جھک کر ڈرائیونگ سیٹ پر نیٹھے ہوتے ادھر عمر
آدمی کو دیکھا۔
”کوڈ پلیز۔“ ایک دربان نے موڑ بانہ لے چکے میں کہا۔
”دن زیر دون۔“ ادھر عمر آدمی نے مطمئن ہو چکے میں جواب دیا۔ اور
دونوں دربانوں کے ہاتھ سیلوٹ کے سے انداز میں اٹھ گئے اور پھر
ایک نے آگے بڑھ کر جلدی سے پھاٹک کھول دیا۔ سفید کار تیزی سے
آگے بڑھی اور پھاٹک کر اس کرتی ہوئی سیدھی ایک سایلٹ پر بنی ہوئی سفید رنگ
کی چھوٹی سی عمارت کی طرف بڑھ گئی۔ پھاٹک اس کے عقب میں بند
ہو گیا۔ یہ ایک دسیخ دسیخ گردانہ تھا۔ جس کی ایک سایلٹ پر یہ عمارت
موجود تھی۔ عمارت دو منزلہ تھی۔

گباڈنڈ میں سفید تپونوں اور سفید قیضوں میں ملبوس کھلاڑی کو کٹ کھلنے

"مشری و اسٹ - دروازہ بند کر کے حفاظتی سسٹم آن کر دیجئے تاکہ میٹنگ کی پریکش میں مصروف نہ ہوئے۔ کارروائی کسی طور پاہرنہ جاسکے" — ادھیر عمر آدمی نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جو راشیل کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا۔ راشیل کا جھرہ سنا ہوا تھا۔ اس کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی گھری سوچ میں ہو۔ — "ایسٹ دروازہ بند کر کے راشیل کے ساتھ والی کوئی پریکش گیا۔ تو پھر اس اہم میٹنگ کی کارروائی شروع کیجئے" — ادھیر عمر آدمی نے باقی نمبر زد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور کوٹ کی اندر ونی جیب سے ایک بڑا سالفاڈ نکال کر میز پر رکھ دیا۔

"جی ہاں جناب — آج ہم نے نیچر کے مقامات کا فیصلہ لانا ملکیتے ہے۔ کیونکہ ان مقامات کی فہرست پاکیشیا کر کر کنٹرول بورڈ کو بھی اسال کرنی ہے۔ ان کے کئی روز سے فون آرہے ہے ہیں" — ایک آدمی نے سمجھ دیجئے ہے جسے میں کہا۔

"دیکھئے۔ تین دن ڈے اور تین ٹھیٹ کھلنے طے ہوتے ہیں۔ اب اس سلسلے میں ہمارے پاس بہت سی کاؤنٹیز کی آفرز موجود ہیں۔ جو اپنے مقامات پر یہ میچڑ کر دانا چاہتی ہیں۔ اسی طرح نیچر کی ٹھیکیہ اور کمپنیوں کی طرف سے بھی آفرز موجود ہیں جو مختلف شہروں میں یہ نیچر کردار نے پر مصروف ہیں۔ تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ بنس کر سکیں" — ادھیر عمر آدمی نے بڑے سمجھ دیکھ دی۔

"تو سر بنس یو اسٹ آف ویو سے جو مقامات سب سے زیادہ فائدہ مند ہوں وہاں میچڑ طے کر دیجئے۔ کیونکہ اس بار پاکیشیا کر کر کنٹرول بورڈ میں راشیل سے مخالف ہو کر کہا۔ اور راشیل سر ملہتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کی پریکش میں مصروف نہ ہوئے۔ کارا یک سائیڈ پر دک کر ادھیر عمر آدمی باہر آیا۔ اور پھر تیز قدم اٹھاتا افراد میٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ وہ اس ادھیر عمر کو آتے دیکھ کر تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"معان کیجئے۔ میں چند منٹ لیٹ ہو گیا۔ دراصل بڑے صاحب نے ایک ضروری بات کے لئے فون کیا تھا" — ادھیر عمر نے قریب جا کر معدودت بھرے لیجئے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں جناب" — ان تینوں نے مودبانہ لہجے میں کہا۔ "راشیل کو بلا تیجیے تاکہ میٹنگ شروع کی جاسکے" — ادھیر عمر نے ایک آدمی سے کہا۔ اور وہ سر ملہتا ہوا گراونڈ کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ باقی افراد اس ادھیر عمر آدمی کے تیجھے پلتے ہوئے عمارت کے ایک کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ یہ ساؤنڈ پروف کمرہ تھا۔ اس کے درمیان میں ایک بڑی میز اور اس کے گرد آٹھ نئے قریب کر سیاں بیٹھی تھیں۔ دیکھنے کے لیے ادھیر عمر آدمی میٹھے گیا جب کہ سائیڈ کی دو کرسیوں کے پیچے آنے والے دو آدمی بیٹھ گئے۔

کھڑکی دیر بعد دروازہ کھلا اور وہی آدمی ایک کھلاڑی کے ساتھ اندر داصل ہوا۔ یہ راشیل تھا گیٹ لینڈ کی قومی کرکٹ ٹیم کا نیا لکٹان۔

"آڈ راشیل میٹھو" — ادھیر عمر آدمی نے بڑے شفقت بھرے انداز میں راشیل سے مخالف ہو کر کہا۔ اور راشیل سر ملہتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

ادا کرنی ہے۔ اس لئے اگر کسی لیے مقام پر پیچ رکھ دیا گیا جہاں بننے کیم
ہوا تو اس سے گریٹ لینڈ کم کٹ بورڈ کو بڑا خسارہ ہو گا۔ ایک دبليے
پتکے لیکن لمبی گردانے والے آدمی نے بھرا تی ہوئی آدازیں کہا۔

"مشتری جنکیب۔ بات صرف بننے کی ہی نہیں ہے۔ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے
کہ کن شہروں کے تماشائی اس دوسرے میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں"
ایک اور موٹے چشم اور پستہ قد شخص نے اس میں پتکے آدمی سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"آج کھل تماشا یکوں کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ٹیکلی دیٹن نٹ ورک پر پوری
دنیا یہ پیچز دلچسپی ہے۔ اس لئے اگر کم اونٹ میں تماشائی کم بھی ہوں تب بھی
کوئی فرق نہیں پڑتا۔" دانت نے تیر لایے میں کہا۔

"میرا بیان میں سر۔ ہمیں ٹھیکیدار کمپنیوں کی آفرز دلکھ لئی چاہیں جن
مقامات کے لئے زیادہ آفرز ہوں۔ وہاں پیچ طے کر لئے چاہیں۔
دیسے میں نے اپنے طور پر بھی کام کر کے ایک سٹ تیار کی ہے۔ یکونکہ میرا
تعلق مالی انہوں سے ہے۔ اس لئے مجھے اس بات کی بے حد فکر رہتی ہے۔
کہ یہ دورہ مالی طور پر نقصان میں نہ جائے۔" اب تک خاموش بیٹھے ایک
بوڑھے شخص نے کہا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی دلکھی برف کی طرح سفید رہتی۔

"یہ سٹ ذرا مجھے دکھایتے۔" راشیل نے چونکہ کہا اور پھر
اس نے انتظار کئے بغیر اس بوڑھے آدمی سے وہ سٹ جھیٹ لی۔ دوسرے
لمحے اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھری اور اس نے سٹ والپس لوٹا دی۔
آپ کا کیا بیان ہے مشتری راشیل۔" اس بوڑھے آدمی نے
ایسا بھری نظر دی سے راشیل کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

آپ سب بن دگ اور تجربہ کار لوگ ہیں۔ اس لئے میں سب سے آخر ہیں
اپنا نہ ایں کر دیں گا۔" راشیل نے سر ملا کتے ہوئے جواب دیا۔
آپ پہ سٹ مجھے دکھایتے۔ اور یہ عمر آدمی نے کہا۔

"ماں دیکھئے مسٹر رانس۔ دیسے یہ میرے تجربہ کا پنوجہ بھی ہے۔ مقامات
اُن دوسرے کے لئے ہر لحاظ سے مفید ہیں گے۔ میں نے ہر مقام کا کچھ
کمپنیوں کی طرف سے زیادہ سے زیادہ آفریقی لکھہ دی ہے۔ جیکنے
کہا اور سٹ اور یہ عمر رانس کے ہاتھ میں دے دی۔

"ہوں۔" یہ مقامات تو اس سٹ سے بالکل مختلف ہے جو گذشتہ
میٹنگ میں تیار کی گئی تھی۔ لیکن میرے عیال میں یہ زیادہ درست ہے۔
رانس نے کہا اور سٹ واسٹ کی طرف پڑھا دی۔

"جی ماں مسٹر دز کی یہ سٹ واسٹ سے" دانت نے جواب
دیا اور سٹ پوچھنے آدمی کی طرف پڑھا دی۔ اس نے یہی سٹ دلکھ کر
تایید کر دی اور بوڑھے دز کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی اور پھرے پہ
فتح مندی کے ہزار دا صفحہ ہو گئے۔

"تو پھر یہ مقامات طے ہو گئے۔" رانس نے سر ملا کتے ہوئے کہا۔
"مشتری دز" اگر میں یہ پوچھوں کہ آپ نے ان مقامات کو طے کرنے
کے عوض کتنی رقم لی ہے تو ایسے ہے آپ جبراہیں منا پس گے۔
راشیل نے یہ لمحت تلخ بھی میں روز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"گک گک کیا مطلب۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں میں مسٹر
راشیل۔" مسٹر دز اس طرح اچھلے جیسے ان کے پر اچانک بچلی
کی نگی تار سے پھر گئے ہوں۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اوہ میٹنگ کے باقی شرکار بھی انہماںی حیرت سے راشیل کو دیکھنے لگے۔
میں یوچور ہا ہوں کہ آپ سب لوگوں نے ماڈل سے ان مقامات کو
 منتخب کرنے کی کتنی رقم وصول کی ہے۔ راشیل کا لہجہ بدستور
تیخ تھا۔ اور اس نے وہ کے ساتھ ساتھ باقی سب کو بھی الزام کی
لیکن میں لے لیا تھا۔

تو آپ مجھ پر اتنا بڑا الزام لگا رہا ہے میں۔ مجھ پر۔ جس کے بال کر کٹ
لورڈ میں سفید ہو گئے میں اور جس پر آج تک کسی نے ایک پیسے کی
بے ایمانی کا الزام نہیں لگایا۔ اور آپ اتنی دیدہ لیری اور ڈھنڈی
سے مجھ پر الزام لگا رہا ہے میں۔ دوسرے حلقے کے بل پر چھتے ہوئے

لہجہ میں مسٹروں۔ راشیل نے صرف آپ پر یہی الزام نہیں
لگایا، ہم سب پر بھی ساتھ لگایا ہے۔ اور یہ بہت بڑا الزام ہے۔ مجھے
یقین ہے کہ اس کے پس منظر میں کوئی خاص بات ہے۔ مسٹر راشیل
کیا آپ اپنے الزام کی وضاحت کریں گے؟ چیز میں رانی نے
ہوشٹ کاٹتے ہوئے راشیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

یہ الزام نہیں حقیقت ہے۔ جس طرح مسٹر رونٹے یہ لسٹ لکالی اور
جن طرح آپ سب حضرات نے بغیر کسی اعتراض کے اسے قبول کر لیا۔
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ سب حضرات نے اس سلسلے میں کھاہی
رقم وصول کی ہیں۔ اور میں اس پر اعتماد کرتا ہوں۔ اور یہ بھی بتا دوں
کہ میں اس کے حق میں دوٹ نہیں دوں گا۔ یہ کھیل میں بے ایمانی ہے۔
جب کہ کھیل کو صاف سکھرا بننا چاہیے۔ راشیل تے بڑے

جہد بات پھرے ہے میں کہا۔

دیکھئے مسٹر راشیل۔ صرف اتنی سی بات سے کہ مسٹروں نے
لسٹ دی اور ہم نے بغیر کسی اعتراض کے اسے قبول کر لیا۔ اس پر اتنا بڑا
الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ آپ اصل بات بتائیں۔ ورنہ وہ سرمی صورت
یہ آپ کا یہ الزام نوری طور پر ڈائریکٹران کی میٹنگ پر بھیج دیا جائے گا۔
اور آپ جانتے ہیں کہ اگر اتنا بڑا الزام جھبوٹا اور غلط ثابت ہوا تو اس کا نتیجہ
ہرگز آپ کے حق میں اچھا نہیں نکلے گا۔ مانس کا لہجہ اس بار
خاصاً سخت تھا۔

ٹھیک ہے۔ آپ بے شک پر بھیج دیں۔ میں اپنے ضمیر کے سوا اور
کسی سے نہیں ڈرتا۔ اور یہی کھیل نے مجھے سکھایا ہے کہ ہمیشہ ہر معاملے
میں فریگیم ہونا چاہیے۔ دیسے میں تفصیل بتا دیتا ہوں۔ پرسوں شام کو
لکھا یا، ہم سب پر بھی ساتھ لگایا ہے۔ اور یہ بہت بڑا الزام ہے۔ مجھے
یقین ہے کہ اس کے پس منظر میں کوئی خاص بات ہے۔ مسٹر راشیل
کیا آپ اپنے الزام کی وضاحت کریں گے؟ چیز میں رانی نے
ہوشٹ کاٹتے ہوئے راشیل سے مخاطب ہو کر کہا۔
یہ الزام نہیں حقیقت ہے۔ جس طرح مسٹر رونٹے یہ لسٹ لکالی اور
ساتھ ہی اس نے کہا کہ انہوں نے سیکشن کمیٹی کے باقی نمبران کو بھی خری
لیا ہے۔ وہ ان مقامات پر اعتراض نہیں کریں گے۔ یہکن میں نے اس
کی پیش کش کو سختی سے ٹھکرایا۔ میں نے اسے بتایا کہ مقامات کا انتخاب
پچھے کھیل کی بغیاد پر کیا جاتا ہے۔ اور یہ انتخاب سیکشن کمیٹی کا اپنا حق ہے
جس پر اس نے مجھے دھمکی دی کہ تمہارا ایکیڈمیٹ کہ ایسا جا سکتا ہے۔ تھیں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

گولی ماری جا سکتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن میں نے اس کی دھمکیوں کی کوئی پرداہ شکی۔ لیکن آج میں دیکھ رہا ہوں کہ مسٹر رونڈ کی جیب سے دہی فہرست بنکی۔ اور آپ سب حضرات نے اس لسٹ کو بغیر کسی بحث کے اس طرح منظور کر لیا جیسے یہ بارت آپ لوگ پہلے سے طے کئے ہوتے تھے۔“ راشیل نے پڑے چہ بڑا ہے لمحے یز کہا۔

”ادم۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ داقعی الزام لگانے میں سچے ہیں۔ اگر آپ کی جگہ میں ہوتا تو یقیناً ایسا ہی سوچتا۔ لیکن مسٹر راشیل آپ کو چاہئے تھا کہ آپ اس واقعہ کی فرمی طور پر رپورٹ کرتے آپ خاموش یکوں رہے۔“ رانس نے بڑے متحمل بھی میں کہا۔

”یہ صرف چیک کرنے چاہتا تھا۔ اس لئے خاموش رہے۔“ راشیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مسٹر رونڈ کیا آپ حلف دے سکتے ہیں کہ یہ لسٹ آپ نے ہر دھیل کے مفاد کی بنیاد پر بنائی ہے۔ کسی کے کہنے پر نہیں۔“ رانس نے مسٹر رونڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”حلف۔ بالکل میں حلف دے سکتا ہوں۔“ مسٹر رونڈ نے پہنچتے ہوئے لمحے میں کہا۔

”سینے مسٹر راشیل کیا آپ کو ہمارے حلف پر اعتماد رہے گا۔“ دیسے آپ بے فکر ہیں۔ ہم آپ کے داقعہ کی بھی مکمل تحقیق کرائیں گے اور اب ان مقامات پر دوبارہ تفصیل سے بھی بحث ہوگی۔ تاکہ آپ کو بھی معلوم ہو سکے کہ ان مقامات کے انتخاب میں بورڈ کیا فائدے یا کیا نقصان ہیں۔ کیونکہ آپ پہلی بار کپتان بننے ہیں اور ہماری عمریں اسی

کام میں گزر گئی ہیں۔“ رانس نے کہا۔“ مسٹر رانس۔ مجھے آپ کے اور مسٹر رونڈ کے لہجے سے ہی یقین ہو گیا ہے کہ آپ خلوص سے بات کر رہے ہیں۔ اس لئے اب حلف کی ضرورت نہیں۔ آئی۔ ایم سوری۔ آپ جو فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہو گا۔“ راشیل نے پاؤنٹ کا ٹھٹھے ہونے کہا۔

”آپ کے اس اعتماد کا شکریہ۔“ یکن حلف بہر حال اب سب کو اٹھا ہو گا۔ سب سے پہلے میں حلف دوں گا۔“ رانس نے کہا۔ اور پھر اس نے کھڑے رہو کر باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر انجل مقدس کی قسم کھا کر حلف دیا کہ ان مقامات کے انتخاب میں اس کے پیش نظر صرف اور صرف کھیل کا مفاد تھا۔ اس کے بعد باقی سب افراد نے بھی اسی طرح حلف دیا۔ اور پھر رانس نے اس لسٹ کے ہر مقام پر پوری تفصیل سے بحث کی تب راشیل کو معلوم ہوا کہ واقعی پہلے مقامات کی نسبت ان مقامات پر کھیل کا مفاد زیادہ ہے۔

”یکن مسٹر رانس اس آدمی ماڈنٹ کو آخر ان مقامات میں ایسی کیا دلچسپی تھی کہ وہ مجھے دولا کھپونڈ دینے پر رضا منہ ہو گیا تھا۔“ راشیل نے اب مجھے ہونے لمحے میں کہا۔

”وہ میں بتاتا ہوں۔ آپ سے پہلے بھی کیتاںوں کو اس قسم کے واقعات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ دراصل ہر ٹکڑے جہاں بھی کھیل ہوتے ہیں۔ سڑ باز خفیہ طور پر ان پیچزے کردہ اربوں روپے کا جواہر لکھلتے ہیں۔ تشریطیں لگتی ہیں۔ یہ سب کام غیر قانونی ہے۔ لیکن بہر حال ہوتا ہے۔ اس لئے مختلف بڑی بڑی پارٹیاں اپنے اپنے مقادرات کے تحت کام کرتی رہتی نقصان ہیں۔“ کیونکہ آپ پہلی بار کپتان بننے ہیں اور ہماری عمریں اسی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہیں۔ یہ مقامات جن کی لسٹ مسٹر روز نے دی ہے۔ یہ مقامات وہ ہیں۔ جن کی پچھر اسی ہیں کہ جو ہماری ٹیم اور پاکیشیا کی ٹیم کو ساختے رکھ کر بنائی گئی ہیں۔ اور ایسا برمیز بان ملک کرتا ہے تاکہ وہ سیرین اور پچھر کو رسک ہیں نہ ڈالے بلکہ جتنے کا امکان ہو۔ آپ کم از کم اتنا تو جانتے ہی ہیں کہ پاکیشیا کی ٹیم جو اس بارہ گیٹ لینڈ کے دورے پر آ رہی ہے۔

گو گیٹ لینڈ کی ٹیم ہی اس وقت پورے فارمولیں میں ہے۔ یکن پاکیشیا کی ٹیم میں دنیا کے بہترین بیسیمین اور بادلوں کے ساتھ ساتھ ایسے نئے لڑکے شامل ہیں جن کے پاس گوبین الاقوامی میجھر کا بڑا تجربہ نہیں ہے۔ یکن وہ جان مارنا جانتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پاکیشیا ٹیم کا کپتان فران انہتا فی جرأت مند کھلاڑی ہے۔ وہ ہر قسمیت پر فیصلہ چاہتا ہے اور پوری ٹیم اس کی کپتانی میں متعدد ہو کر کھیلتی ہے۔ اس لئے ہمیں خاص طور پر ایسے مقامات چاہیں تھے جن کی پچھر پاکیشیا ٹیم کی بجائے ہماری ٹیم کی فیور میں ہوں۔

مانسون نے تفصیل بتلتے ہوئے کہا۔

یہ سب کچھ اپنی جگہ درست ہے۔ یکن میرا سوال وہیں رہا۔ کہ وہ ماونٹ کیوں چاہتا تھا کہ یہ مقامات منتخب ہوں۔

”وہ دراصل نہیں چاہتا تھا کہ یہ مقامات منتخب ہوں۔ اس لئے اس نے یہ چال چالی کہ آپ کو بلا کر رقم آفر کی تاکہ آپ بدک جائیں۔ اور پھر ان مقامات کے انتخاب میں ووٹ نہ دیں۔

” دراصل جہاں تک میرا تجربہ اور معلومات ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اس بارہ گیٹ لینڈ کی ٹیم کا بھاؤ شرطوں میں پاکیشیا سے اونچا جانے کی ایمی ہے۔ یعنی گیٹ لینڈ کی ٹیم کے

جتنے کے امکانات زیادہ ہیں۔ اس لئے اس کا بھاؤ بھی اونچا رہے گا۔ اور اگر گیٹ لینڈ کی ٹیم جیت گئی تو ان شرط باندوں کو انہتہا فی بھاری رقم ادا کرنی پڑے گیں۔ یکن اگر فیصلہ نہ ہو سکا یا پاکیشیا کی ٹیم جیت جاتی ہے تو انہیں پاکیشیا ٹیم کا کم بھاؤ ہونے کی وجہ سے بہت بڑا منافع ملنے کی توقع ہے۔

یہی وجہ ہے کہ وہ ایسے مقامات چلتے ہیں جہاں فیصلہ پاکیشیا ٹیم کے حق میں ہو۔ انہوں نے گھری چال چالی ہے اور آپ اس چال میں آ گئے ہیں۔ وہ سے بھے آپ کی یہ بات سن کر دلی مسٹر ہوتی ہے کہ آپ نے داقتی ایک کھلاڑی کا ردیل ادا کیا ہے، اور فاؤل ملے پر فری پنے کو ترجیح دی ہے۔ اور اس کے لئے بھاری رقم بھی ٹھکرایتی ہے۔

رانسون نے تفصیل بتلتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ میں اپنے الفاظ پر آپ سب حضرات سے دلی طور پر معافی چاہتا ہوں۔“

ماشیل نے شرمندہ سے بچھے میں کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ ایسا ہوتا رہتا ہے۔“

مانسون نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے بعد میٹنگ کی باقی تفصیلات ملے ہو جانے کے بعد میٹنگ برخواست کر دی گئی۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہوئے پوچھا۔

"کارڈ ڈپر تو کسی سینٹنٹ فیاض سنگھل انٹیلی جنس کا پتہ جھپپا ہوا ہے،
لوسیانے کارڈ ڈپر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور سنگھل انٹیلی جنس
کے الفاظ سن کر رچہ ڈبہی طرح چونک پڑا۔

"ادہاد— اس کا مطلب ہے کہ تمہیں مشکوک سمجھا جا رہا ہے۔ اور
سنگھل انٹیلی جنس بمارے غلاف نام کر دی ہے۔ ڈپرڈ نے
بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مشکوک کیا مطلب — ابھی ہمیں یہاں آتے دہرا دہرا ہوئے۔
اور ہم نے کوئی کارڈ دانی بھی نہیں کی پھر ہم کیسے مشکوک ہو سکتے ہیں"

لوسیانے بھی چھکتے ہوئے کہا۔
"ہونے کو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ یہیں یہاں کی انٹیلی جنس اس قدر تیز
نہیں ہو سکتی۔ یہ تو پس ماں دہ سامنک ہے۔ بہر حال اب ہمیں انتہائی
محترم رہنا ہو گا" — ڈپرڈ نے سر ملاٹتے ہوئے کہا۔

"کیسی احتیاط — اگر واقعی ہم انٹیلی جنس کی نظر دیں میں مشکوک ہیں تو
یہ تو بہارے لئے یہاں کارڈ دانی انتہائی مشکل ہو گی" — لوسیانے
چھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کچھ رانے کی ضرورت نہیں۔ یہ اچھا ہوا کہ ایک لاکھ روپیہ خرچ کر کے
چوکنا ہو گئے۔ ایک لاکھ کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وہ ہم کسی بھی طرح وصول
شکر سکتے ہیں — یہیں اب ہمیں نہ صرف نور می طور پر یہ ہو گی جھوڑنا
پڑے گا بلکہ میک اپ میں بھی رہنا ہو گا" — ڈپرڈ نے کہا۔
"تو پھر یہاں سے نکل جیں" — لوسیانے کہا۔

"وہ پس آف ڈھمپ تو غائب ہی ہو گیا ہے۔ بنجانے
اُسے زمین کھاگی ہے یا آسمان" — درد اڑہ کھول کر اندر داخل ہوتے
ہی ڈپرڈ نے شکست خورہ سے ہجے میں کسی پہنچی لوسیانے سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"اس نے غائب ہونا ہی تھا۔ ہر جگہ ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں جو اس
قسم کا فراڈ کرتے ہیں۔ یہیں یہ آدمی واقعی عجیب تھا۔ اس نے بظاہر کوئی
فراد نہیں کیا۔ بلکہ پہلے ایک لاکھ کی رقم مشرب پر خرچ کر دی اور پھر
چکر دے کر ایک لاکھ کی رقم واپس لے گیا۔ البتہ ہمیں خواہ نخواہ نقصان
پہنچ گیا" — لوسیانے سر ملاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"ہونہہ — نقصان — ڈپرڈ کو نقصان پہنچانے والے نندہ نہیں
رہ سکتے میں لوسیا۔ میں اُسے پاتال سے بھی ڈھونڈھ لکھا لوں گا۔ وہ
کارڈ پھینک گیا تھا۔ وہ کارڈ کہاں ہے" — ڈپرڈ نے چوکتے

"ہاں۔۔۔ میکن ہمیں خنیہ طور پر یہ جگہ چھوڑنی ہو گی۔۔۔ لہٰہر و۔۔۔ میں ایک فون کر لوں۔۔۔ میکن نہیں۔۔۔ جو سکتا ہے فون بھی چیک کیا جا رہا ہو۔۔۔ چلو میک اپ باکس نکالو۔۔۔ ہم پہلے میک اپ کر لیں پھر خاموشی سے یہاں سے نکل چلتے ہیں۔۔۔ رچڈ نے کہا۔

اور لوسیا ملائی ہوئی۔۔۔ کھڑی ہوئی۔۔۔

تھوڑی دیر بعد رچڈ اور لوسیا مختلف میک اپ میں سامان اٹھاتے ہوٹل کے سامنے کے رخ سے جانے کی بجائے فارم ایکسپریس ہوٹل سے اتر کر عقبی گلی میں پہنچ گئے۔ عقبی گلی سے چلتے ہوئے وہ میں روڈ پر آگئے۔ "تم ہمیں لہٰہر و۔۔۔ میں بونا سے فون کر لوں"۔۔۔ رچڈ نے کہا۔۔۔ اور ہاتھ میں کپڑا ہوا بیگ ایک طرف رکھ کر اس کرتا ہوا تیزی سے سڑک کے کنارے کھڑی ہو گئی۔۔۔ رچڈ نے جب سکے نکال کر ڈالے اور پھر رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر گھمانے لگا۔

"یہ۔۔۔ راجہ بار"۔۔۔ پہنہ ٹھوں بعد دوسری طرف سے ایک کفت آواز سنائی دی۔

"راجہ۔۔۔ میں رچڈ بول رہا ہوں"۔۔۔ رچڈ نے کہا۔

"اوہ مسٹر ریڑھ۔۔۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں۔۔۔ میں نے ابھی ٹوٹل فون کیا تھا تو پتہ چلا کہ آپ اور لوسیا کمرے میں نہیں ہیں"۔

دوسرا طرف سے راجہ نے چوناک کر پوچھا۔

"تم بتاؤ کہ معلومات مل گئیں"۔۔۔ رچڈ نے اس کی بات کا جواب

دینے بغیر پاٹ لجھے میں پوچھا۔

"بانک مل گئی ہیں۔۔۔ راجہ ایسے معاملات میں کبھی ناکام نہیں رہا"۔

راجہ نے فاتحانہ انداز میں جواب دیا۔

"لہیک ہے۔۔۔ میں وہیں تمہارے دفتر میں آ رہا ہوں۔۔۔ لوسیا

میرے ساتھ ہے۔۔۔ ہم دونوں میک اپ میں ہوں گے۔۔۔ اس لئے کوڈنیرو و ہرید ہو گا"۔۔۔ رچڈ نے تیز لجھے میں کہا۔۔۔ اور راجہ کی طرف سے کوئی جواب سننے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔۔۔ اور تیزی سے بونچ سے باہر آ گیا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی۔

"کیا ہوا۔۔۔ کیا معلومات مل گئی ہیں۔۔۔ جو اتنے خوش نظر آ رہے ہو"۔

لوسیا نے اُس سے دیکھتے ہی پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ راجہ نے کام مکمل کر دیا ہے۔۔۔ میں نے اُس سے کہا ہے کہ ہم اس کے دفتر آ رہے ہیں لیکن پہلے ہمیں کوئی ٹھکانہ ڈھونڈھ لینا چاہئیے۔ سامان ہاتھوں میں اٹھائے گھومنا پھرنا اچھا نہیں لگتا۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی چیک ہی کر لے"۔۔۔ رچڈ نے تھجک کر زمین پر رکھا ہوا اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا کسی نئے ہوٹل میں جانا ہو گا"۔۔۔ لوسیا نے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ معلومات ملنے کے بعد ہم نے اپنا مشن مکمل کر دیا ہے۔۔۔ اس لئے

ہوٹل کی بجائے پایویٹ رہائش گاہ درست رہتے گی۔۔۔ میرے ذہن میں پہلے سے بات موجود تھی۔۔۔ اس لئے میں۔۔۔ رہائش گاہ کا بند و بست

کرنے ہی گیا تھا"۔۔۔ رچڈ نے کہا۔۔۔ اور اسی لمحے ایک غالی شکی

اس کے قریب آ کر گئی۔۔۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

رچڑنے دروازہ کھول کر پہلے لوسیا کو بھایا اور پھر خود بھی ساتھ بیٹھ گیا۔

"ایکس کاونی چلو" — رچڑنے ڈرائیور سے کہا۔ اور ڈرائیور نے میٹر ڈاؤن کر کے گاڑی آگے بڑھا دی۔

ایکس کاونی پانچ کم رچڑنے پہلے ہی چوک پیٹکی فارنگ کوڈی اور پھر جب تک وہ واپس جا کر چوک سے مٹرانہ گئی رچڑ ڈا در لوسیا وہیں لکھرے رہے۔

"آد" — رچڑنے پیٹکی کے چوک سے ٹرٹتے ہی کہا۔ "کیا بات ہے، تم کچھ ضرورت سے زیادہ ہی محتاط لفڑا رہے ہو" لوسیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"در اصل اس پرس آف ڈھمپ نے انسٹی جس کا کارڈ لے کر مجھے خواہ مخواہ تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔ میری چھٹی جس کہہ رہی ہے کہ کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی گٹ بڑھ ضرورت ہے۔ یہ پرس تو بہر حال لفڑی تھا۔ یہ بات تو طے شدہ ہے۔ یکن اس کا خاص طور پہ تھامی ٹیبل پر آنا اور پھر اس طرح کارڈ پھینک کر پھلے جانا۔ یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ وہ ہم پر نظریں رکھے ہوئے ہیں۔ یکن کیوں رکھے ہوئے ہیں یہ بات میری سمجھیں نہیں آرہی" — رچڑنے پیدل ہی آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ بات نہ ہو جو تم سمجھ رہے ہو۔ میرا مطلب ہے ضرورت سے زیادہ احتیاط بھی آدمی کو خواہ مخواہ مشکوک کر دیتی ہے" — لوسیا نے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"نہیں لوسیا۔ احتیاط اپنی ہیزی ہے" — رچڑنے کہا۔ اور پھر

ادھر ادھر دیکھتا ہوا وہ مٹک کر ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر ک گیا۔ گیٹ پر کرائے کے لئے غالی ہے کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ رچڑنے جیب سے ایک چابی نکالی اور پھاٹک پر لگا ہوا تا لا کھول کر نہ صرف پھاٹک کو دھکیل کر کھول دیا بلکہ اس نے کرائے کے لئے غالی ہے کا بورڈ بھی پھاٹک سے علیحدہ کیا۔ اور اس سے ساتھ اندر لیتا گیا۔

کوٹھی چھوٹی ضرورتی لیکن اس میں ضروریات زندگی کا ہر سامان موجود تھا۔ جتنی کہ گیراج میں نیلے رنگ کی نئے ماذل کی کاربھی کھڑی تھی۔

"یہاں اس پس ماندہ ملک میں کوٹھی کے ساتھ کاربھی کرائے میں شامل ہوتی ہے" — لوسیا نے حیرت بھرے لہجے میں گیراج میں کھڑی کار کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ بات نہیں۔ میں نے اپنی تنظیم کے نمائندے سے سے مل کر یہ سارا بندوبست کیا ہے" — رچڑنے اصل عمارت کے برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب کیا ہماری تنظیم کا یہاں بھی کوئی نمائندہ ہے" — لوسیا نے اس بُری طرح پونک کر پوچھا جیسے اُس سے رچڑ کی بات کا یقین نہ آیا ہو۔

"کیوں۔ اس میں استحیران ہونے کی کیا بات ہے" — رچڑ نے ایک کمرے کے دروازے کو دھکسلتے ہوئے پوچھا۔

"تم تو کہہ رہے ہیں تھے کہ یہ پس ماندہ ملک ہے۔ اور اگر نمائندہ موجود تھا تو پھر یقین باس نے ہمیں کیوں پہچاہے۔ وہ نمائندہ ہی سارا کام نہیں کیا۔" — لوسیا نے پوچھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"اب اتنا بھی پس ماند ملک نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہی ہو۔ دوسری بات یہ کہ جس مشن پر ہم آئے ہیں وہ انہی نازک اور اہم مشن ہے۔ یہ عام نہانہ کے سب کاروگ نہیں ہے۔ اور آخری بات یہ کہ یہاں موجود نمائندہ صرف بکنگ کرتا ہے۔ اور وہ بھی بڑے مدد دیتا ہے۔ وہ اس قسم کے کاموں میں ملوث نہیں ہوتا"۔ رچونے اپنا بیگ ایک میر پر رکھتے ہوئے کہا۔ اور لوسیا نے بھی ما تھو میں پکڑا ہوا بیگ میر پر رکھ دیا۔ "آؤ پہلے راجہ سے مل آئیں تاکہ ان معلومات کی بخشی میں مشن کے آئندہ اقدامات کے متعلق پوری منصوبہ بندی کی جاسکے"۔ رچونے کہا اور دروازے کی طرف مرٹکیا۔ لوسیا بھی سر ملا تی ہوئی اس کی پیرادی کرنے لگی۔

عمران سیر ہیاں چڑھتے ہوئے جیسی فلیٹ کے دردرازے پر پہنچا اُسے فلیٹ سے آنے والے قہقہوں کی آوازوں سے ہی معلوم ہو گیا کہ فلیٹ میں پوری سیکرٹ سرداں دھری ہوئی ہے۔ وہ مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔ دردرازہ کھلا ہوا تھا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں قسمت۔ ڈھونڈو رہ شہر میں اور دلہن بغل میں۔ ادہ سوری فلیٹ میں"۔ عمران نے ڈرانگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے ادیخی آوازیں کہا۔ اور اس کی آوازن کر ڈرانگ روم سے الہرنے والی باتوں اور قہقہوں کی آوازیں یک لخت رک سی گئیں۔

"ارے ارے۔ خوشی کے موقع پر یہ خاموشی کیسی۔ یہ تو اچھی فال نہیں ہے"۔ عمران نے ڈرانگ روم میں قدم رکھتے ہوئے کہا۔ دہائیاں داقی پوری سیکرٹ سرداں موجود تھی۔ تنویر اور جولیا سمیت۔ "تم آگئے۔ پتہ ہے ایک گھنٹہ ہو گیا ہے۔ ہمیں بیٹھے ہوئے اور تمہارے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"یہ قافیہ تنگ ہونے کی بات کر رہا ہے۔ قافیہ کی تنگی کو شادی ہی دو دکھ سکتی ہے۔ سارے قافیہ الہام کی طرح کھوپڑی پہنائی ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔ اور تنویر تو بے اختیار کٹ کر رہ گیا جبکہ باقی سب افراد ہنس پڑے۔

اُسی لمحے سیماں میں دھکیلنا ہوا اُڑا تنگِ ردم میں داخل ہوا۔ میں پہچکے کا سامان موجود تھا۔

"وہ چھری کہاں ہے۔ یاد رکھنا کہندہ ہو۔ ورنہ بے چارہ تنویر" عمران نے چونکہ سیماں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چھری کا یہاں کیا کام صاحب۔ چھرے کی بات کریں۔ وہ میں نے دھار گوانے کے لئے بھیجا ہوا ہے" سیماں نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لمحے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ تنویر کوئی جواب دیتا وہ واپس مٹ گیا۔

"انہماں بہتریز آدمی ہے۔ میرے پاس ملازم ہوتا تو جو تیار مار مار کر سیدھا کر دیتا" تنویر نے غصیلے لمحے میں کہا۔

"دو چار دن مسون کی دال کھانی پڑتی تو مارنا تو ایک طرف جو تی اٹھانا ہی بھول جاتے" عمران نے مسکرا تھے ہوئے جواب دیا۔ اور تنویر عیرت سے اُسے دیکھنے لگا۔ کہ آج اُس سے سیماں کے متعلق بات سن کر غصہ کیوں نہیں آیا تھا۔

"عمران صاحب۔ آپ کو معلوم ہے ہم یہاں کس لئے آئے ہیں" بول پڑا۔

صفدر نے اچانک بات کا رخ بھلتے ہوئے کہا۔
"ظاہر ہے چھوپا دے لے کر ہی آئے ہو گئے خالی ہاتھ آنے سے ہی صفرد بول پڑا۔

اس پادری نے پانی تک نہیں پوچھا۔ جو لیا نے غصیلے لمحے میں کہا۔ "بھی چھری تیز کر دے ہو گا۔ اس لئے اس نے سوچا ہو گا کہیں چھری تیز ہونے تک پانی ہی نہ مضم ہو جاتے" عمران نے بڑے اطمینان سے ایک صوفی پہ میٹھتے ہوئے کہا۔

"چھری تیز کر دے ہو گا کیوں" جو لیا نے بڑی طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔ جب کہ باقی ممبرز کے بیوں پر بے اختیار مسکرا ہٹ رینگ گئی دہ عمران کی بات کا مطلب سمجھ گئے تھے۔ جب کہ جو لیا اس لئے نہ سمجھی تھی کہ اُسے شاید یہاں کے راجح کا علم ہی نہ تھا۔

"کہتے ہیں چھری تیز ہوئی چلائی تاکہ ذبح ہونے والے کو تکلیف نہ ہو" عمران نے بڑے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

"ذبح ہونے کے لئے کیا مطلب" کس نے ذبح ہونے سے جو لیا نے غصیلے لمحے میں کہا۔ اب اس کی آنکھوں میں غصے کے آشنا نیاں ہو گئے تھے۔ وہ شاید کچھ کچھ عمران کی بات کا مفہوم سمجھ گئی تھی۔

"اے۔ یہاں معاشرے میں تو بے چارہ دلہماںی ذبح ہوتا ہے۔ پانی تو پیتی ہے دلہمن اور چھری تیز ہوتی ہے دلہماں کے لئے" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور ڈرائیٹنگِ ردم بے اختیار تھوڑے سے گونج اٹھا۔ جو لیا بھی بہہ امنا نے کی بھاڑے ہنس پڑی تھی۔

"تم اتنے ہی تنگ ہو تو پھر شادی کرلو" تنویر سے نہ رہا گیا تو بول پڑا۔

"یکشنا دی کا تنگ سے کیا تعلق مشر تنویر" عمران سے پہلے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

رہے۔ عمران نے پڑیے سنجیدہ بچھیں کہا۔ اور سب بے اختیار
بیس پڑیے۔
”بڑا ٹھیک خیال ہے۔ ضرور جاؤ۔ حکم اذکم بجراہنی ہوں تو ڈسٹریکٹ نہ ہو
گا۔“ عمران نے مسرت بھرے بچھے میں کہا۔

”ہنی ہوں کیا مطلب؟“ جولیا نے یک لخت چونکتے
بات کرتی ہوں۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ دیسے اس کا انداز
بتارہ تھا کہ غصہ کھانے کی سجائے عمران کی بات سے پوری طرح مخلوق ہو
رہی ہو۔

”اچھا تو اب ہنی ہوں کا معنی بھی سمجھانا پڑے گا۔“ عمران نے
آنکھیں نکلتے ہوئے کہا۔

”بکواس منت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ کس کے ساتھ جادہ ہے ہو ہنی ہوں
منانے۔“ جولیا نے غصیدے بچھے میں کہا۔

”مس جولیا پلیز جب آپ اپھی طرح جانتی ہیں کہ عمران صاحب یہ سب
کچھ صرف آپ کو چھپڑ نے کے لئے کہتے ہیں تو پھر آپ کیوں اسے ایسا
موقع دیتی ہیں۔“ خادم نے کہا۔
”اے تو بہ۔ لا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ میں اور انہیں چھپڑوں گا۔
اوہ بھی تنویر کے سامنے یہ بھلا کیسے ممکن ہے۔ کہ بھائی کے سامنے...
.....“ عمران نے فوراً ہی خوف زدہ بچھے میں کہا۔

”صفدر۔ میں بجراہ ہوں۔“ تنویر نے یک لخت ایک جنکے
سے اٹھ کر کھڑے ہوئے ہوئے کہا۔

”میں بھی بجراہی ہوں۔“ جولیا بھی اٹھ کر کھڑی ہوئی۔ اور تنویر کے غصیدے
پھرے پر جولیا کو اس طرح اپنی حمایت میں لٹھتے دیکھ کر یک لخت مسرت
کا پشمہ سا پھوٹ پڑا۔

”میں نے کہا تو ہے۔ تنویر کو کیا جانے دو۔ اماں بی کے پاس کیوں
میٹنگ کی کہ آپ کو ساتھ نے کریا ہاں سے دو رکھیں پکنک ہندے ہیں۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”تمہیں تو ہر وقت ایک بی رٹ لگی رہتی ہے۔ میں آج جا کر تمہاری بی می سے
بات کرتی ہوں۔“ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ دیسے اس کا انداز
بتارہ تھا کہ غصہ کھانے کی سجائے عمران کی بات سے پوری طرح مخلوق ہو
رہی ہو۔

”اے خدا کے لئے ایسا نہ کرنا۔ ورنہ ہمیشہ کے لئے بھٹی ہو جائے
گی۔ اماں بی کہیں جی غصب خدا کیا زمانہ آگیا ہے۔ دیدے ہی بھوٹ
گئے ہیں۔ خود بھی منہ اٹھاتے چلی آہی ہیں کہ اپنے بیٹے سے جلدی شادی
کر دو۔“ عمران نے کہا۔ اور اس بار واقعی کھمرے کی جھیت ہقہوں کی
شدت سے اٹنے کے قریب جو گئی۔ اور جولیا کٹ کر رہ گئی۔

”تمہیں تو بس بکواس کرنی ہی آتی ہے۔“ جولیا نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

”تم ایسا کہ دتنویر کو بچھ دینا۔ آئندہ بھائی کب کام آتے ہیں؟“
عمران نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

”دیکھو عمران۔ میں آخری باکریہ رہا ہوں کہ میرے متعلق بکواس کی تو
مجھ سے بہاؤتی نہ ہو گا۔“ تنویر نے جھلاتے ہوئے بچھے میں کہا۔

”چلو مان لیا یا رکھ تھم سے بہاؤتی نہیں۔ چلو اب تو خوش ہو۔“
عمران نے تھری دھم کرتے ہوئے کہا اور تنویر ہونٹ بھنپت کر رہ گیا۔

”عمران صاحب۔ ہم ہے کا بیٹھے بیٹھے بور ہو چکے ہیں۔ آج ہم نے
میٹنگ کی کہ آپ کو ساتھ نے کریا ہاں سے دو رکھیں پکنک ہندے ہیں۔

ورثہ کل....." — عمران کی آداز واقعی رو دینے والی ہو گئی۔ آنکھیں
آنسوؤں سے بھرا ہیں۔

"عمران صاحب۔ آپ اداکاری واقعی بہت اچھی کہ ملتے ہیں۔ یہکن پلیز۔
پچھہ ہمارے موڑ کا بھی خیال کیا کریں۔ اچھے بھلے بننے کیملنے آئے تھے کہ
آپ نے خواہ مخواہ محفل کا زنگ ہی بدمل دیا۔" — صفردر نے کہا۔

"تو یہ نے کب آپ کو بننے کیملنے سے منع کیا ہے۔ میں تو اپنی
بات کر رہا ہوں۔ رونا تو بھے اپنے آپ پر آ رہا ہے۔ کل اس فلیٹ پر
تالا پڑا ہوا ہو گا۔ اور میں... میں بجانے کیا ہوں گا۔" — عمران
بdestour اُسی موڈ میں تھا۔

"اب بتاؤ بھی سہی کیا قیامت ٹوٹ ہی ہے تم پر" — جولیا نے
تقریباً چھنتے ہوئے کہا۔

"یہ سب سلیمان کی حماقت سے ہوا ہے۔ تنویر ٹھیک کرتا ہے۔
واقعی ملازم سے اتنا بے تکلف نہیں ہونا چاہیے۔ یہکن اب جو ہونا تھا ہو
گیا۔ اب کیا کیا جا سکتا ہے۔" — عمران نے سر ملاٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس لئے سلیمان کے متعلق بات سن کر تمہیں غصہ نہ آیا تھا۔
لیکن جو اکیا بھے بتا۔ پھر دیکھو میں اس سلیمان کا کیا خشر کرتا ہوں۔"
تنویر نے پڑے سے پُر خلوص لجھے میں کہا۔ وہ چہ میں عمران کی باتوں سے
ستناہی پڑتا ہو۔ یہکن عمران کی معمولی سی تکلیف پر دہ بے اختیار تڑپ
اٹھتا تھا۔

"کیا کیا ہے سلیمان نے کچھ پتہ بھی چلے۔" — صفردر جیا آدمی
بھی اب بُری طرح جھلکا گیا تھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ساتھ چاکر سارا سکوپ ہی ختم کرنے پر تسلی ہوئی ہو" — عمران نے کہا۔
"یو شٹ اپ نا سنس۔ اب اگر بکواس کی توجیہیوں سے کھوٹپی توڑ
دوں گی۔" — جولیا نے غصہ سے چھنتے ہوئے کہا۔ اُسے واقعی غصہ
آگیا تھا۔

"مس جولیا پلیز" — صفردر نے جولیا کا ماں تھا پکڑتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تنویر سے مخاطب ہو گیا۔ "تو یہ یاد کیوں خواہ اپنا جی جلاتے ہو۔ عمران کی باتوں سے لطف
لیا کر دے" — صفردر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ بکواس کرنے سے بازہی نہیں آتا۔ اسے کہہ دو کہ اب آندہ میرے
متعلق بکواس نہ کیا کرے۔" — تنویر نے جھلا تے ہوئے لجھے میں کہا۔

"بس آج کا دن ہے بھائی تنویر۔ اس کے بعد تو تم تو سو گے کہ عمران
کی زبان بھی چلے" — عمران نے یک لخت رنجیدہ سے لجھے میں کہا۔

"آج کا دن کیا مطلب" — جولیا نے بُری طرح پونکتے ہوئے
پوچھا۔ عمران کا رنجیدہ چہرہ دیکھ کر اس کا دل یک لخت تڑپ اٹھا تھا۔

"میں مس جولیا۔" — تم لوگوں نے اچھا کیا کہ آج یہاں سب کشھے
اگئے۔ چلو آخری بار سب سے ملاقات ہو گئی۔ ورنہ کوں جانتا ہے کہ
کیا ہو گا" — عمران کا اچھے پہلے سے بھی رنجیدہ ہو گیا۔

"آخر ہو آکیا۔ کچھ ہمیں بھی تو پتہ چلے" — جولیا نے بُری طرح بھلاکتے
ہوئے لجھے میں کہا۔ باقی نہیں بھی عمران کی رنجیدگی دیکھ کر چونک پڑے۔

"بس۔ کیا بتاؤ۔ میں اس آخری ملاقات کو رنجیدہ نہیں کرنا چاہتا۔
میں آج تم جو چاہو بھے سے کھاپی لو۔ کہہ تو کسی ہوٹل میں دعوت کھلا ددل۔"

چھوڑ دیا۔ تم لوگوں کو نواہ مخواہ تکلیف ہو گئی۔ کوئی اور بات کردار نہیں تو تم پکنک کی بات کر رہے تھے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ آج میری طرف سے کسی بٹھل میں دعوت کھالو۔ بعد میں پکنک مناتے رہنا۔ کم از کم آج کی رات تو آپ لوگوں کے ساتھ اچھی کٹ جائے گی۔ عمران نے منہ بسوار تھے جواب دیا۔

"سلیمان — مسٹر سلیمان" — اچانک صفر نے تیز آواز میں کہا۔

"کیا بات ہے جناب۔ آپ اتنے زور سے کیوں آوازیں دے رہے ہیں" — سلیمان نے فرد اور دار ہوتے ہوئے کہا۔ وہ شاید ٹالی واپس لانے کے لئے آہی رہا تھا۔ درد باوجی خانے سے آواز سن کر اتنی جلدی نہ پڑھ چاتا۔

"یہ تم نے کیا حماقت کی ہے۔ عمران صاحب کہہ رہے ہیں کہ سلیمان کی حماقت کی وجہ سے وہ کل ہم سے نہ مل سکے گا۔ کیا بات ہوئی ہے" صفر نے تیز لمحے میں سلیمان سے منا طب ہو کر کہا۔

"کیا کمردن جناب۔ بعض اوقات واقعی آدمی سے حماقت ہو جاتی ہے۔ یکون کم از کم میں نے جان بوجھ کم ایسا نہیں کیا۔ اب آگے قسمت کی بات ہے" — سلیمان نے بڑے سنجیدہ لمحے میں کہا اور خالی بہق دوبارہ ٹالی میں رکھنے شروع کر دیتے۔

"کچھ بتاؤ بھی سہی۔ ہوا کیا" — صفر نے دانت پیتے ہوئے کہا۔ "کیا بتاؤں صاحب۔ بس حماقت ہو گئی" — سلیمان نے کہا۔ اور بڑے اطمینان سے ٹالی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا۔ عمران کے لبوں

پر مسکراہٹ رینگ ہی تھی وہ سلیمان کی حاضر داعی پر دل ہی دل میں داد تھیں کے ڈنگرے پرسا رہا تھا۔

"تم دونوں ہی المٹ کھو پڑی کے انسان ہو۔ چلو جو لیا چلیں۔ نواہ مخواہ اچھا خاصاً موڑ بہ باد کر دیا" — صفر نے جھلانے ہوئے ہے بھی میں کہا اور انہوں نے ہوا۔

"صفر۔ تم تو تزویر کو سمجھا رہے ہے تھے اب خود اس چکر میں آگئے ہو۔ تم تو ہم سب سے زیادہ عمران کے مزاج شناس ہو" — کیپشن شکیل جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا رہا بول پڑا۔ اور صفر ربے اختیار میں پڑا۔ "یار۔ واقعی عمران صاحب بعض اوقات ایسی باتیں کرتے ہیں کہ آدمی کا دماغ گھوم جاتا ہے۔ عمران صاحب پیز اب آپ اداکاری چھوڑیں اور سیدھی طرح بتائیں کہ کیا پکر ہے" — صفر نے شرمندہ سے ہجے میں کہا۔

"چکر کیا ہوتا ہے۔ بس قسمت کا ہی چکر کہو صفر۔ ہمیں تو خود سمجھو میں نہیں آہ کہ آخری ہو کیسے گیا۔ لیکن اب حقیقت تو بہر حال حقیقت ہی ہوتی ہے۔ چاہے کتنی تلخ ہی کیوں نہ ہو" — عمران بدستور اُسی موڑ میں رکھا۔

"مران صاحب پیز۔ بس اب کافی ہو گئی ہے ہم سب کے ساتھ۔ آپ بتائیں یا نہ بتائیں آپ کی مرضی۔ پکنک کا پروگرام بتائیں اور ساتھ ٹالی میں رکھنے شروع کر دیتے۔

"اچھا کہاں جانا چاہتے ہو" — عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ لیکن چرہ اُسی طرح لٹکا ہوا رہا۔ "جہاں آپ تجویز کریں" — کیپشن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

آنکھیں خود بخوبی آئیں یقین۔ لیکن وہ اپنے آپ پر کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"کیا بگواں ہے۔ تم سیدھی طرح بات نہیں کر سکتے۔" ایکسٹو نے پھاڑ کھلنے والے ہاتھ میں کہا۔

"حج۔ حج۔ جی۔" کہ سکتا ہوں۔ لیکن جناب کم از کم آج تو آپ مجھ سے ہنس کر بول نیجیے۔ اس کے بعد کیا ہو گا۔ یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔" عمران نے رد دینے والے ہاتھ میں کہا۔

"دیکھو عمران۔ میں ایسی باتوں کا عادی نہیں ہوں۔ تم سیدھی طرح بتاؤ کہ کیوں فون کیا ہے۔" ایکسٹو نے بدستور غصیلے ہاتھ میں کہا۔

"جناب جب مجبوری ہو تو عادی ہونا ہی پڑتا ہے۔ کیا کیا جائے کوئی راہ فراہ بھی تو نہیں ہے۔ بہر حال مجھے یقین ہے کہ آپ میری آخری خواہش ضرور پوری کریں گے اور سیکرٹ سروس کو ان کی پسندیدہ جگہ پوکنک منانے کی اجازت دے دیں گے۔" عمران نے کہا۔

"آخری خواہش۔ تو کیا تم مرد ہے ہو۔" ایکسٹو نے سپاٹ ہاتھ میں کہا۔

"حج۔ جناب۔ اتنے سخت ہاتھ میں تو نہ بات کیجیے۔ آخریں نے بھی سیکرٹ سروس کے لئے کچھ دن کام کیا ہے۔" عمران نے ایسے ہاتھ میں کہا جیسے ابھی دھائیں مار مار کر رونا شروع کر دے گا۔

"دیکھو عمران موت اٹلی ہے۔ اگر تمہاری موت واقعی آنکھی ہے تو ٹھیک ہے۔ بے شک مر جاؤ۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اور جہاں تک پکنک کا تعلق ہے۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ آج کل کوئی کمیں بچنے گئے۔ عمران کے چہرے کے تاثرات اور ہاتھ کو دیکھ کر اس کی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

"میں کیا کہہ سکتا ہوں میں تو آپ کے درمیان ہوں گا نہیں۔ آپ نے خود ہی پکنک منافی ہے۔ اس نے جگہ آپ خود پسند کر لیں۔ ایکسٹو سے بات میں کر لیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ میری آخری خواہش ضرور پوری کر دے گا۔" — عمران نے کہا۔

"توبہ۔ آدمی یہاں آ کر مصیبت میں آ جاتا ہے۔ تم بتاؤ تو ہی سنتے تو پھولو بآخر کیا ہو گا کل تمہارے ساتھ۔" — جو لیا نے بڑی طرح نپر ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا بتاؤں۔ بس مجھے بولاو کھانے والی بات ہو گی۔ بولاو کھایں گے احباب والا شعر تو سنا ہی ہو گا۔" — عمران نے کہا۔

"بولاو کھایں گے احباب۔ کیا مطلب۔ کیا تم کل مر جاؤ گے؟" جو لیا نے بڑی طرح پوچھتے ہوئے کہا۔ اس کے پھر سے پر اب خوف کے اثرات ابھر آئے تھے۔

"قسمت کے لکھنے کو کون مال سکتا ہے۔ کاش سیکھان سے حاصل نہ ہوتی۔" — عمران نے سر ملا تے ہوئے جواب دیا۔ اور میز پر دکھنے ہوئے ٹیلی فون کو بڑے ڈھیلے ہاتھوں سے اپنی طرف کھسکایا اور دسیو داھا کر نہ بڑا مل کر شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو۔" — پندرہ لمحوں بعد ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز رسید میں گوئی۔

"جی میں خاکسار مر نے کے لئے تیار۔ عمران بول رہا ہوں۔" عمران کے ہاتھ میں ٹھیک بے چار گی تھی اور جو لیا کے سونٹ بے اختیار بچنے گئے۔ عمران کے چہرے کے تاثرات اور ہاتھ کو دیکھ کر اس کی

نہیں ہے۔ اس لئے عمران چاہیں تو پکنک منا سکتے ہیں۔ ایکسو نے بڑے کٹھوڑے بھی میں جواب دیا اور اس کے ساتھی رابطہ ختم ہو گیا۔ ”لو بھی تھا رات تو کام ہو گیا۔ اب تو خوش ہو۔ کم از کم یاد تو کرو گے۔“ عمران نے سیور رکھتے ہوئے کہا۔

”کاش یا ایکسو مجھے مل جائے تو میں اس کی گرد دبادوں۔ کتنے اطمینان سے کہہ دیا کہ مر جاؤ۔ جیسے اس نے کہی نہیں ہرنا۔“ جولیا بُری طرح پھٹ پڑی۔

”موت یاد ہوتی تو دفترے سہددی کے ہی بول لیتا۔“ عمران نے کھنڈا سانسی لیتے ہوئے کہا۔

”تو آپ خود کشی کر رہے ہیں۔“ صقدر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تم اسے خود کشی بھی کرہ سکتے ہو۔ کاش سیماں سے حاقت نہ ہوتی۔“ عمران نے صوفی کی پشت سے سرٹکاتے ہوئے کہا۔

”آخر ہوا کیا سیماں سے۔ کچھ بتاؤ بھی سہی۔ اور سن لو۔ اب اگر تم نے نہ بتایا تو پھر تھا ری موت ابھی اسی لمحے آجائے گی۔ سمجھے۔“ جولیا نے بُری طرح چختے ہوئے کہا۔

”لو بھی صفرد دیکھ لیا۔ ابھی ایکسو کو کٹھوڑے کہہ رہی تھیں محترمہ اب خود۔ ٹھیک ہے۔ یہ دنیا ہوتی ہی ایسی ہے۔ بے دفا۔“

”عمران نے کہا۔ اور اس بار صفرد بے اختیار ہنس پڑا۔“

”بہت خوب عمران صاحب بہت خوب۔ واقعی اداکاری میں آپ کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ گھنٹہ ہو گیا ہے۔ ہمیں رلاتے ہوئے یکن بات

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نہیں بتائی۔ کوئی بات ہو گی بھی تو آپ بتائیں بھی سہی۔“ صقدر نے ملتے ہوئے کہا۔

”مہس لو یا رہ نہیں لو۔ آخری وقت تم پر بھی تو آنا ہے۔“ عمران نے بڑے معصوم سے ہبھی میں کہا۔

”تم بتلتے ہو یا نہیں۔“ یک لخت جولیا نے پیر سے جوتی آتاتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے۔ ابھی سے۔ ابھی تو وقت آیا ہی نہیں۔“

عمران نے خوفزدہ سے ہبھی میں کہا۔

اوہ جولیا ایک لمحے کے لئے تو بت بنی کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔ اس کا جوتی پکڑے ہوئے بازو فضایں اٹھا رہ گیا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے بجلی کا کھلونا حرکت میں ہوا اور اچانک بجلی حلی جاتے۔ اندوہرے لمحے وہ یک لخت جھینتی ہوئی عمران کی طرف بُرھی۔

”تم۔۔۔ تم۔۔۔“ تم نے ہجاما خون خشک کر ڈالا اور میں تھا ری بوٹیاں

نپھ لوں گی۔“ جولیا بھوکے عقاب کی طرح عمران پر جھبٹی۔ یکن عمران بجلی کی سی تیزی سے الٹی قلا بازی کھا کر صوفی کی پشت پر جا کھڑا ہوا۔ ادھر جولیا اپنے ہی زور میں منہ کے بل عین اس جگہ۔ گھمی جہاں ایک لمحہ پہلے عمران موجود تھا۔

”کمال ہے۔ ابھی تو شادی ہوتی نہیں۔ اور ابھی سے مجھ پر جوتیاں لٹھنے لگی ہیں۔ بعد میں کیا ہو گا۔ نہ بھی۔ میں بازا آیا ایسی شادی سے۔“ عمران نے منہ بنلتے ہوئے کہا۔

”تو یہ آخری وقت شادی کا اشارہ تھا۔“ صقدر نے بھی غصیلے ہبھی مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ گھنٹہ ہو گیا ہے۔ ہمیں رلاتے ہوئے یکن بات

مادر دا لے گی اور خود بھی مر جائے گی۔ چنانچہ برادران و مس جو لیا آج ہماری
آخری ملاقات ہے۔ کل ہماری داستان بھی نہ ہو گی داستانوں میں۔
عمران نے لیکن بار پھر ردیت نے دا لے ہجھے میں کہا۔

"تمہاری اماں بی کا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ جو لیا نے ہر اس
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پائیں۔ یہ کیا کہہ رہی ہو۔ خبردار آئندہ اگر اماں بی کی شان میں گستاخی
کی تو زبان حلق سے کھینچ لوں گا۔ سمجھیں"۔ عمران نے یک لخت غراتے
ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ ایک لمبے میں بدل گیا تھا اور آنکھوں سے شرام
سے نکلنے لگے۔ جو لیا کوبے اختیار جھر جھری سی آگئی۔

"مم۔ مم۔ میرا مطلب تھا....."۔ جو لیا نے دفاقت
کرنے کی کوشش کی۔

"اماں بی کے معلمے میں کوئی مطلب نہیں چلے گا۔ یہ سن لو۔ یہ پہلا موقع
ہے کہ اماں بی کی شان میں گستاخی کو کے تم زندہ سلامت کھڑی ہو۔ وہیں
چھیمو کی دادی سے بھی شادی کردیں تب بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں"

عمران کے ہجھے میں اس قدر سختی تھی کہ جو لیا بے اختیار دو قدم پیچھے میٹ
گئی۔

"آنی۔ ایم۔ سورہی۔ عمران....."۔ جو لیا نے تقریباً دو دینے
دا لے ہجھے میں کہا۔

"آنندہ خیال رکھنا میڈم جو لیا۔ میں اور سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں
لیکن اماں بی کے معلمے میں ایک لفظ بھی برداشت نہیں کر سکتا"۔
عمران نے انتہائی کرخت ہجھے میں کہا اور صوفی پر آ کر میٹھی گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہیں کہا۔ جب کہ جو لیا اچھل کر اٹھی اور اس نے پوری قوت سے ہاتھ میں
پکڑی ہوئی جو تی عمران پر کھینچ ماہی۔ لیکن ظاہر ہے کوئی تو عمران کو آج تک
چھونہ سکی بھی پھر جو تی کی کیا جراحت تھی کہ وہ عمران کو لگ جاتی۔
امسے اسے سنو تو۔ یہ ساری شرارت سیمان کی تھی اس
کے کان بھردیتے کہ میں رات کو سو نہیں سکتا۔ ساری رات
کر دیں بدلتا ہوں اور ملے کرتا رہتا ہوں۔ سارے ادنی سڑک پر سے
گزد نے والی عورتوں کو گھوڑتا رہتا ہوں۔ پس اماں بی کو غصہ آگیا اور
تم جانتی ہو کہ اماں بی کا غصہ انہوں نے فوڑا ہی فیصلہ دے دیا کہ گھر میں
آنے والی جمداد فی چھیمو کے ساتھ کل میری شادی ہو گی۔ دیڑھی اور شرمیا
تے بڑا اور ہم مچایا۔ لیکن اماں بی کا فیصلہ اٹھ تھا۔ اور ہے۔"۔ عمران
نے جلدی جلدی پوری کہانی سنادی۔

"جمداد امنی چھیمو سے۔"۔ لیکن عمران صاحب وہ تو پوڑھی عورت ہے۔
میں جانتا ہوں۔ اس کی بیٹی کی بات ہو رہی ہو گی۔ صندوق نے ہنسنے
ہوئے کہا۔

"امسے یہی تھوت ہے۔ اس کی شادی بھی آج تک نہیں ہوئی بیٹی
کہاں سے آجائے گی۔ پس اماں بی نے سرادیتی تھی دے دی۔ چھیمو اماں بی
سے بھی عمر تین کچھ بڑی ہی ہو گی"۔ عمران نے ردیت نے دا لے ہجھے میں
کہا۔ اور اس بار باقی مہربن تو ایک طرف جو لیا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔
وہ شاید تصور میں بوڑھی چھیمو اور عمران کی شادی سے بطف اندر زہری تھی۔
اور پتہ ہے چھیمو نے کیا اٹھی ملکم دیا ہے۔ اس نے اماں بی سے کہا
ہے کہ اگر اس کی عمران سے شادی کی جائی تو وہ جھاڑ دکا ڈنڈا مار کر اسے بھی

"جو لیا کا یہ مطلب نہ تھا جو آپ نے سمجھ لیا ہے، جو لیا تو اس عجیب و غریب بات پر حیرت کا انہار کر رہی تھی۔ بہر حال اس نے معافی مانگ لی ہے۔ صفر نے جو لیا کی حالت دکھنی تو اس کی حمایت میں بول پڑا۔ اس میں حیرت کی کون سی بات ہے۔ ماں میں ہوتی ہی ایسی ہیں۔ یہ کم خفت سلیمان کی حمایت اب مجھے چلکتی پڑے گی"۔ عمران نے یک لخت نارمل ہوتے ہوئے کہا۔

"ہم بات کہیں اماں بی سے"۔ صفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "جلتے ہوان کا مزاج۔ وہ تمہارے لئے بھی کوئی نہ کوئی چھپیو ڈھونڈہ نکالیں گی۔ البتہ یا ر صفر ایک بات ہے۔ اگر چھپیو کی شادی سلیمان سے ہو جائے تو کیسی رہے۔ یہاں فلیٹ میں صفائی بھی باقاعدگی سے ہوتی رہے گی۔ بڑا گندہ رہتا ہے۔ سلیمان تو صاف جواب دے دیتا ہے کہ وہ باور جی ہے جمیعاد نہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "یکن اماں بی کیسے مانیں گی۔ وہ ضد کی پکی ہیں"۔ صفر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دکھیو صفر۔ اماں بی کے معاملے میں لفظ سوچ سمجھ کر منہ سے نکالا کر د۔ ضد تو ہیں آمین لفظ ہے۔ تم آن کی کیسی بھی کہہ سکتے تھے"۔ عمران کا لامجھہ ایک بار پھر بدل گیا۔ اس میں وہی سخنی سنھی جو اس سے پہلے جو لیسے بات کرتے ہوئے اس کے لئے میں پیدا ہو گئی تھی۔ "لٹھیا کر دے۔ آئی۔ ایم۔ سورہی۔ آن کی کبی سہی"۔ صفر نے شرمندہ سے ہوئے کہا۔ "وہ آن کی کبی ہیں تو میں بھی تو ان کا بٹھا ہوں۔ کان کا کچا"۔ عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی گرگٹ سے بھی زیادہ تیزی سے نگ پلنے پر قادر تھا۔

"سلیمان۔ سلیمان۔ جلدی آؤ"۔ عمران نے یک لخت پختے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ سلیمان بوکھلاتے ہوئے انداز میں در دانے پر نمودار ہوا۔

"کیا بات ہے صاحب۔ خیریت ہے"۔ سلیمان نے حیرت پھرے لیجھے میں کہا۔

"خیریت۔ اسے خیریت تو اپ عنقاء ہو گئی۔ تمہاری قسمت سے چھپیو جمیعاد کی وجانتے ہو ڈیڈی کی کوٹھی میں کام کرتی ہے"۔ عمران نے تیز لامجھے میں کہا۔

"۹ سے کوئی نہیں جانتا صاحب۔ کیا ہوا۔ کیا مر گئی ہے"۔

سلیمان نے آنکھیں نیچاتے ہوئے کہا۔ "وہ نہیں مر گئی۔ تمہارا البتہ پتہ نہیں۔ ابھی اماں بی کا فون آیا ہے کہ سلیمان کو فوراً کوٹھی کھیجو تو کہ اس کا نکاح چھپیو سے کیا جائے"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لامجھے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ دیتے ہیں صاحب۔ سیر انکاح چھپیو سے"۔ سلیمان اس بڑی طرح بڑا جیسے اس کے پیروں میں کم پہٹ پڑا ہو۔ "ہاں۔ اور تم جانتے ہو کہ اماں بی فیصلہ نہیں بدلا کر دیں"۔ عمران نے نشکر بھیجے میں کہا۔

"یکن صاحب۔ مجھ سے کیا جرم سرزد ہوا ہے"۔ سلیمان نے رہتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہنستے ہوئے کہا۔ اور عمران بھی ہنس پڑا۔ ویسے بات مذاق میں شردعہ توئی تھی۔ اور تم نے ابھی تک باور بھی کیوں مو۔ غصب خدا کا۔ اتنی عمر بیوگی ہے میں متocom قہقہے نہ گوئیں لہانے میں مزہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔ — عمران نے سرہلاتے ہوئے کہا سادس اس بارہ سارے ممبرز بے اختیار ہنس پڑے۔

”اگریہ بات ہے تو عمران صاحب اب میری شادی جیسیو سے نہیں ہو سکتی۔ کبھی نہیں ہو سکتی۔ میں ابھی جا کر امال بی سے عرض کرتا ہوں کہ وہ کیوں اپنے بیٹے کی جان کی دشمن بن رہی ہیں۔ چھمبوے چاری قہقہے ہی مارتے کے قابل نہیں ہے۔ متocom تو ایک طرف ہے سے البتہ اس کی ہی نہیں۔ بی ندہ کھانسی ضرور باور چی خلائق میں میوزک بجا تی رہے ہیں۔ نیچہ یہ کہ فی۔ بی کے جماشیم مونگ کی دال میں پھیل جائیں گے۔ میرا کیا ہے میں تو پھر سے ہی بوٹل میں کھاتا ہوں کھیر بھی تھا یا کمر دل گا۔ — سیلمان نے نکتہ نکالتے ہوئے کہا۔ اور ممبرز کے قہقہے فضایں بلند ہوئے اور عمران بھی سیلمان کے اس ذہانت بھرے جواب پر پے اختیار ہنس پڑا۔ اور سیلمان بھی اپنی ذہانت کے مزے لیتا دا پس چلا گیا۔

”تم یہ بتاؤ کہ آخر تم نے یہ سارا اداسی کا چکر چلا یا کس مقصد سے تھا۔“

”تمہارے اچھوئے پر ڈگرام کے الفاظ پر مجھے بے چارہ رچڑا اور سیلمان کے جلتے ہی جولیاں نے غصلے ہبھے میں کہا۔

”یہ کسی کارڈ عمل دیکھنا چاہتا تھا۔ کیوں صفر۔ ماہر نفیسات یہی کہتے ہیں ناکہ کسی کا اصل دیکھنا ہو تو اسے ذہنی جھٹکے دیتے جائیں۔“

عمران نے بڑے سمجھیدہ ہبھے میں کہا۔

”آپ نے ہمارے ساتھ بہت کچھ کر لیا ہے عمران جس بخواہ منواہ اتنا سپنس پھیلایا کہ ہماری تو آدھی جان بھی نکلی گئی۔“ صفر نے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"بے چارے پر دلیمیوں کا ایک لاکھ روپیہ ڈبو دیا تم نے" جو لیانے بنتے ہوئے کے کہا۔

"اب اتنے بے چارے بھی نہ ہوں گے جو لیا۔ وہ بھی تو لاکھوں روپے فلم کے نام پر پڑو رنا چاہتے تھے۔ داہ مزہ ۲ گیا۔ گدھے اور دیل گاؤں کی بیس" کیپٹن شکیل نے بھی طرح بنتے ہوئے کہا۔ حالانکہ کیپٹن شکیل فطرتاً کم گو اور سنجیدہ آدمی تھا۔ لیکن آج وہ بھی بے اختیار میں پڑا تھا۔

"ویسے ایک بات ہے عمران صاحب۔ اس کی اچانک بیوالوں کا لئے دالی بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ عام آدمیوں کا رد عمل اس طرح نہیں ہوتا" صفر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہی پولیس والاذھن کہ ہر آدمی مشکوک ہے۔ کیون کہ جس کا ایک لاکھ ڈوب رہا ہے۔ وہ بیوالوں نکالے گا تو کیا عمران کے گھنے میں بھولوں کا ہمار پہنائے گا"۔ جو لیانے منہ بناتے ہوئے کہا اور صفر رہیں ہیں ٹھا۔ "ویسے اب عمران صاحب کو میکا اپ میں رہنا پڑے گا وہ رچرڈ لینڈ توپ لئے انہیں ڈھونڈھتا پھر رہا ہو گا"۔ تنویر نے کہا۔

"اس کے پاس لو سیا ہے تو میرے پاس اس سے بھی بڑھی توپ ہے۔ کیوں جو لیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "بکواس نہیں چلے گی۔ چلو بھوڑ د۔ وہ پکنک کا کیا ہوا"۔ جو لیانے بات ٹلتے ہوئے کہا۔

"بھی کہہ دیا کہ جہاں جی چاہتے پکنک منا لو۔ سارا خرچہ میرے ذمہ" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پورا کمرہ عمران صاحب۔ زندہ باد کے

بے اختیار اغروں سے گو نجاح اٹھا۔

اب پکنک سپاٹ پر بجت چھر گئی۔ ہر آدمی نئی سی نئی جگہ تجویز کر دیا تھا۔ لیکن عمران خلاف موقع خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ جب کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تو صفر نے فیصلہ عمران پر چھوڑ دیا۔

"مجھ سے نہ پوچھو تو اچھا ہے دنہ کم پھر سب بدک جاؤ گے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں بتاؤ۔ کوئی اچھوتا سا سپاٹ بتاؤ"۔ سب نے اشیਆں آئینہ لہجے میں کہا۔

"مسوری بیمار ہے گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ داقعی آج مود میں تھا۔

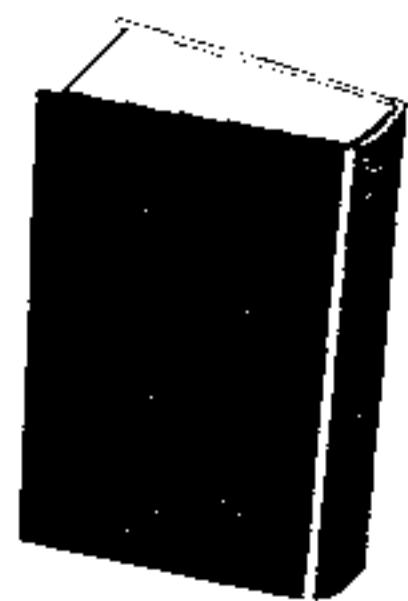
اور مسوری کا نام سننے ہی سب بے اختیار خوشی سے اچھل پڑے۔ یہ نام تو ان کے ذہن میں ہی نہ آیا تھا۔ حالانکہ یہ خوب صورت پہاڑی علاقہ داقعی پکنک کے لئے مثال سپاٹ تھا۔ بس پھر کیا سب نے تائید کر دی۔ اور اس کے بعد پکنک میں ہونے والے پر دگر اموں پر بجت شروع ہو گئی۔

"اس بار پکنک پر کوئی نیا پر دگر اس ہونا چاہیے۔ بالکل نیا۔ یہ تاش۔ لڑو۔ کیم۔ شتر۔ نجی یہ سب پرانی چیزیں ہیں"۔ صفر نے کہا۔ "تو پھر کو کٹ میچ کیوں نہ ہو جاتے"۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ کو کٹ کا بے حد شوقیں تھا۔

"کٹ۔ وہ۔ یہ بھی دلچسپ رہے گا"۔ سب نے خود تائید کر دی۔ اور پھر پر دگر اس طے ہو گیا۔ عمران نے جوزف اور جوانا کو

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بھی اس پارٹی میں شامل کرنے کا کہا۔ اور سب نے صرف اس لئے مان لیا کہ کہیں عمران بدک نہ جائے۔ حب کہ عمران کے ذہن میں ایک نیا پروگرام پروردشی پاہنا تھا۔ انتہائی دلچسپ۔



R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

وہ دردش کے پروگرام میں خاص طور پر دلچسپی لیتا تھا۔ اور پھر یہ دردش ایسی شہر کر جیسے جی چاہا اچھل کو دلیا۔ بلکہ فریکل ٹریننگ کا ایک بین الاقوامی پروگرام اپنے انہیں دردش کر آتا تھا۔ ایسی دردش جس سے ان میں ہستی اور پھر اس کا اضافہ ہو۔ بڑتے سانسی اور میدیہ یکل طریقے سے دردش ہوتی تھی۔

ابھی وہ دردش میں صروف تھا کہ کیمپ کا ایک چڑھا سی گاؤں میں داخل ہوا۔ دیہا اس کو پھر کی طرف بڑھا جو لوگوں کو دردش کرانے میں صروف تھا۔ ”جناب۔ افشار صاحب کی بیگم کا فون آیا ہے۔ وہ کوئی انتہائی ضروری بات کرنا چاہتی ہیں۔“ چڑھا سی نے کوپھ سے بات کرتے ہوئے کہا۔ ”جاؤ۔ اُسے کہہ دو کہ ابھی بات نہیں ہو سکتی جب افشار فارغ ہو گا۔“ تب بات کرے گا۔“ کوپھ نے تباہی میں کہا۔

”سنس۔ سر۔ میں نے یہ پہلے ہی کہا ہے۔ لیکن سے۔“ ایم جنسی کی بات کر رہی ہیں۔“ چڑھا سی نے سہے ہوئے تباہی میں کہا۔ ”واہ۔ ان عورتوں کو بھی عین کام کے وقت ایم جنسی پڑھاتی ہے۔“ کوپھ نے انتہائی ناخوشگوار ہجھے میں کہا۔ اور پھر اس نے اشارہ ہے سے افشار کوپھ نے پاس بلایا۔ افشار ہیرت زدہ ہو کر کوچ کے فریب پڑا۔ ”یہ سے۔“ افشار نے ہیرت لہر لے لیا ہے۔“ ہے۔ اس لئے وہ خوش تھا۔ اُسے یقین تھا کہ گھریٹ لینڈ کے اس دور نے میں وہ کئی نئے روکار ڈقام کرنے میں کامیاب ہو جاتے گا۔“ دینا کہ وہ کام کے وقت ڈسٹرپ نہ کیا کرے۔“ کوپھ نے سمجھ لیجھے میں کہا۔

”یہ سے۔“ افشار نے سر تھکاتے ہوئے کہا اور پھر جو گنگ کے سے انداز میں عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے دیسے اپنی بیگم پر افشار بھی ان میں شامل ہو گیا۔ وہ فریکل فنس کا بے حد قابل تھا۔ اس لئے

پاکیشی توہی کوک ٹیکم کا ماہی نام اور بین الاقوامی شہر کا باولہ افشار بڑھے خوشگوار مود میں کار چلا تا ہوا ٹریننگ کیمپ کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ آج کل وہ اپنی باولنگ پر پوری توجہ دے رہا تھا اور اُسے معلوم تھا کہ اس کی لائن۔ لینگٹہ اور فلشگ کی صلاحیت دن بدن نکھرتی جا رہی ہے۔ اس لئے وہ خوش تھا۔ اُسے یقین تھا کہ گھریٹ لینڈ کے اس دور نے اتر کر گردانہ میں پنج کراس نے اپنی نئی مزدا ایک طرف روکی اور پھر افشار کے سے یقین تھا۔ اُسے یقین تھا کہ گھریٹ لینڈ کے اس دور نے

کیمپ گاؤں میں پنج کراس نے اپنی نئی مزدا ایک طرف روکی اور پھر افشار بھی ان میں شامل ہو گیا۔ جہاں کچھ لٹک کے دردش میں صروف تھے۔

بھی بے پناہ غصہ آرہا تھا کہ اس وقت فون کرنے کا ساتھ کیا مقصود تھا۔ ابھی تو وہ گھر سے آیا تھا۔

"یہ افشار بول رہا ہوں" — افشار نے بیکم پر پڑا ہوا رسور اٹھاتے ہوئے تلخ لمحے میں کہا۔

"افشار پیز جلدی گھر آؤ۔ یہ لوگ دوسرے لمحے دوسری طرف سے اس کی بیکم کی خوف زدہ سی آدا نا بھری۔ اور افشار بیکم طرح چونک پڑا۔

"لگ کیا ہوا" — کیا بات ہے" — افشار اپنی بیکم کی خوفزدہ آواز سن کر بڑی طرح چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں قسم قسم کے انیشیون کے لفٹنک بھروسے رینگتے لگے۔

"پیز جلدی گھر آئیے۔ جلدی" — بیکم کی ردی اور انتہائی سبھی ہوتی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھیں رابطہ لیسے ختم ہو گیا جیسے کسی نے زبردستی کریڈل پر ہاتھ رکھ دیا ہو۔

افشار نے جلدی سے کریڈل پر ہاتھ مارے۔ ہیلو ہیلو کہا۔ لیکن دوسری طرف سے خاموشی تھی۔ اس نے بو کھلا کر جلدی گھر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے — لیکن دوسری طرف سے اب گھٹٹی بجھنے کی بھی آواز سنائی تد سے رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے فون ہی ڈیلہ ہو گیا ہو۔ افشار کریڈل پر رسیور پھینک کر بجلی کی سی تیزی سے مڑا۔ اور پھر دوڑتا ہوا عمارت سے نکلا اور اپنی کار کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ راستے میں کئی افراد نے اسے اس بے شاشا انداز میں دوڑتے ہوئے دیکھ کر پوچھنے کی کوشش کی لیکن افشار نے کسی کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور چند لمحوں بعد اس کی کار

انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی اپنی نئی تعمیر شدہ کوٹھی کی طرف دوڑتی
پڑی جا رہی تھی۔

کوٹھی کا گیٹ خلاف موقع کھلا ہوا تھا۔ اس نے پورپچ میں جا کر کار مکی اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اتر کر وہ دوڑتا ہوا ٹھی۔ وہی لاڈ سنج کی طرف بجا گا۔
جہاں اس کی بیکم زیادہ تر وقت گزارتی تھی۔

لیکن ٹھی، دی لاؤ سنج میں داخل ہو گئے ہی وہ بڑی طرح ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ کمرے میں ایک کرسی پر اس کی بیوی دبشت زدہ چہرہ لئے بیٹھی تھی۔ جب کہ اس کی پشت پر ایک غیر ملکی مرد اور عورت بڑے مطمئن انداز میں کھڑے تھے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں ریوالوں کے۔
ایک ریوالوں کی نال اس کی بیکم کی کپیٹی سے جڑھی ہوئی تھی۔

"لگ لگ کون ہو تو میں" — افشار نے بڑی طرح بکلاتے ہوئے کہا۔

"سنوم سڑ افسار" — جذبات میں آکر کوئی غلط انکرت کرنے کی ضرورت نہیں۔ ورنہ تمہاری بیکم کی کھوپڑی ایک لمحے میں بزاروں ملکوں میں تبدیل ہو جائے گی۔ ہم تمہیں نقصاں نہیں پہنچانے چاہتے۔ لیکن اگر مجبوری ہوئی تو ہم ایسا بھی کر گئے رہیں گے۔ اس لئے اطمینان سے آکر کہ سی پہ بیٹھ جاؤ۔ اور ہماری بات ٹھٹھے کے دل سے سن لو" — مرد نے بڑے سردار کھڑے ہوئے لمحے میں کہا۔

اور افشار جیسے نیند کی حالت میں چلتا ہوا آگے بڑھا اور کہ سی پہ ڈھیر ہو گیا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم سے تمام پھر تی اور پُستی مکمل گئی ہو۔ وہ نہ لاش بن گیا ہو۔ اس کے ذہن میں تیز آندھیاں چلنے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

لگی تھیں۔ اُسے شاید اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں پر اعتبار نہ آ رہا تھا۔
”تت— تت— تم کون ہو۔ کیا ذا کو ہو۔“ — آخر چند لمحوں بعد
افشار کے منہ سے کھڑکھڑاتی ہوتی آواز نکلی۔

” دیکھئے افشار صاحب۔ نہ ہم ذا کو ہیں اور نہ مجرم۔ اس لئے آپ
الٹمیناں سے میری بات سن لیں۔ اس کے بعد ستم آپ کو کوئی نقشان
پہنچائے بغیر واپس چلے جائیں گے۔— یہ کیا اگر انہیں نے کسی پاگل پن کا
منظر سرہ کرنے کی کوشش کی تو آپ کی بیکم توہر حال ایک لمحے میں مرد ہو
جلئے گی اور ہم جانتے ہیں کہ آپ کو اپنی بیکم سے کتنی محبت ہے۔ اور یہ
کہ آپ کا پہلا سچے بھی عنقریب ہونے والا ہے۔“ — مرد نے بڑے
سپاٹ بجھے میں کہا۔

” افشار۔ افشار پلیز۔ جو یہ کہتے ہیں وہ مان لو۔ میرا تم گھٹ رہا ہے۔
میں مر جاؤں گی۔“ — یہ کوئی لخت اس کی بیکم نے بھٹی پڑی آداں میں کہا۔ وہ خوف
کی زیادتی سے ابھی تک مجسم کی طرح بیٹھی ہوتی تھی۔ اور اب پہنی بار بولی تھی۔
” بھیک ہے۔ مجھے اپنی بیکم اور بچے کی زندگی سب سے زیادہ عزیز ہے۔
لپٹ سے بھی زیادہ اس لئے بولو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔“ — افشار نے اپنے
آپ کو سنبھلتے ہوئے کہا۔

” صرف معمولی سی فرمائش ہے۔ تم گھٹ لینڈ کے دوسرے پر جانے
سے انکار کر دا اور بس۔“ — مرد نے مسکلتے ہوئے کہا۔

” لگ۔ لگ۔ کیا۔ کیا کہہ دے ہے ہو۔“ — افشار
بڑی طرح اچھل پڑا۔ اس کے شاید تصویر میں بھی شکھا کریں یوگ۔ ایسی بات بھی
کر سکتے ہیں۔

” الٹمیناں سے بیٹھ جاؤ۔ زیادہ اچھل کو دکا تیجہ غلط بھی نکل سکتا ہے یہ میری
آنہمی دار نگاہ ہے۔ سمجھئے۔“ — مرد کا لہجہ یک لخت انتہائی مرد ہو
گیا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگے۔

” مل۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیسے ممکن ہے۔ یہ ناممکن ہے۔“
افشار نے بڑاتے ہوئے کہا۔ اور دوبارہ کہسی پیدھیر سو گیا۔
” بھیک ہے۔ پھر انی بیکم اور ہونے والے بچے کو اپنے ہاتھوں قبر
میں آتا کر تم جا سکتے ہو۔ بتاؤ کیا فیصلہ ہے۔“ — اب مہارے فیصلے
پہنچی تھی مہاری بیکم کی زندگی کا دار و مدار ہے۔ اور یہ بھی سن لو کہ ہمارے
ہاتھ بہت بھتے ہیں۔ تم فیصلہ جو چاہو کرو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں سکیں اگر تم
نے بعد میں اس فیصلے سے بٹنے کی کوشش کی تو پھر مہاری بیکم کی صرف جان
ہی نہ جائے گی اس کی عزت اور عصمت بھی عین پورا ہے پر پامال کی جاسکتی
ہے۔— مرد کا لہجہ بے حد مرد تھا۔

” خاموش رہو۔ چپ رہو۔“ — افشار بُدمی طرح پھٹ پٹا۔ اس نے
دونوں ہاتھوں سے اپنا سر کر کر دیا۔

” میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ مسٹر افشار۔ جو بھی فیصلہ کرنا
ہے ابھی کوئی بھی چند لمحوں میں۔“ — مرد نے تیز لہجے میں کہا۔

” مل۔ یہ کیا میرے فیصلے سے کیا ہو گا۔ کون تسلیم کرے گا۔“
وہ پریس۔ اخباری نمائندے۔ وہ قومی ٹیکم۔ وہ مجھے مجبور کر دیں گے۔
افشار نے بدلاتے ہوئے کہا۔

” ہم کچھ نہیں جانتے۔ فیصلہ کر دا اور بس۔ اس کے بعد تم اس فیصلے پر
کیسے قائم رہتے ہو یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔“ — مرد نے تیز لہجے میں کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اس کی ساتھی عورت بالکل غاموش کھڑی تھی۔ اس نے اب تک ایک لفظ بھی نہ بولا تھا۔ البتہ اس کے ریوالوں کی نال بگیم اشارہ کی کشیدگی سے چپا رکھتی۔

”مم۔“ مجھے سوچنے کا موقع دو۔ میں اتنا بڑا فیصلہ ایسے اچانک نہیں کر سکتا۔ نہیں کر سکتا۔

”افشار نے بڑی بے بسی سے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ مار گریٹ گولی مار دو۔ اشارہ کو اپنی بگیم سے زیادہ کوکٹ سے محبت ہے تو ٹھیک ہے۔ مرد نے سرد لہجے میں اپنی ساتھی عورت سے کہا۔ اور عورت نے ٹریکر پر جمی ہوئی انگلی کو حرکت دی تو اشارہ بڑی طرح چیخ پڑا۔

”لہر و لہر۔“ خدا کے لئے رک جاؤ۔ اشارہ کی آزادی سے بہمی طرح پھٹ گئی تھی۔

”صرف مال یا نہ۔ تیسرا کوئی لفظ نہیں۔“ مرد نے سرد لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ میں انکار کر دل گا۔ میں نہیں جاؤں گا۔

افشار نے ڈوبتے ہوئے بہجے میں کہا۔ اور اس کی گردن اس طرح ڈھلک گئی جیسے وہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی بازی ہار گیا ہو۔ اس کی بگیم کا سر تو پہلے ہی ڈھلکا ہوا تھا۔ وہ شاید اس قدر خوف ناک سنسپس بدداشت نہ کر سکی تھی اس لئے کہسی پر بیٹھے۔ یعنی بے ہوش ہو گئی تھی۔

”گڑ۔“ تم نے واقعی عقلمندانہ فیصلہ کیا ہے۔ دوسرے تو اور بھی ہوتے ہیں گے۔ یکن بگیم اور ہونے والے پہ کو دوبارہ زندگی نہ مل سکتی تھی۔

مرد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”مل۔“ یکن تم کوں ہو اور کیوں ایسا چاہتے ہو۔“ اشارہ نے

ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”اس بات کو ذہن سے نکال دو۔ کہ تم کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔ یہ تمہارے لس سے باہر ہے کہ تم زندگی میں کبھی ہم تک پہنچ سکو۔“ تم بس اتنا سوچو کر جس لمحے تم نے اپنا فیصلہ بدلا پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہمارے

انکھوں کی طرح ہاتھ تمہاری بگیم کی گردن تک پہنچ جائیں گے۔ اور وہ اسلامیہ ہو گا جب تم فیصلہ بدلتے پر بھی قادر ہو ہو گے۔“ مرد نے تیز لمحے میں کہا۔

”لیکن ایسا بھی تو ہو سکتا تھا کہ تم میری بگیم کی بجائے مجھے قتل کرنے کی دھمکی ریتے۔“ اشارہ نے اچانک ایک خیال آتے ہی کہا۔

”تم ایک بین الاقوامی شہرت کے کھلاڑی ہو۔ تمہارا قتل پوری دنیا کو چونکا دیتا۔ اور ہم ایسا نہیں چاہتے۔ اور دیسے بھی ہمیں تمہاری زندگی یا موت سے کوئی مطلب نہیں۔“ ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ تم اس دوسرے پر جلنے سے انکار کر دو۔ اور سنو۔ اپ ہم جا رہے ہیں۔ یکن یہ نہ سمجھنا کہ ہم تمہارے طرف سے عاقل نہیں گے۔ ایک ایک ذرہ ہماری انکھوں کا کام کرے گا۔

تمہارے ذہن میں لکھنے والے خیالات بھی ہم تک پہنچ جائیں گے۔ اس لئے پوری طرح محاط ہیں۔“ مرد لے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ اشارہ کچھ کہتا۔ مرد کا ہاتھ سچلی کی سی تیزی سے حرکت ہیں آیا اور ریوالوں کا دستہ پوری قوت سے اشارہ کی کھوپڑی پر پڑا۔ اور اشارہ چیخ نامہ کو سایہ پر گما۔ اُسی لمحے میں گے۔ یکن بگیم اور ہونے والے پہ کو دوبارہ زندگی نہ مل سکتی تھی۔

”تباہی کی چادر سی پھیلیتی چلی گئی۔“ اور پھر اس کے ذہن پر

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

دیں۔ اور پھر دور سے آتی ہوئی یہ آداز لمحہ بہ لمبہ نہ دیک آتی گئی۔ حتیٰ کہ اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ اس کے سر میں درد کی تیزی لہر پیدا ہوئی۔ اور پھر اس کے پورے جسم میں پھیلتی چلی گئی۔ اُسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی کھوبی ہزاروں لکڑوں میں پھیٹ کر فضائیں پھیلتی جا رہی ہو۔

اسی لمحے اس کی نظریں سانتے کرسی پر بیٹھی اپنی سیکم پر پڑیں تو وہ چونکہ کہاں کھڑا ہوا۔ کیونکہ اس کی سیکم بدستور بتے ہو شکی۔ اور اس کی طرف پڑے فون کی گھنٹی مسلسل نجع رسی تھی۔

سیکم پر نظریں پڑتے ہی افشار بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ مسلسل بجتی ہوئی گھنٹی کی آداز کو نظر انداز کر کے تیزی سے اپنی بیوی کی طرف پڑھ گیا۔

سیاہ زنج کی کار آہستہ آہستہ چلتی ہوئی بارہ منزلہ شاینگ پلانزا میں بنی ہوئی پارکنگ میں داخل ہوئی اور ایک مخصوص بجگہ پر رک گئی۔ کار کا دندانہ کھلا اور ایک گینٹے سے صبی جسامت کا آدمی جس نے سیاہ زنج کا سوت پہنا ہوا تھا پاہنکلا۔ اور اس نے دروانہ لک کیا۔ اور پھر پڑے محتاط انداز میں اور ادھر ادھر دیکھتے ہوئے وہ لفت کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر سختی اور درشتی کے آثار نمایاں تھے۔ اور ایک جیب کا مخصوص اچھا ربتار ہاتھا کہ اس میں بھاری دستے والا ریو الور موجود تھے۔

لفت بوائے نے اُس سے دیکھتے ہی پڑے بوکھلاتے ہوئے تھے یہ میں سلام کیا۔ اس کی آنکھوں اور پھرے سے یک لخت دہشت کے آثار نمایاں ہوئے۔

”دویں منزل پر چلو“۔ گینٹے سے صبی جسامت کے آدمی نے پڑے درشت ہجھے میں لفت بولئے کہا اور لفت بولئے نے سر بلاتے ہوئے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

جلدی سے دسویں منزل کا بُن دبادیا اور لفٹ تیزی سے اور پھر طھی گئی۔
گینڈے کی جسامت والا شخص ٹانگیں ہپھلے اپنی جگہ رجما کھڑا تھا جب
کہ لفٹ بولئے ایک کونے میں اس طرح دبکا ہوا تھا جیسے لھیر کا بچہ لپٹنے
سلفے بھیرٹیے کو دیکھ کر سہم جاتا ہے۔ دسویں منزل پر ہنخی سی لفٹ
رکی اور دو دوازہ خود بکھل گیا۔ گینڈے سے جیسی جسامت والا لفٹ بولائے
کی طرف دیکھئے بغیر دروازہ کراس کر گیا۔

راہہ اڑی میں داخل ہوتے ہی وہ سیدھا ایک دروازے کی طرف بڑھا۔
جس کی سایہ پر پتیل کے پڑے بڑے ہر دو ف دالی نیم پیٹ لگی ہوئی
تھی جس پر الوف اینڈ پمنی بردکڑ کے الفاظ جگہ گارہتے ہیں تھے۔ دروازہ
کھلا ہوا تھا اور اندر ایک بڑا مال کھڑا تھا۔ جس میں تقریباً چار بڑی بڑی میزیں
لگی ہوئی تھیں۔ جن پر لوگ بیٹھے کام میں بڑی طرح مصروف تھے۔ ماسپ
راسرٹ کی مسلسل کھٹ کھٹ سے مال کھڑا گونج رہا تھا۔ اور کہ کسیوں
پہنچھے لوگ اپنی اوپی آوازیں باتیں لھی کر رہے ہیں۔ لیکن گینڈے سے
کی جسامت والے شخص کے اندر داخل ہوتے ہی وہ سب یوں خاموشی
ہو گئے جیسے چھکتی ہوئی چٹپیاں زہریلے سانپ کی پھنکار سن کر سہم جاتی
ہیں۔

مال کی ایک سایہ میں انہوں نے شیشوں سے بنایا ایک بڑا ساکین
تھا۔ جس پر مسٹر الفرد مالف پھیر میں کی نیم پیٹ لگی ہوئی تھی۔ کیمپن سے باہر
ایک کا ڈنٹ تھا جس کے پیچھے ایک نوب صورت عورت اپنے سلفے
ایک کاغذ رکھے ہیں تھی۔ لیکن اس کی نظر آنے والے
پہنچی جمی ہوئی تھی۔ البتہ اس کے پیچے کسی قسم کے خوف کے

تھا۔

”ہیلوہنی۔ آج رات فارغ ہوں۔“ گینڈے سے نماش خپڑے نے اس
کے قریب چاکریوں باچھیں پھاڑتے ہوئے کہا جیسے کسی شخص کو اپنا پسندیدہ
مشروب نظر آگیا۔

”میں تو فارغ ہوں لیکن تم فارغ نہ ہو سکو گے۔ فرشتے تم سے حساب
کتاب لے رہے ہوں گے۔“ عورت نے بڑے کٹیکے لہجے میں
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ، میں سمجھ گیا کوئی لمبا چکر چل پڑا ہے۔ لیکن تم فکر نہ کرہ۔“
گینڈے سے نماش خپڑے نے بھیرٹیے کے سے انداز میں مسکراتے ہوئے
کہا۔ اور پھر اگے بڑھ کر اس نے کیمپن کا دو دوازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔
لوگوں نے لفت بھرتے انداز میں ہونٹ سکوڑے اور دبادہ اپنے سلفے
دکھے کاغذ کی طرف متوجہ ہو گئی۔

کیمپن بے حد خوب صورت انداز میں آسستہ تھا۔ ساگوان کی
ایک بڑی میز کے پیچھے ایک چوڑے چہرے اور تیز چمکتی ہمکھوں والا
ادھر عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے نیلے رنگ کا انہتا نی جدید تراش کا
سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کی کنپٹیوں کے بال سفید تھے۔ جب کہ سر
کے باقی بال کمکے کی طرح سیاہ تھے۔ سرخ و سفید رنگ پر یہ سیاہ بال
اس پر بے پناہ سج رہتے تھے۔ دروازہ کھلتے ہی اس کی نظریں آنے
دلے گینڈے سے نما آدمی پر جنم گئیں۔
”اوہ بیکی۔ بیٹھو۔“ ادھر عمر آدمی کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"تھینک یو رالف۔ یہ تمہاری سیکرٹری کہہ رہی تھی کہ آج مات مجھے
قبر میں آنی ہے"۔۔۔ بلیکی نے دانت نکلتے ہوئے کہا۔
"وہ یہی دعا ہر وقت کرتی رہتی ہے۔ لیکن اس کی دعا آج تک پوری
نہیں ہوئی"۔۔۔ رالف نے اُسی طرح سرداد سپاٹ ہائے میں
جواب دیا۔

"اوپر یہونی بھی نہیں۔ بلیکی اور قبر، دو متفاہیزیں ہیں"۔
بلیکی نے ٹڑے فاخذانہ انداز میں ہنسنے ہوئے کہا۔ لیکن رالف کا چہرہ
اسی طرح خشک اور سپاٹ رہا۔
"کیا تم کام کے لئے تیار ہو؟"۔۔۔ رالف نے چند لمحے خاموش
رہنے کے بعد پوچھا۔

"بالکل۔۔۔ ویسے بھی میں آج کل بڑی تنگی میں ہوں کوئی نیاشکار ہی
نہیں مل دیا"۔۔۔ بلیکی نے دانت نکلتے ہوئے جواب دیا۔
"لیکن اس بار کام مختلف نوعیت کا ہے"۔۔۔ رالف نے اُسی
طرح سرد ہائے میں کہا۔

"کسی بھی نوعیت کا ہے۔ اس سے بھلا بلیکی کو کیا غرض ہو سکتی ہے۔
مُسے تو صرف معقول رقم چلایئے جس"۔۔۔ بلیکی نے مٹہ بناتے
ہوئے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تو پہلے سن لو۔ میں نے تمہیں اس لئے ملایا ہے۔
کہ کل تمہیں مجھ سے گلنہ رہتے کہ کام تمہاری بچلے کے کسی اور کو دے دیا
گیا ہے۔۔۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام تمہاری لائیں کا نہیں"۔
رالف نے سرد ہائے میں کہا۔

"رقم کتنی ملے گی۔ پہلے یہ بتاؤ"۔۔۔ بلیکی نے سنی کرتے ہوئے
پوچھا۔

"دس ہزار پونڈ"۔۔۔ رالف نے جواب دیا۔
"دس ہزار پونڈ صرف۔ کیا کسی چڑیا کو قتل کرنا ہے؟"۔۔۔ بلیکی نے
ہونٹ سکوڑتے ہوئے پوچھا۔

"کہہ تو رہا ہوں کہ کام تمہاری لائیں سے ہٹ کرے ہے"۔۔۔ رالف
نے کہا۔

"آن خوبیتہ بھی تو چلے کام کیا ہے؟"۔۔۔ بلیکی نے اس بار قدرے
چھنجلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پچھے لوگوں کو دہشت زدہ کرنے ہے۔ اور جس"۔۔۔ رالف نے
ایک لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"دہشت زدہ کرنے ہے۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ میں سمجھا نہیں"۔۔۔
بلیکی نے چونک کر پوچھا۔

" بتا تو رہا ہوں کہ پچھے لوگوں کو دہشت زدہ کرنے ہے۔ اس قدر دہشت زدہ
کہ ان کے اعصاب جواب میں جائیں"۔۔۔ رالف نے سر ٹالاتے
ہوئے کہا۔

"یہ کیا کام ہوا۔ میری تو سمجھے میں نہیں آیا"۔۔۔ بلیکی نے کہا۔
"تو پھر تم انکار کر رہے ہو"۔۔۔ رالف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"انکا۔۔۔ اسے نہیں رالف۔ کم از کم آج کل میں انکار نہیں کر سکتا۔
لیکن دس ہزار پونڈ بہت تھوڑے ہے ہیں۔ تم خود سوچو یہ تو ایسے ہے جسے دس
پوتیں شراب پینے والے کو کہا جاتے کہ تمہیں ایس گھونٹ ملے گا"۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بیکی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہاری مرضی۔ جب تمہارے معیار کا کام ملے گا تو میں تمہیں کال کر لون گا۔ اب تم جاسکتے ہو" — رالف کا ہجھ اُسی طرح سرد تھا۔ بیکی پر لمحے خاموش بیٹھا رالف کو دیکھتا رہا۔

"کیا یہ ہے رات۔ آج تم کچھ ضرورت سے زیادہ ہی اکھڑے

اکھڑے کر رہے ہو" — بیکی کا ہجھ کافی تلحیح تھا۔

"ماس فضول یا توں کا وقت نہیں ہے۔ تو تابیکی۔ اس بات کو

"بیدار رکھا کرو" — رالف کا ہجھ ہلے سے زیادہ سر ہو گیا۔

"یا تم اس رقم کو ڈیل نہیں کر سکتے۔ جو یہ بھی ہیت کرم ہے یہیں پھر بھی چلو

تمہاری خاطر میں اسے قبول کر لون گا۔ — بیکی نے کہا۔

"سواری بیکی۔ یہ اتنی رقم کا بھی کام نہیں ہے۔ یہ تو میں نے صرف تمہاری خاطراتی آفر کر دی ہے۔ دیکھو بیکی یہ اتنا آسان کام ہے کہ کوئی تھرڈ کلاس غنڈہ بھی یہ کام آسانی سے کر سکتا ہے" — رالف نے کہا۔

"اچھا بھیک ہے۔ بھی بھی۔ بولوں لوگ ہیں اور انہیں کس طرح دہشت نہ کرنے ہے" — بیکی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کوکٹ سے دیکھی ہے" — رالف نے پوچھا۔

"کوکٹ سے — مل کر یوں نہیں" — بیکی نے چونکتے ہوئے

جواب دیا۔

"تو پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ چند روز بعد پاکیشیا کی قومی کوکٹ ٹیم گریٹ لینڈ کے درے پر آ رہی ہے۔ وہ یہاں تین دن ڈسے اور دو ٹیکٹ میچز کھیلے گی" — رالف نے کہا۔

بیکی کیا ہو گیتے ہے رالف۔ تم کوکٹ کا کیا بکھر ٹھارے لے بیٹھھے ہو۔

بیکی نے ایسے لمحے میں کہا جیسے اُسے رالف کی دماغی صحت پر شک گزد رہا ہو۔

"یہ کام اسی سلسلے میں ہے" — رالف نے ہونٹ بھپختے ہوئے کہا۔

"اس سلسلے میں وہ کیسے" — رالف نے حیرت سے بھنوں

اچھاتے ہوئے کہا۔

"المیان سے سنو۔ داخلت ملت کرو" — رالف نے کہتے ہوئے میں کہا۔

اور بیکی کا چہرہ اکٹھے کر لئے تو سرخ ہوا لیکن پھر وہ نارمل ہو گیا۔

"تو کام یہ ہے کہ جب پاکیشیا کی قومی کوکٹ ٹیم یہاں پہنچے تو تم نے انہیں اس طرح دہشت زدہ کرنا ہے کہ ان کے اعصاب جواب دے جائیں۔ — یہیں کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی جس سے وہ مر جائیں یا ان کی جان کو خطرہ لا جائے۔ ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ وہ میدان میں خوف اور اعصاب شکستی کے باعث اپنا صحیح کھیل پیش نہ کر سکیں" — رالف نے کہا۔

"یہ تو واقعی بالکل عجیب و غریب کام ہے۔ یہیں جس ہوٹل میں وہ رہیں گے

دلماں تو سخت پر ہو گا۔ اس کے علاوہ ٹیلی فون بھی انہیں براہ راست نہ ہو سکے گا۔ پھر یہ سب کچھ کیسے ہو گا" — بیکی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اور پھر نوردار تھیپٹر مار کر باہر نکل جاؤ۔ اور ساتھ یہ دھمکی بھی دے دینا کہ اگر انہوں نے اس کا کسی سے ذکر کیا تو انہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔ ہر کھلاڑی کو علیحدہ علیحدہ کریٹ کر دے۔ بس مندرجہ درود سترے انتظامی عہدیدہ اردوں کو کچھ نہ کہو۔ انہیں پتہ ہی نہ چلے انسان اتو کام ہے۔” رالف نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

یہیں یہ تو کافی لمبا کام ہے مان کا یہ دورہ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ ایک ماہ کا ہے۔ ایک ماہ تک مختلف شہروں کے ہوشیروں میں یہ ساری کارروائی کرنا اور پھر تیرہ چودہ کھلاڑیوں کے ساتھ ساتھ علیحدہ یہ کارروائی ہے۔ دہشت زدہ کردھبلی یہ کیا کام ہوا۔ تم کہو تو میں وہ پورا ہو ٹھیک ہے۔ اثادوں کہوتاں سب کو گولیوں سے بھون ڈالوں۔ انہیں سڑکوں پر کچل دوں۔ یہیں دہشت زدہ کردھبلی بات میری سمجھیں نہیں آ رہی۔ اور پھر اصول اس وقت شروع ہوتا ہے جب میں نے تم سے رقم لے سکتا۔” بلیکی نے منہ بنلتے ہوئے جواب دیا۔

”تو تم کتنی رقم ڈیمانڈ کرتے ہوئے۔“ رالف نے ہونٹ کھٹتھے ہوئے پوچھا۔ ”کم از کم ایک لاکھ پونڈ۔“ بلیکی نے سر ملاٹتے ہوئے جواب دیا۔ ”نہیں۔“ یہ بہت بڑی رقم ہے۔ اتنی پارٹی ادا نہیں کر سکتی۔“ رالف نے کہا۔

”تو ٹھیک ہے۔ کسی ادا آدمی سے سودا کرو۔ اور مجھے اجازت۔“ بلیکی نے منہ بنلتے ہوئے کہا۔ اور کسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”سنوبیکی۔“ ایک اصول کا خیال رکھنا کہ یہ بات تمہارے منہ سے نہ لگے۔ تم یہ ساری بات بھول جاؤ گے۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ آر گنائزش اس معلمے میں کتنی سخت ہے۔“ رالف نے تیز لمحے میں کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”بہر حال کام یہ ہے۔ اب بولو کیا فیصلہ ہے۔ آدمی رقم نکالوں“

مالف نے کہا۔ ”سودی مالف۔ یہ داقعی میرے بس کا کام نہیں ہے۔ تم یہ کام کسی اور کو دے دو۔“ بلیکی نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔ ”نہیں۔“ اب یہ کام تمہیں کرنا یہ طے چھا۔ تم نے اسے قبول کیا تو میں نے تمہیں تفصیل بتا دی ہے۔ اداضوں کے مطابق اب تم یہی نہیں ہٹ سکتے۔“ رالف کا لمحہ یہی لمحت سخت ہو گیا۔

”اصول کا تو مجھے بھی علم ہے۔“ رالف۔ یہی اول تو یہ کام ہی نہیں ہے۔ دہشت زدہ کردھبلی یہ کیا کام ہوا۔ تم کہو تو میں وہ پورا ہو ٹھیک ہی بھی سے اثادوں۔ کہوتاں سب کو گولیوں سے بھون ڈالوں۔ انہیں سڑکوں پر کچل دوں۔ یہیں دہشت زدہ کردھبلی بات میری سمجھیں نہیں آ رہی۔ اور پھر اصول اس وقت شروع ہوتا ہے جب میں نے تم سے رقم لے لی ہو۔“ بلیکی نے سر ملاٹتے ہوئے کہا۔

”سنوبیکی۔“ تم خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں۔ تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں۔“ مالف نے اس بارقدرے نیم لمحے میں کہا۔

”آدمیوں کی کیا کمی ہے۔ جتنے کہوں جائیں گے۔“ بلیکی نے جواب دیا۔

”تم اپنے آدمیوں کو اسی ہو ٹھل کے دیڑوں کے روپ میں رکھوادو۔ ٹیکلی فون آر پیر ٹھیک اپنا آدمی رکھوادو۔ اس کے بعد تم نے کیا کرنا ہو گا صرف اتنا کہ ان سے کہوں میں دھمکی آمیز خط پہنچا دیئے۔ ٹیکلی فون پر خوف ناک آواز میں دھمکی دے دی۔“ رات کو سوتے وقت انہیں بھنجوڑ کر جگا دو۔

"اس کی تم پر واہ نہ کرو بلیکی اتنا کم طرف نہیں ہے" — بلیکی نے کہا۔
ادتیزی سے مطرکہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دروازہ کھول کر وہ سیکرٹری کی طرف دیکھے بغیر تیزی سے بیرونی
دروازے کی طرف بڑھا گیا۔ اس کے چہرے پر شدید غصے اور
جفوجلاہٹ کے آثار تھے۔

چند لمحوں بعد وہ اس شاپنگ پلزا کی پارکنگ میں پہنچا اس نے
کار کا دروازہ کھولا اور پھر کار کو ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔

"ہونہہ" — اب بلیکی کو رالف نے عام ساغنڈہ سمجھ لیا ہے،
کار پر لے آتے ہوئے بلیکی بڑھا ایسا۔

"کس میں یہ جہات ہے کہ وہ بلیکی کو عام ساغنڈہ سمجھے" — اچانک بلیکی
کو عقیبی سیٹ سے ایک شوخ آواز سنائی دی اور بلیکی نے بڑی طرح
چونک کرتی چھپے دیکھا۔

"ارے دیکھو ایک یہ نٹ بچاؤ" — اُسی شوخ آوانے پر ہوئے
کہا۔ اور بلیکی نے بڑی مشکل سے لہراتی ہوئی کار کو کنٹرول میں کیا درہ نہ وہ
ایک ہموئی لوڈ رٹرک سے لاذماً گلکرا جاتی۔

کار کو کنٹرول میں کرتے ہی بلیکی نے کار کو ایک سائیڈ پر روک دیا۔ اتنی
دیمیں ایک سمارٹ سانو جوان اچھل کر عقیبی سیٹ سے سائیڈ سیٹ پر آگیا۔

"تم براوَن۔ اور میری کار میں کہا رہیں آ سکتا۔ لیکن تم نے یہ کار
رک کر کیوں دیتے۔ ابھی وہ ڈین میں کرنے والے آ جائیں گے" — براوَن
نے بتتے ہوئے کہا۔

"ہشت" — بلیکی کے سامنے ان لوگوں کی بات نہ کیا کرد۔ تم مجھے
یہ بتاؤ کہ تم میری کار میں کیسے ہوئے۔ مجھے تو احساس تک نہیں ہوا اور پھر کا۔
تو بدستور لاک ہتھی" — بلیکی نے ہبھے میں ابھی تک ہیرت ہتھی۔

"یار بلیکی۔ تم مجھے جانتے ہوئے ہو۔ اور پھر بھی ایسی باتیں کر رہے ہے ہو۔ براوَن کے
لئے کیا یہ سب کچھ مشکل ہے۔ بہر حال چلو کسی بار میں بیٹھتے ہیں تاکہ میں معلوم کر
سکوں کہ کس نے میرے یار بلیکی کو لکھر ڈالاں غنڈہ سمجھنے کی جہات کی ہے"
براوَن نے بتتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔ تو تم نے میری بڑا بہت سن لیا تھی" — بلیکی نے سہ
ہلتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ مٹر کہ انجمن سٹارٹ ہی کرنے لگا تھا کہ اچانک در
سے پولیس سائمن کی آواز سنائی دی۔

"لودہ آگئے فرشتے" — براوَن نے بتتے ہوئے کہا۔ اُسی لمبے ٹریفک
پولیس کا رانہ تھا تیزی سے سائمن بجا تی ہوئی ان کے سامنے آ کر مکی اور دد
ٹریفک سارہ بہنٹ اتر کر ان کی طرف بڑھے۔

"تم نے غلط جگہ پر کارکیوں روکی ہے" — ایک سارہ بہنٹ نے جیب
سے کافی نکلتے ہوئے تنخ ہبھے میں کہا۔

"اپنی کافی جیب میں ڈالو۔ اور دفع ہو جاؤ۔ وہ نہ اس کا سمیت زمین میں
دفن کر دوں گا" — بلیکی نے بڑی طرح غارت ہوئے کہا۔

"ارے اودہ بلیکی تم — اودہ سوہنی — ٹھیک ہے" —
دونوں سارہ بہنٹ نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ مٹر کہ اتنی
تیزی سے پولیس کا رکی طرف دوڑتے جیسے کوئی طوفان ان کا پیچھا کر رہا ہو۔
اور چند لمحوں بعد ان کی کار انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھ گئی۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"واہ لطف آیا رب کا۔" — براون نے ہنسنے ہوئے کہا اور بلکی بھی فاتحانہ انداز میں منس پڑا۔ دوسرے لمجھے اس نے کار سٹارٹ کی اور اُسے سڑک پر خاصی تیز رفتاری سے دوڑانے لگا۔

لکھوڑی دیر بعد بلکی نے ایک بار کے سامنے اپنی کار روکی اور دو دنوں آتے کہ باریں داخل ہو گئے۔ بار کی تقریباً آدھی سے زیادہ کہ سیاں خالی تھیں۔

بیسے ہی بلکی اور براون باریں داخل ہوئے کاونٹر کے پیچے کھڑا ہوا گنجانسا کاؤنٹر میں بڑی طرح چونکا اور دوسرے لمجھے دہ کاؤنٹر کے پیچے سے نکل کر تیزی سے ان کی طرف پہکا۔

"اوہ آپ۔ تشریف لیتے۔ ادھروں۔ آئی۔ پی کی بن میں" کھنچے کاؤنٹر میں نے انتہائی مودبانہ لمحے میں کہا۔

اور بلکی سرہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس نے آنکھا اٹھا کر بھی کاؤنٹر میں کی طرف نہ دیکھا۔

چند لمحوں بعد وہ دنوں ایک کشادہ لیکن خاصے قیمتی فرنچیز سے آ راستہ کی بن میز کے آمنے سامنے ڈھنے ہوئے تھے۔ ایک دیر پڑنے شراب کی دبوتلیں لا کر میز پر رکھ دیں۔ ان کے ساتھ گلاس نہ تھے۔ اوہ ان دنوں نے ایک ایک بوتل اٹھا لی شاید دیڑ بھی جانتا تھا کہ ان لوگوں کے لئے گلاس کے تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔

"ماں۔ اب بتاؤ یا۔ یہ تم کسی پر غصہ کھا رہے ہے تھے۔ اور کیا وہ اب تک زندہ بھی ہے۔" — براون نے بوتل سے ایک بڑا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"اگر وہ رالف نہ ہوتا تو شاید نہ کہی نہ ہوتا" — بلکی نے ہونٹ بیچھے ہوئے جواب دیا۔

"رالف۔ وہ آرگنائزیشن کا بارانچے فرنچر تم اس کی بات کر بیسے ہو نا" براون نے چوتھے ہوئے کہا۔

"ماں اُسی کی بات کر رہا ہوں۔ اس نے مجھے کال کیا تھا کہ ایک کام ہے۔ اور آفردی ہے صرف دس ہزار پونڈ کی" — بلکی نے ہونٹ بیچھے ہوئے کہا۔

"دس ہزار پونڈ۔ اوہ کیا کچھ لوگوں کو دہشت نہ کرنے کی بات قی نہیں" — براون نے کہا۔

اوہ براون کی بات سن کر بلکی اس بڑی طرح چونکا کہ بوتل اس کے ہاتھ سے گرتے گرتے بچی۔

"کیا مطلب۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا" — بلکی کے ہاتھ میں واقعی بے پناہ حریت لختی۔

"یا ر تم ہمیشہ بھول جلتے ہو۔ کہ اگر تمہارا نام بلکی ہے تو میرا نام براون ہے" — براون نے ہنسنے ہوئے جواب دیا۔

"وہ تو میں تمہیں جانتا ہوں کہ تم اس شہر کے چھپے شیطان ہو۔ لیکن اس بار واقعی تم نے حریت انگریز بات کی ہے۔ رالف تو بھئے کہہ رہا تھا کہ کسی کو بتانا نہیں۔ اور تم نے جس طرح بات کی ہے اس سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ سارے نہیں تو کم از کم آدھے شہر کو اس بات کا لازماً علم ہے۔" بلکی نے نہر لیے ہیجے میں کہا۔

"نہیں۔ ایسی بات نہیں۔ سنو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اصل حکر کیا ہے۔" بلکی نے ہونٹ بیچھے ہوئے کہا۔

یہ میشن ٹی کار پوریٹ والوں کا ہے ۔ ۔ ۔ بِمَادَنَ لَئے كہا۔
”ٹی ٹی کار پوریٹ۔ وہ سرطین لگانے والا ادارہ“ ۔ ۔ ۔ بیکی نے
بھنوں اپنکاتے ہوئے کہا۔

”ہاں بالکل وہی ۔ ۔ ۔ اس نے میشن آر گناز ڈیشن کے ذمے لگایا۔
یکوئکہ تم جانتے ہو کہ اس شہر میں آر گناز ڈیشن کو درمیان میں ڈالے بغیر
کوئی بڑا کام نہیں ہو سکتا۔ آر گناز ڈیشن نے اس سے دلاکہ پونڈ کام کرنے کے ذمے
کی ۔ ۔ ۔ اور اصول کے مطابق ایک لاکھ پونڈ کام کرنے کے ذمے کو ملنائی ہے۔
یکن کام کی نوعیت دیکھ کر رالف کی نیت خراب ہو گئی۔ اس کی نظرؤں میں یہ
کام انتہائی معمولی نوعیت کا تھا۔ اس لئے وہ کسی ایسے آدمی کے ذمے یہ
کام لگانا چاہتا تھا جو بہت تھوڑی رقم لے ۔ ۔ ۔ اس طرح کام بھی سوچا۔
اور رالف کو اپنی خاصی رقم بچ جاتی۔ یکن اب ایک اور مسئلہ کھڑا ہو گیا۔
آر گناز ڈیشن نے اس کام کے لئے تمہاری سفارش خاص طور پر کی تھی۔
اس لئے اگر رالف تمہیں کام نہ دیتا تو آر گناز ڈیشن کے حکم کی خلاف ورزی
ہوتی۔ ۔ ۔ ۔ چنانچہ اس نے نی ٹیکم کھیلی اور تمہیں بلکہ اتنی تھوڑی رقم آفر کی
کہ تم بدک چکے ظاہر ہے اس کے بعد رالف نے آر گناز ڈیشن سے
کہا ہو گا کہ بیکی نے کام سے انکار کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ ساری بات اس
پڑھا دیں گے اور رالف دس ہزار پونڈ میں کوئی بھی آدمی بھک کر لے گا۔“
بِمَادَنَ نے تفصیل بتائے ہوئے کہا۔

”اوہ ۔ ۔ ۔ اس لئے رالف بار بار اس بات پر اصرار کر رہا تھا کہ میں کام
سے انکار کر رہا ہوں۔ اس کا مطلب بھی ہی تھا کہ میں واقعی انکار کر دوں۔ یکن
تمہیں یہ ساری تفصیل کیسے معلوم ہوتی“ ۔ ۔ ۔ بیکی نے ہونٹ چباتے

ہوئے کہا۔
”رالف کی سیکرٹری کو تو جانتے ہو“ ۔ ۔ ۔ بِمَادَنَ نے مسکلتے ہوئے
کہا۔

”اوہ ۔ ۔ ۔ وہ مار گیٹ۔ ہمارا ایچی طرح جانتا ہوں۔ وہ گھاس
ہی نہیں ڈالتی“ ۔ ۔ ۔ بیکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
”وہ اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتی ہے۔ یکن تمہارے بارپر مرتبی ہے۔ کل
ماں وہ میرے ساتھ تھی۔ اور اس نے یہ ساری تفصیل مجھے بتائی۔ چنانچہ
آج میں اس مقصد کے لئے ہمارا گیا تھا تاکہ دیکھوں کہ تم کام سے انکار کرتے
ہو یا نہیں۔ اور سچی بات یہ کہ مجھے رالف سے پہاذا ایک بد لہ چکانا ہے۔
اس لئے میں نے سوچا کہ اگر واقعی مار گیٹ کی بات سمجھی ہے اور رالف نے
تمہیں آر گناز ڈیشن کے اصول سے ہٹ کر رقم آفر کی تو میں آر گناز ڈیشن
کو اس کی شکایت کر دوں گا۔ اور تمہاری گواہی پر آر گناز ڈیشن کا چیف آنکھیں
بند کر کے اعتبار کر لے گا۔ اس کا مطلب کیا ہو گا رالف کی اس دنیل سے ہی
چھٹی۔“ ۔ ۔ ۔ بِمَادَنَ نے ہستے ہوئے کہا۔

”اوہ تو یہ چکر چل رہا ہے یہ بھی کہ ہے رالف نے بے ایمانی کی ہے تو
اُس سے اس کا نتیجہ ضرور ملنے چاہیے۔ ویسے بھی وہ مجھے پسند نہیں ہے۔ تم
آر گناز ڈیشن کو شکایت کر دیں ضرر گواہی دوں گا“ ۔ ۔ ۔ بیکی نے سر
ہلاتے ہوئے کہا۔

”وہ تو ظاہر ہے ہم جائے گا۔ یکن یا بلیکی اگر ایک لاکھ پونڈ میں تو کام بڑا
تو نہیں ہے“ ۔ ۔ ۔ بِمَادَنَ نے کہا۔
”تمہیں تفصیل سے علم ہے کہ کام کیا ہے“ ۔ ۔ ۔ بیکی نے ہونٹ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بھیختہ ہے پوچھا۔

”بس اتنا معلوم ہے کہ چند لوگوں کو دہشت زدہ کرنا ہے تو یہ کون سا مشکل کام ہے۔ ان کے پیروں میں دھماکے والے بھم باندھ دیں گے ان پاس انداز میں گولیاں چلا کیں گے کہ وہ زخمی نہ ہوں صرف دہشت زدہ ہو جائیں۔ اور کچھ نہیں تو انہیں بھوت بن کر ڈرایں گے“۔ بہادر نے شوخ بھجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور بلیکی اس کے انداز پر منس پڑا۔ وہ دونوں بڑے گھرے دستے تھے اس لئے ان دونوں کے دیوان خاصی بے تکلفی تھی۔

”ان میں سے ایک کام بھی نہیں ہو سکتا۔ ہم بہار راست ان تک پہنچ ہی نہیں سکتے۔ اور پھر انہوں نے کم از کم ایک ماہ تک گریٹ لینڈ میں رہنا ہے۔ اور ایک ماہ تک کسی کو مسلسل دہشت زدہ کرنا فاصح مشکل کام ہے۔ اس سے تو آسان کام یہ تھا کہ انہیں ہلاک کر دیا جاتا“۔ بلیکی نے ہنسنے ہوئے جواب دیا۔

”ارے ماں واقعی کام تو مشکل ہے۔ یکن یا بلیکی ناممکن نہیں۔ چلو تم ایسا کم و کام کپڑلو۔ ۶ دھی رقم مجھے دینا میں کام کر دوں گا۔ ۶ دھی تمہاری مفت میں۔ کیا خیال ہے“۔ بہادر نے سر ملاستے ہوئے کہا۔

”تم کر لو گے یہ کام“۔ بلیکی نے کہا۔

”ارے تو تم نے بہادر کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ میرا دھندرہ صرف معلومات کی خرید و فروخت ہی نہیں ہے۔ میں نے پورا گرد پ بنایا ہوا ہے۔ اور اس قسم کے دھندرے کے تو میرے لئے بڑے آسان ہیں“۔ بہادر نے کہا۔

”سچھ لو۔ جب تم ان آدمیوں کے متعلق سنو گے تو شاید بدک جاؤ“۔

بلیکی نے کہا۔

”ارے ماں۔ تم نے بتایا تو نہیں کہ واقعی یہ لوگ ہیں کون جنہیں دہشت زدہ کرنا ہے“۔ بہادر نے چونکہ کہا۔

”پاکیشیا کی قومی کرکٹ ٹیم کے ارکان“۔ بلیکی نے کہا۔

”پاکیشیا کی قومی کرکٹ ٹیم کے ارکان۔ کیا مطلب۔ اور اب سمجھا کہ یہ چکر کیا ہے۔ ارے بھر تو یہ بالکل ہی آسان کام ہے۔ انتہائی آسان“۔ بہادر نے چونکتے ہوئے کہا۔

”یسے کچھ بمحض بھی پتہ چلے“۔ بلیکی نے کہا۔

”اب میں سارا کھیل سمجھو گیا۔ پاکیشیا کی قومی کرکٹ ٹیم ایک ماہ کے دورے پر آرہی ہے۔ اور ہمارے شہر میں اس نے ایک ٹیسٹ کھیلنے ہے۔ اور ان کو دہشت زدہ کرنے کا مطلب یہ کہ ٹیکٹ کا پوری طیہ نہیں چاہتی کہ پاکیشیا ٹیم جیت جائے“۔ بہادر نے کہا۔

”یکن جہاں تک میرا آئیہ ہے۔ پاکیشیا ٹیم کے جیتنے کے لیے بھی امکانات کم ہیں۔ گریٹ لینڈ کی ٹیم تو بہت اچھی جا رہی ہے۔ اتنی کرکٹ تو بمحض بھی آتی ہے“۔ بلیکی نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے۔ یکن اب دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو ٹیکٹ کا پوری طیہ کے پاس لگنے والی شرطیوں میں پاکیشیا کی ٹیم کا بھاو گریٹ لینڈ سے اونچا جا رہا ہے۔ اس لئے ٹیکٹ نہیں چاہتے کہ پاکیشیا جیت جائے اور انہیں لمبا خسارہ ہو۔ یا پھر دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے۔ کہ ٹیکٹ والوں نے یہاں کے کنڑوں بورڈ سے کوئی لمبا سودا کر لیا ہے۔ کہ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

لازماً گریٹ لینڈ کو جتو انہی میں تاکہ ٹیم کی عزت بن جائے۔ اس طرح ٹیٹی نے
دلے خارہ پورا کر کے بھی فائدے میں رہیں گے۔ ٹھہر ویں ابھی معلوم کر
لیتا ہوں کہ اصل بات کیا ہے۔ — براون نے کہا اند دسرے لمحے

اس نے زور سے میز پر کے بر سلنے شروع کر دیتے۔

”یس سد“ — دیرنے فوراً ہی اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”فون یہاں لے آؤ جلدی“ — براون نے سختے ہوئے کہا۔ اور
دیر بھلی کی سی تیزی سے مڑ کر باہر چلا گیا۔

”اوپنے بھاؤ دالی بات تو غلط ہے۔ پاکیشیاں ٹیم گریٹ لینڈ کے
 مقابلے میں اوپنے بھاؤ کیسے لے سکتی ہے۔“ — بلیکی نے کہا۔

”ابھی معلوم ہو جاتا ہے“ — براون نے کہا۔

”میں لمحے دیر دوبارہ اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں فون سیٹ تھا۔
اس نے ٹپے سے موبدانہ انداز میں فون براون کے سامنے میز پر رکھا اور پھر
اس کا پیگ ایک سایید پر لگا دیا۔“

”جاؤ۔ — ددبو تکیں اور تے آؤ“ — بلیکی نے غارتے ہوئے کہا۔
اور دیر سر ہلاتا ہوا اپس مڑ گیا۔

براون نے سیوداٹھایا اور تیزی سے نمبر پیس کرنے لگا۔
”یس۔ — ٹیٹی کا پوریٹ“ — والبٹھ قائم ہوتے ہی دوسرا طرف

سے ایک بھاری آداز سنائی دی

”کون۔ — مانس بول رہے ہو۔ میں براون ہوں“ — براون نے
آواز پہچانتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ — براون یاد کیسے ہو۔ کافی دنوں سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔“

دوسری طرف سے بولنے والے نے بڑے سے بڑے تکلف انہیں کہا۔

”بس یا۔ ایک بھے دھنے سے میں یہیں گیا تھا اب فارغ ہوا ہوں۔“

تو میں نے سوچا کہ تمہیں فون کر کے پتہ کروں کہ آج کل کون سابق نس زور دوں
پہنچے۔ چلو کچھ لقدمی بنالیا جائے۔“ — براون نے سختے ہوئے کہا۔

”آج کل تو کوئٹہ لوگوں کے داغوں پر سوار ہے۔ تمہیں تو معلوم ہی ہو۔“

کہ کہ پاکیشیاں کر کٹ ٹیم گریٹ لینڈ کے دوسرے پر آتی ہیں۔ میں

اُسی پر شرطیں لگ رہی ہیں۔“ — مانس نے جواب دیا۔

”اچھا ہاں اب مجھے یاد آیا پھر تو گریٹ لینڈ کا بھاؤ زیادہ چل رہا ہو گا۔“

کتنا ہے۔“ — براون نے کہا۔

”کہاں چل رہا ہے۔ یہی توجیہت کی بات ہے کہ ہم تو سمجھ رہتے تھے
کہ گریٹ لینڈ کا بھاؤ پاکیشیاں کی نسبت اوپنچا جائے گا۔ لیکن یہ شرطیں
لگنے والے بھی عجیب ہیں۔“ — تمہیں شاید یقین نہ آتے پاکیشیاں ٹیم کا
بھاؤ گریٹ لینڈ کی نسبت بہت اوپنچا چارہ رہا ہے۔ اس وقت چارا و پھوبیں
کا بھاؤ ہے۔ چارا گریٹ لینڈ اور پھوبیں پاکیشیا۔“ — مانس نے

جواب دیا۔

”چارا اور پھوبیں۔ — اتنا فرق۔ حیرت ہے۔ پھر تو پاکیشیا ٹیم ہاٹ فیورٹ
جا رہی ہے۔ پھر لگا دوں پاکیشیا پر۔“ — براون نے کہا۔

”بے شک لگا دو۔ لیکن۔ اچھا چلو تم یار ہو۔ اب تمہیں کیا نقصان دینا۔
ایسا ہے کہ اگر کچھ کمانا ہے تو گریٹ لینڈ پر لگاو۔“ — مانس نے کہا۔

”کمال ہے۔ اب تم مجھے چکر دے رہے ہو۔ گریٹ لینڈ پر لگا کر میں
نے اپنی رقم ڈبو نی ہے۔ یہ شرطیں لگانے والے پرانے کیڑے ہوتے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہیں۔ سوچ سمجھ کر لگاتے ہیں اس لئے میں تو پاکیشیا پر لگاؤں گا۔ ایک تو جیت یقینی اور پھر رقم بھی زیادہ” — بہادر نے کہا۔

”امے نہیں۔ تم چیف بس کو جانتے ہو۔ وہ آگہ اس طرح خاتم کرنا شروع کر دے تو پھر گلیوں میں بھیک مانگتا نظر آتے یقین کر دے۔ اس نے کام شروع کر دیا ہے اور دیکھ لینا بھی کمیٹ لینڈر رقم بھی مقصودی دینی ہو گی اور حب الوطنی کے تقاضے ہی پورے ہو جائیں گے“ رانی نے بتتے ہوئے جواب دیا۔ ”کمال ہے۔ تمہارے چیف بس کے کہنے سے تو ہماری جیت نہیں ہوتی۔ کھینا تو کھلاڑیوں نے ہے“ — بہادر نے کہنؤں اچکلتے ہوئے کہ۔

”لماں — کھلاڑیوں نے ہی کھینا ہے۔ لیکن اگر پاکیشیک کے کھلاڑی اپنا صحیح کھیل دکھانے کے قابل ہوئے تو“ — رانی نے بتتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب — میں سمجھا نہیں“ — بہادر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ”مطلوب بڑا گھر ہے یا تم چھوڑ داس بات کو“ — رانی نے کہا۔

”نہیں یا۔ اب تو مجھے چین نہیں آئے گا۔ بتا د تو سہی تاکہ مجھے بھی تو پتہ چلے۔ میں کوئی غیر تو نہیں ہوں تمہاری ہی لائی آدمی ہوں۔ اب مجھ سے کیا پرداز“ — بہادر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”لماں ہو تو ہماری ہی لائی کے۔ اچھا مختصر بتا دیتا ہوں چیف بس

نے اس سلسلے میں دو اقسام کئے ہیں ایک کئے لئے تو بہادر کے گرد پ کو انگیج کیا ہے۔ بہادر کے گرد پ کے آدمی پاکیشیا پیچ بھی نگئے ہیں۔ ان کے ذمے پاکیشیا کے انتہائی خطرناک باولر اور ایک عظیم بیٹھیمیں کو ٹیک سے باہر رکھتا ہے۔ اس دوسرا مشن یہ ہے کہ جو ٹیک یہاں پہنچے۔ اُسے اعصابی طور پر مفلوج کر دینا۔ یہ کام اس نے آر گنائزیشن کے ذمہ لگایا ہے۔ اب تم خود سوچو جس باؤلر سے گریٹ لینڈر ٹیک کو سب سے نیادہ خطر ہے۔ وہ بھی نہ ہوا اور جو بیٹھیمیں پاکیشیا ٹیک کی بیٹھنگ لائیں میں ریڑھ کی ہڈی کی بیٹھیت رکھتا ہے وہ بھی موجود نہ ہو تو ٹیک کی تقریباً آدھی طاقت تو لازماً ختم ہو جائے گی۔ اور باقی کھلاڑیوں کے اعصاب کو یہاں مفلوج کر دیا جائے گا۔ حساب برابر“ — رانی نے تفصیل بتلتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو یہ بات ہے۔ پھر تو بھی تم دست کہہ رہے ہو۔ لیکن ہے۔ میں تمہارے دفتر آؤں گا“ — بہادر نے سر ملاٹتے ہوئے کہا۔ ”او۔ کے ضرور آؤ“ — رانی نے جواب دیا۔ اور بہادر نے گٹ بانی کہتے ہوئے رسید رکھ دیا۔

”اب بات واضح ہو گئی“ — بہادر نے خاموش بیٹھے بلکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سب کچھ ہی واضح ہو گیا۔ واقعی بڑی لمبی گیم کھیلی جا رہی ہے۔ لیکن بہادر میں ایک اور بات سوچ رہا ہوں۔ اگر بھاؤ گریٹ لینڈر کا ادنیجا ہوتا تو بھی کیا پھر یہ ٹیک کا روپیٹ دالے یہی اقدام گریٹ لینڈر کے خلاف کرتے“ بلکی نے کہا۔

”تو اور کیا۔ انہیں رقم چاہیتے۔ ان کی بلائے کوئی ہاں سے کوئی جیتے بہر حال

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اب تم تیار ہو جاؤ۔ رقم کمانے کا یہ اچھا موقع ہے۔” براون نے
ہفتے ہوتے کہا۔

”لٹھیکھ ہے۔ میں تیار ہوں۔ اور اب میری سمجھ میں بھی ساری پلانگ آ
گئی ہے۔ اب میں اور تم مل کر ان پاکیشیا والوں کو ایسا مفلوج کر دیں گے
کہ یہ بے چارے اصل کھیل تو ایک طرف نقل کھیل ہی پیش نہ کر سکیں گے۔
لیکن ایک بات ہے۔ ہمیں اس کے لئے انکل ڈیوڈ کو ساتھ ملانا پڑے
گا۔ دہ بھارے کام کا بھی آدمی ہے اور ساتھ ہی وہ کہٹ کا بھی کیڑا
ہے۔ اُس سے ہر کھلاڑی کا چاہے دہ دنیا کے کسی ملک کا بھی ہو پورا پس منظر
معلوم ہوتا ہے۔ دہ اس کے مزاج۔ اس کے کھیل۔ اس کی افتاد طبع سب
پچھے جانتا ہے۔ اس طرح ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم کس کھلاڑی کو س

”اوہ ہاں بلیکی۔ تم نے بالکل صحیح کہا ہے۔ واقعی انکل ڈیوڈ بھارے
لئے ہے حد فائدہ مند ثابت ہو گا۔ یاد بلیکی میں تو آج تک یہی سمجھتا رہا ہوں
کہ پیشہ در قاتلوں کے پاس دماغ نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ لیکن آج مجھے
ایسا خیال بدلتا پڑا ہے۔” براون نے کہا اور بلیکی بھی بے اختیار ہیں پڑا۔
” تو پھر چیز۔ اس رالف کا تختہ پڑلے ہونا چاہیے،“ براون نے
انھی ہوئے کہا۔ اور بلیکی بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

پاکیشیا کر کر ٹیکھم کے مایہ ناز بیٹھیں ارشد نے اپنی سفیدنگ کی
کاربیخی ہی شاینگ پلانگ کی پاکنگ میں روکی۔ ایک نیلے بنگ کی کار اس
کی سائیڈ پر آ کر کی۔ اور اس میں موجود ایک غیر ملکی مرد اور عورت تیزی
سے باہر نکلے۔ اس دو دن ارشد بھی کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر رہا تھا۔
”اوے آپ ارشد ہیں بین الاقوامی شہرت کے بیٹھیں۔ اوہ ماں گاڈ۔
یہ ہماری کتنی خوش قسمتی ہے کہ آپ سے یوں ہماری ملاقات ہو گئی۔“
غیر ملکی مرد نے تیزی سے ارشد کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور ارشد کے لبوں
پر سکراہٹ بھیل گئی۔ یہ اس کے لئے کوئی نئی بات نہ تھی۔ اس کے پرستار
پوری دنیا میں پھیلے ہوئے تھے۔ اور جہاں بھی لوگ اُس سے پہچان لیتے۔
اس کے لئے جان جھپڑانا مشکل ہو جاتا تھا۔ لیکن اس نے کبھی اپنے پرستاروں
سے ناروا سلوک نہ کیا تھا۔ بلکہ تمہیش وہ ان سے انتہائی خوش خلقی سے پیش
آتا تھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"اوہ رچڑا۔ واقعی یہ تو ارشد صاحب ہیں۔ اوہ مجھے کتنی تمنا تھی ان سے ملنے کی"۔—غیر ملکی لٹکی نے بھی سریلی آذان میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں بھی مسرت کے پراغ جل رہے تھے۔ جیسے ارشد سے ملاقات اس کی زندگی کا سب سے مسرت بخش واقعہ ہو۔

"حقینگ یا"۔—مجھے بھی اپنے پستاروں سے مل کر بے حد مسرت ہوتی ہے"۔—ارشد نے کارکاد دوازہ بند کرتے ہوئے انتہائی خوش خلقی سے جواب دیا۔

"میرا نام رچڑا ہے۔ اور یہ میری بیوی لوسیا ہے۔ ہمہ ما تعشق گریٹ لینڈ سے ہے۔ ہم ایک کار دباری سلسلے میں یہاں آئے ہیں"۔ مرد نے آگے بڑھ کر مصالحت کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اپنا اور اپنی ساکھی عورت کا تعارف کرتے ہوئے کہا۔

ارشد نے بھی جواب میں سمجھی فقرے کے لئے اور رچڑا درلوسیا دونوں نے بڑھی گرم جوشی سے مصالحت کی۔

"ارشد صاحب" کیا ایسا تمکن ہے کہ آپ ہمارے ساتھ ایک کپ کافی ہیں۔ یقین کجھی۔ یہ لمحات ہماری زندگی کے یادگار لمحات ہوں گے اور ہم تمہیشہ اس پر فخر کرتے رہیں گے۔—لوسیانے بڑھی امید بھری نظروں سے ارشد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"در اصل بات یہ ہے کہ میں نے صرف یہاں سے چند چیزوں خریدنی ہیں۔ اس کے بعد میں نے ٹریننگ کیمپ جانا ہے۔ آپ کو تو یقیناً علم ہو گا کہ آپ کے نک میں ہماری ٹیم میچز کھیلنے جا رہی ہے"۔—ارشد نے مخذلت بھرے ہجے میں کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"پلیز جناب۔ پنڈ لمحے یہ ہماری خوش قسمتی ہو گی۔ پلیز"۔—رچڑا درلوسیا دونوں نے منت بھرے ہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ جب آپ اتنے ہی مُصر ہیں تو ٹھیک ہے۔ آئیں"۔ رشد نے رضا مند ہوتے ہوئے کہا۔ وہ اپنے پستاروں کا دل توڑنے کا قائل نہ تھا۔

"یہاں نہیں ارشد صاحب۔ پلیز کسی ایسی جگہ جہاں کوئی مداخلت نہ ہو شود نہ ہو۔ ہم آپ کی قربت کے ایک ایک لمحے سے پوری طرح لطف انداز ہونا چاہتے ہیں"۔—لوسیانے کہا۔

"اوہ۔ لیکن پھر تو زیادہ دیر ہو جائے گی"۔—ارشد نے چونکتے ہوئے کہا۔

"چلو اپسے کرتے ہیں ہی۔ ارشد صاحب کو اپنی کوہٹی میں لے چلتے ہیں۔ یہیں قریب گھشن کا لوگی میں ہے۔ اس طرح ہم میربانی کا فخر بھی حاصل کر لیں گے اور ارشد صاحب کو بھی دیر نہ ہو گی۔ یکوں ارشد صاحب"۔—رچڑا نے کہا۔ اور ارشد نے گھشن کا لوگی کا نام سن کر کہنے والہا کہ اپنی رضا مند ہی ظاہر کر دی۔ یکونکہ وہ جانتا تھا کہ گھشن کا لوگی یہاں سے بالکل قریب ہے۔

"آئیے پھر آپ اپنی کار میں بیٹھ جائیے۔ میں اپنی کار میں راستہ دکھا دیں گا"۔ رچڑا نے کہا۔

"میں تو ارشد صاحب کی کار میں بیٹھیوں گی"۔—لوسیانے چکتی ہوئی۔ آنکھوں سے کہا۔

"اوہ۔ تم تو دا قعی ارشد صاحب کے کھیل کی دیوانی ہو۔ ارشد صاحب آپ کو یقیناً اندازہ بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ آپ کے کھیل کی کتنی دیوانی ہے"۔

پھر ڈنے ہنتے ہوئے کہا۔ اور ارشد نے مسکراتے ہوئے سہر ملا دیا۔
چند لمحوں بعد پھر ڈاپنی کار میں بیٹھا ہے تھا اور ارشد اور لوسیا دوسری
کار میں بیٹھے اس کے پیچے چل رہے تھے۔ لوسیا تو داقعی ریشہ خلی ہوئی جاہی
تھی۔ اس کا باقی کرنے کا انداز اور باقی ایسی تھیں کہ جیسے اس کا بس
نہیں چل رہا کہ وہ ارشد کو اٹھا کر اپنی آنکھوں میں بند کرے۔ ارشد مسکرا کر
اس کے سوا لوگ کا جواب دے رہا تھا۔ لیکن لوسیا نے اب تک نہ ہی کوئی
ایسی بات کی تھی۔ اور نہ ہی کوئی ایسی حکمت کی تھی جو خلاف تہذیب سمجھی جاستی
ورنہ شاید ارشد اُس سے چلتی ہوئی کار سے دھکیل کر دا پس چلا جاتا۔ کیونکہ ارشد
کردار کے لحاظ سے انتہائی بلند مقام پر تھا۔ وہ صحیح معنوں میں کھلاڑی تھا۔ اور
ظاہر ہے۔ اچھا کھلاڑی ہی ہو سکتا ہے جس کا کم در انہیں بلند ہو۔ ویسے بھی
وہ شادی شدہ تھا۔ اور اس کا ایک سچے بھی تھا۔ اور یہ شادی بھی اس کی پسند سے
ہوئی تھی۔ اور وہ دونوں میاں ہیوی ایک دوسرے پر جان چھوڑ کر تھے۔ بخوبی
دیہ بعد وہ گلشن کالونی کی ایک چھوٹی سی کوٹھی میں داخل ہو گئے۔ ارشد نے
یہاں چار پارچے ملازوں کو دیکھا۔ لیکن ان ملازوں کو دیکھ کر اس کے ذہن میں ایک
خشن سی ابھر آئی۔ کیونکہ سارے ملازوں نہ صرف غیر ملکی تھے بلکہ ان کے
انداز والوں ملازوں جیسے نہ تھے۔ اور ویسے بھی پھرے پر پہلی ہوئی
سختی انہیں ملازوں کی صفت میں کسی طور پر بھی ایڈ جست نہ کرتی تھی۔

خوب صورت اور بہترین ڈائٹنگ روم میں بیٹھتے ہی ایک آدمی اندر داخل
ہوا۔ اس کے باہم ایک قمرے تھی جس پر کافی تکے برتن سمجھے ہوتے تھے۔
اس نے بڑے موڈ بانہ انداز میں کافی کے بندق دیزپر رکھے اور پھر
کیک طرف ہٹ کر بڑے موڈ بانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ لوسیا نے

جلدی سے کافی کے کپ تیار کئے۔ اور ایک کپ ارشد کے سامنے رکھ کر
ایک اس نے پچھڈے کے سامنے رکھا اور تیسرا کپ اٹھایا۔

" ارشد صاحب۔ اگر آپ اس دورے پر کسی وجہ سے نہ جائیں تو
کیا پھر بھی آپ کی ٹیم کے بیٹھنے کا کوئی سکوپ ہے؟" ۔ پھر ڈنے کافی
کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

" اوه۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ میں نے تو بھر حال دورے پر جانا
ہے۔ نہ جلنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا "۔ ارشد نے گھونٹ لیتے
ہوئے پونک کر کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں یک لخت ہیرت کے تاثرات ابھر
آتے تھے جیسے اُسے پھر ڈنے کے اس سوال کا مطلب ہی سمجھو نہ آیا ہو۔ کیونکہ
بھر حال ایسا سوچنا بھی ناممکن تھا۔

" میرا سوال اپنی جگہ فرض کیجیے سوال پیدا ہو جاتا ہے "۔ پھر ڈنے
مسکراتے ہوئے کہا۔

" ادل تو ایسا ہونا ناممکن ہے۔ لیکن اگر اسے فرض کر لیا جائے تو میں اپنی
تعریف نہیں کرتا۔ معیاری تبصرہ نگاروں کے مطابق ٹیم کا کھیل آدھارہ جانتے
گا "۔ ارشد نے اس طرح جواب دیا جیسے مجبو را ایسا کہہ رہا ہو۔

" دیری گھٹ۔ واقعی سب کا یہی خیال ہے اور اسی لئے ہم یہاں حاضر ہی
ہوئے ہیں کہ آپ بھائے کم اس بارہ پندرہ پینٹنگ کر دیں "۔
پچھڈے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" پینٹنگ کر دوں۔ یعنی کیا مطلب "۔ ارشد بھروسی طرح چونک
پڑا۔ اس کے باہم ایک قمرے تھی جس پر کافی تکے برتن سمجھے ہوتے تھے۔
اس نے بڑے موڈ بانہ انداز میں کافی کے بندق دیزپر رکھے اور پھر
کیک طرف ہٹ کر بڑے موڈ بانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ لوسیا نے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

انکار کر دیں۔ اب کوئی زندہ دستی تو آپ کو انٹا کر لے جانے سے رہا۔
رچڑ کے بھی میں اس بار تکنی تھی۔
”لیکن کیوں۔— اور آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں۔ سورہ میں اب زیادہ
دینہ بیٹھ کوں گا۔“— ارشد نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور ایک جھٹکے
سے انٹا کھڑا ہوا۔ ساتھ والی کرسی پر بیٹھی ہوئی تو سیاہ ٹپے مطمئن انداز
میں بیٹھی کافی کی چکیاں لے رہی تھی جیسے اس کا ان باتوں سے کوئی تعلق ہی نہ
ہو۔— اور ویسے بھی اب اس کے چہرے پر لا تعلقی کے آثار نہیاں تھے۔
وہ تھوڑی دیر پہلے والی لڑکی لگ رہی تھی جو ارشد پر مسلسل ریشہ ختمی ہوئی
جا رہی تھی۔

”تشریف رکھئے مسٹر ارشد۔— یہاں آنے کے بعد آپ ہماری مرضی
کے بغیر باہر نہیں جا سکتے۔ اور ہم آپ کو نقشان نہیں پہنچانا چاہتے۔“
رچڑ نے تلخہ لہجے میں کہا اور ارشد نے دیکھا کہ کافی لے چکنے والے کے
ساتھ ساتھ درد داڑے میں بھی دو آدمی نہوداہ ہوتے۔ اور ان کے ہاتھوں میں
ٹین گینیں بھیں۔
”لگ۔— لگ۔— کیا مطلب۔— یہ آپ کیا کہ رہے ہیں؟“

”نہیں۔— یہ ناممکن ہے۔ کم اذکم میری زندگی میں ایسا ہونا ناممکن ہے۔
بس ایک ہی صورت ہے کہ تم مجھے بلاک کر دد۔ اور کوئی صورت نہیں ہے۔
کھیل میری زندگی ہے۔ اور اگر میں کھیلوں گا نہیں تو دیسے بھی مر جاؤں گا۔“
ارشد نے ٹپے جذباتی لہجے میں کہا۔

”تم جانتے ہیں جس معیار کے آپ کھلاڑی ہیں۔“— داقعی کھیل آپ کی
روح میں پڑھ سچا ہے۔ لیکن تم سادہ میری زندگی کی بات نہیں کہ رہے ہے۔
صرف گریٹ لینڈ کے موجودہ دورے کی بات کر رہے ہیں۔“

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”لیکن کیوں۔— اور آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں۔ سورہ میں اب زیادہ
دینہ بیٹھ کوں گا۔“— ارشد نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور ایک جھٹکے
میں بیٹھی کافی کی چکیاں لے رہی تھی جیسے اس کا ان باتوں سے کوئی تعلق ہی نہ
ہو۔— اور ویسے بھی اب اس کے چہرے پر لا تعلقی کے آثار نہیاں تھے۔
وہ تھوڑی دیر پہلے والی لڑکی لگ رہی تھی جو ارشد پر مسلسل ریشہ ختمی ہوئی
جا رہی تھی۔

”تشریف رکھئے مسٹر ارشد۔— یہاں آنے کے بعد آپ ہماری مرضی
کے بغیر باہر نہیں جا سکتے۔ اور ہم آپ کو نقشان نہیں پہنچانا چاہتے۔“
ارشد نے تلخہ لہجے میں کہا اور ارشد نے دیکھا کہ کافی لے چکنے والے کے
ساتھ ساتھ درد داڑے میں بھی دو آدمی نہوداہ ہوتے۔ اور ان کے ہاتھوں میں
ٹین گینیں بھیں۔

”لگ۔— لگ۔— کیا مطلب۔— یہ آپ کیا کہ رہے ہیں؟“
”اطمینان سے بیٹھ کر میری بات سن لیجئے۔“— اس کے بعد آپ جو بھی فیصلہ
کریں گے وہ ہمیں منظور ہوگا۔“— رچڑ نے طنزیہ انداز میں مسکراتے
ہوئے کہا۔

”ہر سال ہونے کی ضرورت نہیں مسٹر ارشد۔— یقین کیجئے تم آپ کو
کاٹتا ہوا اپس کوئی پڑھیر ہو گیا۔“

بیہودتی ہے کہ آپ کی وجہ سے شرطوں میں پاکیشیاٹیم کا بھاڑ و بہت اونچا جا رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر پاکیشیاٹیم عبیت جاتی ہے تو ہمیں اونچے بھاڑ کی وجہ سے بہت زیادہ رقم کی ادائیگی شرطیں لگانے والوں کو کرنی پڑے گی۔ اور ایسا ہم نہیں چلتے۔ اس لئے یہی فیصلہ ہوا کہ آپ کو اس دورے پر آنے سے ہی روک دیا جائے۔ اور اس کے لئے انکار کی یہ آپ خود کریں۔ تاکہ ہم پر یا گریٹ لینڈ پر کوئی حرف نہ آئے۔ میں نے یہ سارے تفصیل آپ کو اس لئے سمجھا دی ہے۔ تاکہ آپ سمجھ جائیں کہ ہم نے جو فیصلہ کیا ہے اور ہر حالت میں پورا ہونا ہے۔” — رچہڈ نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کا مفاد چاہے جو بھی ہو۔ بہر حال جب تک میں ذندہ ہوں ضرور کیلئے اس کا ہر صورت میں یہی میرا فیصلہ ہے۔“ — ارشد بھی شاید ضد میں آگیا تھا۔ رچہڈ چند لمحے بغور ارشد کو دیکھا رہا پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

”مسٹر ارشد۔ بعض اوقات آدمی واقعی مجبور ہو جاتا ہے۔ میں نے تو کوشش کی تھی کہ آپ کوئی پوشاکی نہ اٹھائیں لیکن آپ اچھے کھلاڑی ہوئے کے ساتھ ساتھ ضد میں بھی کافی اچھے ثابت ہوئے ہیں۔“ — رچہڈ نے ہوش کاٹتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ارشد کوئی جواب دیتا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر کافی لانے والے کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا۔ اور وہ سر ملا تاہوا باہر نکل گیا۔

”مسٹر ارشد۔ اب دیکھئے آپ کیسے مجبور ہوتے ہیں۔ میں نے آپ کی مجبوری منگوائی ہے۔“ — رچہڈ نے تلخ لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ کیسی مجبوری۔“ — ارشد نے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

وہ پڑنے سر دہجے میں کہا۔ ”نہیں۔ ایسا ہونانا ممکن ہے۔ میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ سورہ می دیری سوری۔“ — ارشد نے بڑے مضبوط لہجے میں جواب دیا۔ ”اتنی جلدی فیصلہ نہیں کیجیے۔ اچھی طرح سوچ لیجیے۔ آنحضرت صرف اس لئے تو گریٹ لینڈ سے یہاں نہیں آئے کہ آپ کا جلدی میں کیا ہوا فیصلہ سن لیں۔ یہ بات تو ہمیں دہلی گریٹ لینڈ میں بیٹھے ہوئے بھی معلوم تھا۔ کہ آپ نے یہی جواب دینا ہے۔ — لیکن مسٹر ارشد بعض محبوریاں ایسی ہوتی ہیں جو انسان کو اپنا فیصلہ بد لئے پر مجبور کر دیتی ہیں۔“ — رچہڈ نے کہا۔

”میرے ساتھ ایسی کوئی مجبوری نہیں ہے۔ میں اسے آپ آنحضرت ایسا کیوں چاہتے ہیں۔ میرے سمجھیں یہ بات نہیں آئی کیا گریٹ لینڈ کو کٹ کنٹرول بورڈ نے آپ کو بھیجا ہے۔ کیا وہ لوگ اب صاف سفر کی سہیل کی سجلے نا دل پلے پما اتر آتے ہیں۔“ — ارشد کے لہجے میں غصہ تھا۔

”آپ مجھ سے کہیں بہتر جانتے ہوں لیکن کہ کھلاڑی کی سمجھی فاؤنڈل پلے نہیں کرتا۔ اس لئے کہ کٹ کنٹرول بورڈ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ سارے ہی باتیں تو اس سے مہٹ کر ہیں۔ یہ کار و بارہی دنیا ہے مسٹر ارشد جیسے آپ کھیل کھیلتے ہیں اسی طرح بنزس کی دنیا میں بھی کھیل کھیلے جاتے ہیں اور ہماری بھیت ہوتی رہتی ہے۔“ — رچہڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”لیکن میرے نہ کھیلنے سے تو آپ لوگوں کو بنزس میں لفڑان ہو گا۔ ظاہر ہے ملکیں کم بکیں گی۔“ — ارشد نے پتنے طور پر سوچتے ہوئے کہا۔

”ہمارا لکھنؤں دغیرہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمارا تعلق ایک اور گیم سے ہے۔ جسے آپ لوگ شرط کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں شرطیں لگتی ہیں اور یہ شاید آپ کی

پونک کر پوچھا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔ ایک لمحہ صبر کہیں" — رچڑنے کے بعد پھر اس کے ہاتھ میں ایک کیسٹ ریکارڈ میز پر رکھا۔ اور ساتھ ہی ایک دیڈی یو فلم بھی اٹھائے ہوتے تھا۔ اس نے کیسٹ ریکارڈ میز پر رکھا۔ اور دیڈی یو فلم میں ایک کونے کی طرف پڑھ گیا۔ جہاں ڈالی کے اوپر ہی دھی اور پچھے غائب نہیں۔ اس نے دیڈی یو فلم دھی۔ سی۔ آر میں ڈالی اور ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے دیڈی یو فلم دھی۔ سی۔ آر میں ڈالی اور ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ ارشد حیرت سے یہ سب کا رد دانی ہوتے دیکھ رہا تھا۔ اس نے ہونٹ بخشنے لئے ہاتھ پرست کھٹکے۔

"آپ کا ایک ہی بیٹا ہے۔ علی۔ اور وہ آپ کو اپنی جان سے بھی زیادہ پیار ہے۔ اور ویسے بھی دہ بہت پیارا بچہ ہے" — رچڑنے کے بعد "لکھ لگ کیا مطلب" — تم کیا کہنا چاہتے ہو" میں موجود ایک سینٹیک گن بہدار بجلی کی سی تیزی سے آگے پڑھا اور اس نے شیق گن کی نال ارشد کی گہدن سے لگا دھی۔

"اس کے ہاتھ تیچھے ڈال کر ان میں کلپ تھکر دھی ڈال دو۔ یہ ضرورت سے زیادہ ہی بوشیلا ثابت ہو رہا ہے" — اس بار لو سیانے زیان کھولی۔ اور اس کا فقرہ مکمل ہوتے ہی ہی۔ دھی کے پاس کھڑا ہوا آدمی برق رفتاری سے ڈکت میں آما اور دوسرے لمحے اس نے ارشد کے دونوں پاڑوں کو یک پر کہہ انہیں تیچھے کیا اور بغیر کھٹک کی آذان سے اس کے دونوں ہاتھ پشت پر جکڑے گئے۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی اور مہارت سے

جو اکہ ارشد مارفعت بھی نہ کو سکا۔

"اسے کسی پر بٹھا دو۔ اور اس کی ٹانگیں بھی کسی کے پائے سے جکڑ دو۔ رچڑ نے خواہ مخواہ اتنا وقت با توں میں ضائع کیا ہے" — لو سیانے ایک بار پھر کہا۔ اور اس کے حکم کی تعییں اُسی طرح برق رفتاری سے کی گئی۔ "میں تمہاری طرح سنگ دل نہیں ہوں لو سیا۔ بہر حال ارشد میں الاقومی شہرت کا کھلاڑی ہے" — رچڑ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "ہونہ بھکھلاڑی" — اس بات پر اکٹھ رہا ہے۔ ابھی میں اس کا ایک بازو توڑ دوں تو اس کا سامنا کھیل ختم ہو جائے گا" — لو سیانے منہ بلتے ہوئے کہا۔

"اے نہیں۔ اتنا غصے میں آنے کی ضرورت نہیں۔ یہ سمجھ دار ہے۔ ابھی دیکھو اس کا فیصلہ بدل جائے گا۔ میں تو مسٹر ارشد۔ آپ اپنے بیٹے علی سے بے حد محبت کہتے ہیں" — رچڑ نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے کیسٹ ریکارڈ کا بٹن پیس کر دیا۔ دوسرے لمحے ریکارڈ سے علی کی خوفزدہ آذان لکھی۔

"ابو۔ ابو۔ امی۔ یہ بچھے مار دہتے ہیں" — علی نے خوف سچھتے ہوئے کہا۔

"ادو۔ بندر کر د بندر کر د۔ یہ تم نے کیا کہ دیا ظالمو۔ علی توہبت معصوم بچہ ہے" — ارشد نے حلق کے بیل پھختے ہوئے کہا۔

"بھم نے فی الحال اسے کچھ نہیں کہا۔ لیکن اگر تمہارا ما فیصلہ نہ بدلتا توہبت کچھ ہو سکتا ہے۔ اب دھی۔ سی۔ آر پر ذرا یہ منتظر دیکھ دو" — رچڑ نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اور اُسی لمحے فلم لانے والے نے دی۔ سی۔ آر اور ٹی۔ دی کا بٹن آن کر دیا۔ ٹی۔ دی جس کو نے میں تھا دہ ذرا سایہ پڑھا۔ اس لئے ارشد کو ذرا سا پھرہ گھما کر اسے دیکھنا پڑتا۔

ٹی۔ دی کی سکرین پر ایک لمحے کے لئے جھما کر سے ہوتے۔ دوسرے لمحے اس پر ایک منظر نظر آیا کہ علی کو ایک نقاب پوش زبردستی اٹھا کر کار میں ڈال رہا ہے۔ علی کے پیشہ پر مشدید خوف کے آثار موجود تھے۔ اس کے بعد منتظر بلا تو مخصوص علی ایک ٹال کمرے میں سہا ہوا بیٹھا تھا۔ اور دو نقاب پوش ہاتھوں میں خبیر لئے اس کے سر پر کھڑے تھے۔ علی کی مخصوص آنکھوں اور چہرے پر دہشت کے جو آثار تھے انہیں دیکھ کر ارشد کا دل یک لخت ڈوب گیا۔

"ادہ۔ ادہ۔ تم نے یہ کیا کر دیا۔ تم نے ظلم کیا ہے۔ بے پناہ ظلم۔ ادہ۔" ارشد نے بُھی طرح کر لہتے ہوئے کہا۔

"بس۔ ابھی سے تہمت ہار دیٹھے مسٹر ارشد۔ ابھی تو ہم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ ابھی تو علی بالکل محفوظ ہے۔ اُسے خداش تک نہیں آئی۔ لیکن اگر آپ نے فیصلہ نہ بدلتا تو علی کو آپ کے سامنے ذبح کیا جاسکتا ہے۔"

رچڑ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹی۔ دی کے ساتھ موجود آدمی کو اشارہ کیا۔ اس نے ٹی۔ دی بنہ کیا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"سینے مسٹر ارشد۔" میں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ آپ فیصلہ بدل دیجیے۔ میں نے علی کو یہاں منگوایا ہے۔ اگر آپ نے فیصلہ نہ بدلتا تو اُسے آپ کے سامنے یہیں آپ کی آنکھوں کے سامنے ذبح کر دیا جائے گا پھر آپ کھیلتا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہیئے میچڑ۔ ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہو گی۔" — رچڑ کے لمحے میں بے پناہ سفرا کی تھی۔ اُسی لمحے ارشد کو علی کی چخوں کی آذان سنائی دی۔ اور ارشد بُھی طرح تم پنے لگا۔

"چھوڑ دو اسے چھوڑ دو ظالمو۔ اس نے تمہارا مایا قصور کیا ہے۔" ارشد نے بُھی طرح پھر کتے ہوئے کہا۔

"اس کا قصور اتنا ہے کہ اس کا باپ بین الاقوامی شہرت کا کھلاڑی ہے۔ اور کھیل کو ہر چیز پر ترجیح دیتا ہے۔" — رچڑ نے طنزیہ لمحے میں کہا۔ اُسی لمحے وہ آدمی علی کو باندھ سے پکڑے گھسیٹتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ علی کا مخصوص چھرہ خوف اور دہشت سے بُھی طرح مسخ ہوا تھا۔

"ابو۔ ابو۔ بچاؤ بچاؤ۔" — علی نے جیسے ہی ارشد کو دیکھا بُھی طرح چخ پڑا۔

"تمہارے ابو کو کھیل زیادہ پیارا ہے۔ اسے گریٹ لینڈ کے دورے میں کھیلنا زیادہ پسند ہے مسٹر علی۔ اس لئے صبر کرو۔" — رچڑ نے کہا۔

"چھوڑ دو اسے چھوڑ دو۔" — ارشد نے چیخ کر کہا۔ اس کا جسم پھر کہا تھا۔ لیکن وہ بندھا ہونے کی وجہ سے مجبور رہتا۔

"ٹوٹی۔" مسٹر علی کو فرش پر لٹا کر ارشد کے سامنے ذبح کر دو۔ یہ میرا حکم ہے۔" — رچڑ نے انہتائی تلحظ لمحے میں کہا۔

اور دوسرے لمحے علی کو پکڑ کر لانے والے نے دا لے نے داقعی مخصوص علی کو اس طرح فرش پر بچھے قالین پر پچھا جیسے قصافی بکری کو ذبح کرتے وقت پختا

ہے۔ اور پھر سنجانے اس نے کہاں سے ایک تیز دھار نجھنکال لیا۔ مخصوص علی کے علو سے مسلسل چینیں نکل رہی تھیں۔

"چھوڑ دو۔ میں نہیں کھیلوں گا۔ چھوڑ دو اسے۔" ارشد نے بے اختیار ہو کر چھٹے ہوتے کہا۔

"ک جاؤ تو نی۔ اور علی کو لے جا کر ثیرت دغیرہ پلاو۔ یہ بڑا پیارا بچہ ہے۔" رچڈ نے فاتحانہ انداز میں جستے ہوئے کہا۔

اور ٹوپی علی کو اٹھا کر بھرے سے باہر نکل گیا۔ علی کی سسکیاں اب کمرے میں گونج رہی تھیں۔

"تم نے اچھا اور بردقت اپنا فیصلہ بدلا ہے مسٹر ارشد۔ اور مجھے پہلے سے یقین تھا۔ لیکن اب ایک بات سن لو۔ اب تمہیں اپنے فیصلے پر قائم رہنا ہوگا۔ ہر صورت میں اور ہر قیمت پر۔" رچڈ نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"تو کیا تم علی کو یہ غماں بنائے رکھو گے۔ ایسا مت کرو۔ اس کی ماں تو مر جائے گی۔ اب بھی سنجانے اس کا کیا اسٹر ہو گا۔" ارشد نے خوفزدہ بیٹھے میں کہا۔

"فی الحال تو اسے کوئی فکر نہیں ہے۔ اُسے ہم نے طویل بے ہوشی کا انگکشن لگادیا ہے۔ وہ اپنے بیٹھردم میں آرام کر رہی ہے۔ دوسری بات یہ کہ ہمیں علی کو یہ غماں بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم علی کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے۔ ہماری تنظیم آٹھوپس کی طرح ہر جگہ پھیلی بولی ہے۔"

اور ہماری تنظیم کی بزار آنکھیں ہیں۔ ہمیں ایک ایک لمحے کی روپرٹ رہتی ہے۔ اس لئے جیسے ہی آپ نے فیصلہ بدلا۔ آپ کا لٹکا علی آپ کے

فیصلے کے زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے کے اندر فرک ہو جائے گا۔ اور آپ کی بیکم کو سر بازار گولیوں سے چلنی کر دیا جائے گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس کے بعد آپ چاہیں بھی سہی تو طویل عرصہ تک کہ کٹ نہ کھیل سکیں گے۔ اور اس عرصے میں گریٹ یعنی کا درہ ختم ہو چکا ہو گا۔" رچڈ نے جواب دیا۔ "لٹک ہے لٹک ہے۔ میں علی اور اپنی بیکم کی جان داؤ پر نہیں لگا سکتا۔ میں نہیں کھیلوں گا کسی بھی قیمت پر نہیں کھیلوں گا۔" ارشد نے خوفزدہ بیٹھے میں کہا۔ وہ دل قیمی بڑی طرح خوفزدہ ہو چکا تھا۔

"یہ بھی سن لو۔ شر ارشد۔ ہمیں اپنے آپ پر اعتماد ہے۔ اس لئے ہم آپ کو مکمل چھوٹ دے رہے ہیں۔ ہم تھرڈ کلاس قسم کے مجرم نہیں ہیں۔ اس لئے اگر تم نے یہ سوچا کہ تم علی اور اپنی بیکم کو کہیں چھپا لو گے تو ایسا ہونانا ممکن ہے۔ تم انہیں دنیا کے کسی کو نے میں بھی بھیج دو۔ یہ بھارتی دسترس سے باہر نہیں ہوں گے۔ اس بات کا ہمیشہ یقین رکھنا۔ اور کبھی اسے آنلانے کی کوشش نہ کرنا۔ در نہ تم علی اور اپنی بیوی کی دندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ اب آؤ دوسرے پہلو پر۔ ہم سب میک اپ میں ہیں۔ اور یہ کوئی بھی عارضی رہائش ہے جسے تمہارے سے جانے کے بعد ہم چھوڑ دیں گے۔ اور اپنا میک اپ اور نام بھی بدل دیں گے۔ اس لئے تم چاہو بھی سہی تو نہیں کی بھر ہمیں تلاش نہ کر سکو گے۔ اس لئے اگر تم نے کسی سرکاری ادارے کے کواس سارے دل قعے کے متعلق بتایا۔ اشارہ کیا۔ تو ہمارا تمہارا اسلامیتی کامعاہدہ اُسی لمحے ختم ہو جائے گا۔" رچڈ نے کہا۔

"میں نہیں بتاؤں گا کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔" ارشد نے فوراً ہمی بھرتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"وعدہ پورا کرنے میں تمہارا اپنا فائدہ ہے۔ ہمارا کوئی نقصان نہیں ہے۔" ہمیں تو ہر صورت میں فائدہ ہے۔ اگر تم علی اور اپنی بیوی کی زندگی میں بجا کر کھسلنے سے اپنے سر پر انکار کر دو گے تو تب بھی۔ اور اگر تم انہیں قتل کرایا تو تب بھی۔ تم کم از کم اس دورے میں اچھا کھیل نہ کھیل سکو گے۔ اس طرح بھی ہمارا مقصد حمل ہو جائے گا۔ میرا خیال ہے اب تم ساری باتیں اپھی طرح سمجھے گئے ہو گے۔" پڑھنے کہا۔

"ماں میں سمجھ گیا ہوں۔ تم فکر نہ کرو۔ میں خود کھیلنے سے انکار کر دوں گا کسی اپنی ذاتی وجہ کی بتا پا۔ اور میں کسی کو اس بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔" ارشد کی تمام ضد علی کو ذبح ہوتے دیکھ کر غائب ہو چکی تھی وہ اب کسی معمول کی طرح سب شرطیں سلیم کرتا جا رہا تھا۔

"او۔ کے۔" مسٹر جیگر۔ ارشد صاحب کے ماتھ پیر کھول دو۔ یہ بین الاقوامی شہرت کے کھلاڑی ہیں اور مجھے اور لوسیا کو ان کا کھیل لے جو پسند ہے۔ ہم دونوں ان کے پرستار ہیں کیوں لوسیا۔" پڑھنے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل بالکل۔" لوسیانے سر ملاہتے ہوئے کہا۔ اور شین گن بردار نے شین گن کا نہ ہے سے لٹکا فی اور ارشد کو آزاد کرنے کی کارروائی میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ارشد آزاد ہو چکا تھا۔

"لوئی سے کہو علی کو لے آئے تاکہ ہم ان بابیوں کو کوٹھی کے پھاٹک تک سی۔ ان کریکیں۔ آخر انہوں نے مہربانی کی ہے۔ کہ ہمیں شرفِ میزبانی بخشاب ہے۔" پڑھنے کہا۔ ارشد ہونٹ بھٹکنے پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

اس کی نظر یہ جگہی ہوئی تھیں اور چہرے کا نگہ بندی کی طرح زرد پڑا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد ٹوپی، علی کو لئے اندر داخل ہوا۔ علی کا چہرہ نارمل تھا۔

"ابو۔" علی نے دوبارہ ارشد کو دیکھتے ہی اس کی طرف بازو دیکھلاتے ہوئے کہا۔ اور پڑھنے کے اشارے پر ٹوپی نے علی کو چھوڑ دیا۔ اور علی دوڑتا ہوا ارشد کے سینے سے آ لگا۔ ارشد نے علی کو اپنے سینے سے بھیج لیا۔ اور پھر وہ اکٹھ کھڑا ہوا۔

"بس خیال رہے مسٹر ارشد۔ درد نہ آپ کے پاس فیصلہ بھلنے کا کوئی لمحہ موجود نہ ہو گا۔" — باہر نکل کر ارشد کی کارکش پنجھتے ہوئے پڑھنے کہا۔ اور ارشد نے سر ملاہ دیا۔ دوسرے لمبے وہ علی کو لئے اپنی کار میں سوار ہوا۔ اور کار میں کہ دہ پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے کانوں میں علی کی بچپنیں ابھی تک گوئیں رہی تھیں اور وہ بار بار مٹک کر اس طرح ساتھ دالی سیٹ پر بیٹھے علی کو دیکھ رہا تھا جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ واقعی وہ علی کی زندگی بجا کر اُس سے ساتھ لئے جا رہا ہے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ویگرنے میں تھے تھے اس طرح گونج، ہے تھے بیسے دیگر میں ایسا
ٹپ رکھ رہا ہو۔ جس میں مسلسل اور نئے نئے دالے مختلف انداز کے تھے تو
کاٹیں پل رہا ہو۔

”نمکل ہے۔ عمران صبایا آپ نے تو آج سارے گھنے شکوئے ہی دور
کر دیئے۔ دیسے آپ جس طرح کرکٹ کھلتے ہیں آپ کو توقیعی ٹیم میں شامل
ہونا چاہیئے۔“ صفدر نے بہمی طرح ہفتے ہوئے کہا۔

”بے خوب صورت تھا اور دوسرے وہ کرکٹ پیچ جس نے سب سے زیادہ
لطف دیا تھا۔ دو ٹیمیں بنائی گئی تھیں۔ جن میں سے ایک ٹیم کی پیشان جو لیا تھا۔
اوہ دوسری ٹیم کا پیشان تھا۔ عمران جو لیا کی ٹیم میں شامل تھا اور عمران نے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کو کٹ کھلتے ہوئے ہو جو حکات کی تھیں۔ اس نے سب کے پیٹ میں بنساہنا
کہ بیل ڈال دیتے تھے۔

”بھی مجھے تودہ منظر نہیں پھولتا۔ جب عمران نے پہلا چککا لکھایا۔ ہم تو بال
کو ڈھونڈتے مر گئے۔ اور بعد میں پتہ چلا کہ بال تو عمران صاحب کی جیب میں
بنتے۔“ نعمانی نے ملتے ہوئے کہا۔ اور دیگر ایک بار پھر قہقہوں سے
خوچ اٹھی۔ پیچ ہمار جیت کے فیصلے کے بغیر ہی ختم کر دیا گیا تھا کیونکہ دونوں
ہی ٹیمیں نہ بدست تھیں۔

”مجھے تمہاری تجویز پسند آتی ہے۔ صفردی بھروس کے پیچھے دھکے کھانے
سے تو بہتر ہے کہ آدمی کرکٹ کھلے۔ دنیا بھر کی سیر شکی کرو۔ اخباروں۔ رسالوں
میں تصویریں بھی چھپیں۔ دولت بھی کماد اور عیش بھی کرو۔ داہ کیا چار منگ
لائف ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ماں داقعی بہترین لائف ہے۔ یکن عمران صاحب میں الاقواہی
شہرت کا کھلاڑی بننے کے لئے بڑی جان ماری کرنی پڑتی ہے۔“
کیپشن شکیل نے سر ملاڑتے ہوئے جواب دیا۔

”بھی مجھے تو کوئی جان ماری نظر نہیں آتی۔ لیکن بیٹ اٹھایا اور تین ڈنڈوں
کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ جب بال صاحبہ قریب آتی دکھانی دی تو بیٹ
گھما دیا۔ اللہ انتہ نیز سلام۔“ عمران نے منہ بنتے ہوئے جواب دیا۔
اوہ سب بے اختیار بنس پڑے۔

”جی ماں۔“ جب ٹیم ہار کر دا پس آتی ہے تو ایک پورٹ پر اتنی جوتیاں
پڑتی ہیں کہ سارا چار میٹر کے راستے بہہ جاتا ہے۔“ خادر نے کہا۔
”ہمار کے آدھر ہی جب ہم ہاریں گے ہی نہیں تو پھر۔“ عمران نے

منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔
دائش فیر رہی دلگ دغیرہ رکھنے سے تو رہے۔ عمران نے کہا۔ اور
سب بے اختیار ہنس پڑے۔

لیکن پھر اس سے پہلے کہ کوئی عمران کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک ویگن
کے سامان والے حصے میں سے سیٹی کی تیز آواز نکلنے لگی۔ افسوس سب یہ
آواز سنتے ہی بڑی طرح چونک پڑے۔ دوسرے لمحے جولیا تیزی سے
اس حصے کی طرف بڑھی جہاں سامان کے تھیلے موجود تھے۔ ٹرانسیمیٹر ان میں
سے ریک تھیلے میں تھا۔ ٹرانسیمیٹر وہ ساتھ رکھنے پر اس لئے مجبور تھے کہ ایکسو
کسی بھی لمحے انہیں کال کر سکتا تھا۔

”اویسی صفر“ ہو گیا شروع تھا را ایکس۔ تم خواہ مخواہ کہہ رہے تھے
کہ کیس نہیں بن رہا۔ عمران نے کہا۔ اور صفر نے سر ملا دیا۔
”یس سر جولیا اٹھنگ اور“ جولیا نے ٹرانسیمیٹر تھیلے سے
باہر نکال کر اس کے بین پیس کرتے ہوئے کہا۔

”ایکسو“ تم لوگ کہاں ہو اس وقت اور۔ ایکسو کی مخصوص
آواز سناتی دی۔

”ہم پکنک منا کر واپس آ رہے ہیں سہ“ ویگن اس وقت
ایکن روڈ پر ہے اور۔ جولیا نے مواد بانہ لجئے میں کہا۔

”تم لوگوں نے اپنے اپنے تنظیموں میں موجود ہتلے ہے۔ شاید مجھے کال
کرنا پڑے۔ عمران سے بات کرو اور اور“ ایکسو نے سرد ہجے
میں کہا۔

”یس سر اور“ جولیا نے کہا اور ٹرانسیمیٹر عمران کی طرف بڑھا
دیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔
”تو پھر اس بار گیٹ یونٹ کے دورے پر یہی جاہی ہے۔ آپ بھی شامل ہو
جائیں“۔ صفر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔
”میں ایک صورت میں شامل ہو سکتا ہوں کہ تنویر اس دورے میں ایکسا ہو۔
کم از کم لحاظ تو کمرے کا پوکے کو چکا دے دے گا۔“ عمران نے
”تم جیسا کھلاڑی تو پہلی بال میں ہی بولڈ آرٹ ہو جائے گا۔ منہ دھو رکھو“
تنویر نے ہفتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔“ منہ دھونے سے وکٹ نہیں اٹتی۔“ عمران نے حیرت
بھرے ہیئے میں کہا۔ اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔
ویگن اب دارالحکومت کی حدود میں داخل ہو چکی تھی۔ سینگ پر چوڑاں
بیٹھا ہوا تھا۔

”عمران صاحب“ اس بار کافی عرصہ ہو گیا ہے کوئی کیس نہیں بننا۔“
صفر نے یک لخت موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

”تو کیا ہوا۔ ابھی بنایتے ہیں کیس بناتے دیکھتی ہے۔ میں ایکسو کو
فون کر کے اچھے بدل کر دھمکی دے دیتا ہوں۔ کوئی خوب صورت سانام بھی رکھ
یتے ہیں تنظیم کا۔ جیسے شترے مہار۔ آلوچا لو۔ اندھا بنتے یوٹیاں۔ دغیرہ
وغیرہ۔“ عمران نے جواب دیا۔

”تنظیموں کے نام ہوتے ہیں“ جولیا نے آنکھیں نکالتے ہوئے
کہ۔ ”بھی یہاں کی تنظیموں کے نام تو ہی ہو سکتے ہیں۔ اب ہم غیر ملکیوں کی طرح

"یہ شتر بے مہار چیف صاحب۔ عمران آنڈنگ اور" عمران نے اپنے مخصوص بچے میں کہا۔

"کیا بکواس کر رہے ہیں۔ یونائنس اور" ایکٹو کے بچے میں یک لخت غصہ عود کر آیا۔

"چلئے شتر بے مہار نہ سہی آلوچا لوسی۔ فرمیتے اور" عمران نے جواب دیا۔

"آنے سے شٹ اپ۔ اب اگر بکواس کی تونندہ قبر میں دفن کر دوں گا اور" ایکٹو کے بچے میں ہے پناہ غصہ تھا۔

"اب ایک بھی نام دیگیا ہے۔ وہ اندھا لٹٹے یوٹیاں۔ شاید یہ نام آپ کو پسند آ جائے۔ کیا کہ دل سر مجبوری ہے۔ یہاں تو یہی ہے ہی نام چلتے ہیں اور" عمران نے بڑے ہے ہوئے بچے میں جواب دیا۔

"سن عمران۔ تہاری زبان اب ضرورت سے زیادہ چلنے لگ گئی ہے۔ اس لئے اب تھیں مرا ملني ضروری ہو گئی ہے۔ جو لیا سے بات کراؤ جلدی اور" ایکٹو کا بچہ یک لخت بے حد سمرد ہو گیا۔

"ادہ جو لیا مزادرے کی۔ داہ۔ ایسی سڑاک تو میں کب سے منتظر تھا تھنک یو سر تھنک یو۔ یہ جو لیا سے بات یکجیئے اور" عمران نے بڑے سرت بھرے بچے میں کہا۔

"یہ سر۔ جو لیا سیکنگ اور" جو لیا نے سہے ہوئے بچے میں کہا۔

"جو لیا۔ عمران کو فوری طور پر دیگیں سے اتا رہو۔ اور تمام مہران کو یہ ہمایت کر دو کہ دہ تا اطلاع ثانی عمران سے قطع تعلق کر لیں۔ اگر مجھے علم ہو گیا۔"

کسی نے میری اجازت کے بغیر عمران سے کسی قسم کا کوئی تعلق رکھا ہے تو میں اسے سخت سزا دوں گا اور اینڈآل۔ ایکٹو نے انتہائی کرخت بچے میں کہا۔ اور جو لیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے تے ڈان سیٹھ کا بٹن آف کر دیا۔ "چوہاں۔ دیگن روک دو۔" جو لیا نے انتہائی کرخت بچے میں یک لخت غصہ عود کر آیا۔

ڈر آیونگ سیٹ پر بیٹھے چوہاں سے منا طب جو کہ کہا۔ اور چوہاں نے دیگن کو سایہ پر لگا کر روک دیا۔

"چلو اتر دیجے۔ آئی۔ ایم سو رہی۔ ہم ایکٹو کے احکامات کی خلاف دردی نہیں کر سکتے۔ چلو اتر دیجے" جو لیا نے سخت بچے میں عمران سے منا طب جو کہ کہا۔

"یعنی۔ کک۔ گک۔ کیا مطلب۔ میں آکیلا۔ ارے اے اکیے بھی شادی ہوتی ہے۔ کیوں تنوری۔ یا صفر۔ تم ہی اسے تمجھا وہ" عمران نے بڑے معصوم سے بچے میں تنوری اور صفر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں کہتی ہوں نیچے اترو۔ دردہ دھکے دے کے کہ آتا رہوں گی۔ چلو نیچے اترو" جو لیا کا ایجہ اور زیادہ سخت ہو گیا۔

"ارے ارے کچھ تو خیال کرو۔ اب اتنی بھی طوطی پشم نہ بنو" عمران نے رو دینے والے بچے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ بھی تو چیف بس سے بات کرتے وقت کچھ خیال نہیں رکھتے۔ آپ اس کے مزاج کو تو جانتے ہیں" صفر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اے میں نے کیا کہہ دیا ہے صرف تنظیموں کے نام ہی تو گنوائے ہیں۔ یار جو لیا سے سفارش کر دو۔ چلو مجھے میرے فلیٹ پر آتا رہو" جو لیا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

عمران نے کہا۔

"سوری۔ تمہیں ریس اور ابھی اترنا ہو گا۔ یہ باری کا حکم ہے۔ اور باری کے حکم میں چوں جیسا کی کوئی تجھنگا شش نہیں ہو سکتی۔ چلو نیچے اتر دو۔" جولیا نے اور زیادہ کھڑوں ہو گئے میں کہا۔

"یار تم سب منہ میں گھنگھنیاں ڈال کر کیوں بیٹھے ہو۔ کچھ میری حمایت ہی کر دو۔" — عمران نے اب باقی مساقیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"سوری عمران صاحب۔ جہاں باری کا حکم ہو دیاں ہم مجبور ہیں۔" صفر نے بھی سپاٹ ہو گئے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا یہ بات ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ آج مجھے پتہ چل گیا کہ میں خواہ مخواہ تم لوگوں کے لئے اپنی جان کھینا تا رہا۔ تم سب تو صرف باری کے حکم کے غلام ہو۔ ٹھیک ہے۔ اب دیکھوں گا کہ تمہارا باری کا کوتے ہو۔ گذباٹی۔" عمران نے ناراض ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر اٹھ کر تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اٹ گیا۔ اس کے نیچے اترتے ہی چوہاں نے دیکھنے آگئے بڑھا دی۔

"عمران کا مود بتار مل ہے کہ وہ شدید ناراض ہو گیا ہے۔" — صفر نے منہ بنتے ہوئے کہا۔

"ہوتا رہے ناراض۔ ہمارا کیا بجاڑ لے گا۔" — تنویر نے مکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر مسرتیں کے گلاب کھل دیتے تھے۔ "تم خاموش ہو تو نویں وہ ہمارا کچھ بجاڑے یا نہ۔ کم از کم ہم سب مل کر بھی اس کا کچھ نہیں بجاڑ سکتے۔ بہر حال تم سب نے چیف باری کے احکامات سن لئے ہیں کہ تا اطلاع ثانی عمران سے تم لوگوں نے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھتا۔" — جولیا نے سپاٹ ہو گئے میں کہا۔ اور سب نے سہ مل

دیتے۔

ویگن اب شہر کی سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ لیکن ویگن میں اس طرح خاموشی طاری تھی۔ جیسے وہ لوگ پکنک منا کر آنے کی سجائے کسی کو دفن کرو اپس آرہے ہوں۔ حالانکہ یہی ویگن ایکٹو کی کال آنے سے پہلے مسلسل ہو گئے ہوں سے گوئی تھی۔

"چون باری نے ہمیں فلیٹوں میں رہنے کے لئے کہا ہے تو اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے یا ہونے والا ہے۔" صفر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"لیکن تو ہوتے رہیں گے لیکن یہ عمران والی بات غلط ہو گئی ہے چون باری کے لئے تو سفارش کرنے تک کام موقع بھی نہیں دیا۔ بہر حال مجھے یقین ہے کہ چون باری کو جلد ہی اپنے حکم میں ترمیم کرنی پڑتے گی۔ عمران کے بغیر اب سیکھ مردوں کی گاڑی چلنی بھی محال ہے۔" — کیشن شکیل نے کہا۔
"ہونہا۔" — تم لوگوں نے خواہ مخواہ اُسے ہمراپڑھار کھا رکھا۔

تنویر نے نفرت بھرے انداز میں ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔ لیکن کسی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ سب ہمراجھکارے خاموش بیٹھتے تھے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

"بھی کوئی وجہ بھی تو ہونہ جانے کی۔ اب تمام تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔ اور تم جانتے ہو کہ تمہارے سے اس نہ جانے کے اعلان کا ملک میں کس قدر شدید رو عمل ہوا ہے۔ ہر شخص سراپا احتجاج بننا ہوا ہے۔ پس میں علیحدہ دھڑا دھڑ لکھا جا رہا ہے۔ اعلیٰ حکام ہم پر دباؤ ڈال رہے ہیں۔ ادھر اشد نے بھی اچانک نہ جانے کا اعلان کر دیا ہے۔ آخری ہو کیا رہا ہے۔ مجھے اصل بات بتاؤ۔ اصل مسئلہ کیا ہے؟" اس مراد احمد نے انتہائی پوششان ہجھے میں کہا۔

"ارشد نے بھی انکار کر دیا ہے کیوں؟" افشار نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں کا کوئی جواب نہیں ہے۔ تم نے بہر حال ہو یہی کی بیماری کا کہا ہے۔ اس کے پاس تو ایسی بھی کوئی وجہ نہیں ہے۔ بس انکار ہے۔" اس مراد احمد نے کہا۔

"بہر حال اس مراد احمد صاحب۔ آپ میرے استاد بھی ہیں۔ باپ کی جگہ پہ بھی ہیں۔ میں آپ کی دل سے عزت کرتا ہوں۔ اس لئے پلیز آپ مجھ پر دباؤ نڈالیں۔ میں کسی قیمت پر اس دورے پر نہ جاؤں گا۔ چاہئے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے۔" افشار نے مضبوط ہجھے میں کہا۔

"یعنی مطلب یہ ہوا کہ ہو یہی کی بیماری کا تم نے بہانہ بنایا تھا۔" اس مراد احمد نے ہونٹ کلتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی سمجھ لیں۔" افشار نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔" اس کا مطلب ہے کہ کوئی گہری سازش ہو رہی ہے۔ میری سادی عمر اسی میدان میں گزدی ہے۔ میں نے دھوپ میں بالسفید افشار نے ہونٹ کلتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"میری ہے بیوی" بیمار ہے سر۔ اس لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ گریٹ یمنڈ کے درے پر نہ جاسکوں گا۔ ادی یہ میرا آخری ادق طبعی فیصلہ ہے۔" افشار نے سر سمجھ کرتے ہوئے کہا۔

"افشار۔" میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر تھیں ہو کیا گیا ہے۔ اول تو تمہاری ہو یہی بیمار نہیں لگتی۔ اور اگر بغرض محال بیمار بھی ہے تو اس کا علاج کہ کٹ کنڈڑی بورڈ کے سکتے ہیں اس سلسلے میں نکر مند ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ ملک کی عزت کا سوال ہے۔ تمہارا ٹائم کے ساتھ جانا ضروری ہے۔ تمہارے بغیر ٹائم کی آدھی طاقت ختم ہو جائے گی۔"

ٹائم کے مینجر اور کوچ اس مراد احمد نے افشار کو سمجھ کرتے ہوئے کہا۔

"سر۔" میں نے کہہ دیا ہے کہ میں اس دورے پر نہیں جاؤں۔" کہ کسی صورت بھی نہیں جاؤں گا۔ میری ہو یہی بیمار ہے۔ اور جس افشار نے ہونٹ کلتے ہوئے کہا۔

نہیں کتے۔ ارشد کے اچانک انکار سے میرا ماتھا ٹھنکا تھا لیکن اب تمہارے بات سن کر میں کنفرم ہو گیا ہوں۔ — اسمارا احمد نے سر بلاتے ہوئے کہ۔

”کوئی سازش نہیں ہے اسمارا صاحب۔ آپ غلط سوچ رہے ہیں۔ بہر حال آپ جو چاہیں سوچیں۔ میں اس معلمے میں کوئی مداخلت نہیں کر سکتا۔ بہر حال میں نہیں جاؤں گا۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ — افشار نے کہا۔ ”او۔ کے خدا حافظ۔ — اسمارا احمد نے رکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر بغیر کوئی بات کئے وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ڈمٹنگ رومن سے باہر نکلے اور پورچ میں کھڑی اپنی کار میں آئی۔ ان کے چہرے پر پھیلی ہوئی شکنیں بتاہی تھیں کہ وہ کسی گھر میں سوچ میں غرق ہیں۔

کار افشار احمد کی کوئی سٹول کر سڑک پر دڑپڑی لھتی۔ لیکن ان کا ذہن کہیں اور پہنچا ہوا تھا۔ انہیں اپنا وقت یاد آ رہا تھا۔ جب وہ قومی ٹیم میں بیکھیت پاؤں نے انتہائی اہمیت دکھتے تھے تو اسی طرح ایک دوسرے کے دران ان کو لا پچ دیا تھا کہ وہ ٹیم کے ساتھ کھینچنے سے انکار کر دیں۔ لیکن اب وہ سوچ رہے تھے کہ آج کے کھلاڑی شاید اس قسم کے لا پچ کے ساتھ نہ ٹھہر سکے ہوں گے لیکن بیکھیت میخیر اور کوچ وہ اسے برداشت نہ کر سکتے تھے کہ افشار اور ارشد ٹیم میں نہ کھینچیں۔ اس طرح لازماً ٹیم کی طاقت ختم ہو جائے گی۔ اور پھر سوائے یقینی مار کے اور کوئی نتیجہ بہ آمد نہ ہو گا اور اسمارا احمد کسی سازش کے نتیجے ٹیم کی ہمار کسی صورت برداشت نہ کر سکتے تھے۔ لیکن اب وہ سوچ رہے تھے کہ اگر داقتی یہ کوئی سازش ہے تو اس کا کھوج کیسے لکایا جاسکتا ہے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

اور اس کا مدارا کیسے ہو سکتا ہے۔ انہیں ایسا کوئی آدمی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ جس سے وہ یہ بات کریں۔ وہ اپنی اس سوچ کو عامم بھی نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ بغیر کسی ثبوت کے سازش کا ذکر کرنے کا مطلب یہی ہو گا کہ گریٹ لینڈ کا کوئی کٹ کنہ ڈال بورڈ اسے اپنے پر لے جائے گا اور اس طرح ایسا بڑا اتنا زعیر شروع ہو جائے گا کہ جو پوری قومی ٹیم کے لئے مصیبت بن جائے گا۔ اس لئے وہ کسی ایسے ذمہ دار آدمی سے بات کرنا چاہتے تھے۔ جو اسے راذ بھی رکھ سکیں اور سازش کا کھوج بھی لکایا جاسکے۔ یہی سوچتے ہوئے وہ کار سٹر کوں پر دوڑاتے پھر رہتے تھے۔ لیکن ایسا کوئی آدمی ان کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ اور پھر جیسے آسمانی بجلی کو ندی تھے۔ اس طرح ان کے ذہن میں وزارت خارجہ کے یکرٹری سر سلطان کا خیال آیا۔ سر سلطان درستے اسمارا احمد کے بیشتر دار بھی لگتے تھے۔ اور ایک بخی مخفی میں انہوں نے ذکر بھی کیا تھا کہ پاکیشی سیکٹ سردار سے ان کا قریبی تعلق ہے۔ اور انہوں نے بخی طور پر پاکیشی سیکٹ سردار کے کار ناموں کا بھی ذکر کیا تھا۔ — سر سلطان داقتی ذمہ دار آدمی تھے۔ اس لئے ان سے بات کی جاسکتی ہے۔ وہ ضرور کوئی نہ کوئی لاسکہ عمل نکال لیں گے۔ اور بات بھی باہر نہ نکلے گی۔ پناپنچہ یہ فیصلہ کرتے ہی اس نے کار کار خ سر سلطان کی کوئی کی طرف کر لیا۔ آج چونکہ ہفتہ دار تعطیل کا دن تھا۔ اس لئے ظاہر ہے سر سلطان اپنی کوئی پہی موجود ہوں گے۔ اور پھر تھوڑی دیر لعہ وہ سر سلطان کے ڈمٹنگ رومن میں موجود تھا۔

”آج ادھر کیسے بھول پڑے اسمارا۔ تمہیں تو کہ کرٹ سے ہی فرست نہیں ملتی۔ — سر سلطان نے اسمارا احمد کا استقبال کرتے ہوئے مسکرا

کہ کہا۔ "داقعی انگل کر کرٹ نے مجھے کسی سے ملنے ملانے کاہی نہیں چھوڑا۔ اور سیدھی بات یہ ہے کہ آج بھی میں اسی سلسلہ میں آیا ہوں" اسرار احمد نے مسکراتے ہوئے بواب دیا۔

"کرکٹ کے سلسلہ میں اور میرے پاس میں سمجھا نہیں۔ اب اس عمر میں کرکٹ تو مجھ سے کھیلی نہیں جاسکتی۔ اور نہ ہے مجھے اس میں کوئی دلچسپی ہے، مہر سلطان نے حیرا۔ دستے ہوئے کہا۔ اور اسرار احمد بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کو کمکٹ کھیلنے کی دعوت دینے کی بات نہیں ہے۔ بلکہ کرکٹ کو بچاتے کئے حافظ ہوا ہوں" — اسرار احمد نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"کرکٹ کو بچانے کے لئے کیا مطلب کیا ہوا کمکٹ کو" مہر سلطان داقعی بے حد حیران ہو رہے تھے۔ "کرکٹ کے خلاف کوئی گھری سازش ہو رہی ہے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ملک کے عوام کرکٹ کے معاملے میں کس قدر حساس ہیں" اسرار احمد نے سر ہلا کرے کہا۔

"سازش ہو رہی ہے۔ میں تھہارہی بات سمجھا نہیں اسرار احمد۔ تم نے جو کچھ کہنا ہے کھل کر کھو رہا تھا۔ ہی حساسیت والی بات تو وہ میں ایچی طرح جانتا ہوں — اور اب تو کرکٹ ڈپلومیسی باقاعدہ خارجہ تعلقات میں استعمال ہوتی ہے" — مہر سلطان نے کہا۔

"ویکھیے انگل — ہماری قومی ٹیم چند روز میں گریٹ لینڈ کے دور نے

پر بھاڑی ہے۔ جہاں کئی سائیڈ ٹیچوں کے ساتھ ساتھ اس نے تین انٹرنیشنل دن ڈے اور دو ڈیسٹریکٹ میچز کھیلنے ہیں۔ یہ مقابلے بڑے کافی دار ہوں گے۔ اس لئے تو یورپی دنیا کے عوام اور خاص طور پر پاکیشیا کے عوام اس سلسلے میں ایک ایک لمحہ گن گن کر گزار رہے ہیں — اور یہ بھی آپ ایچی طرح جانتے ہیں کہ ہمارے ملک کے عوام اور اعلیٰ حکام سب ہی کھیل کے نیماں میں اپنی ٹیم کو ہر صورت میں فاتح دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور ہماری ٹیم کے متعلق سب یہی کہتے ہیں کہ اس بار دہ گریٹ لینڈ سے دن ڈے میچز اور ڈیسٹریکٹ میچز جیت کر بی آئے گی۔ لیکن اب اچاک عجیب و غریب باتیں سلسلے آنے لگ گئی ہیں — ایسی باتیں جن کا میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ یہ ایسی باتیں ہیں کہ اگر یہ یورپی ہو گئیں تو پھر گریٹ لینڈ میں فتح کا سوال ہی خارج از امکان ہو جائے گا۔ — اسرار احمد نے انتہائی سنجیہ ہے لمحہ میں کہا۔

"کیسی باتیں — میں اب بھی تمہاری بات نہیں سمجھا، — مہر سلطان نے پوچھا۔ ان کے لمحے میں بدستور حیرت لھتی۔

"ہماری ٹیم میں ایک مایہ ناز باولر ہے افشار اور ایک ریکارڈ ہولڈنگ ہے اور شد۔ آپ یوں سمجھئے کہ یہ دونوں مل کر ٹیم کی آدھی طاقت ہیں۔ وہ چند روز پہلے بالکل ٹھیک ٹھاک رہتے — خوش خدم تھے۔ باقاعدگی سے ٹریننگ کیمپ میں حصے رہتے۔ لیکن اب اچاک ان دونوں نے گریٹ لینڈ کے دوسرے پہ جانے سے انکار کر دیا ہے۔ یہ اتنا بڑا دھمکہ ہے کہ آپ یقین کریں کہ پورا پاکیشیا ہل گیا۔ پیس میں شور پخ گیا۔ وہڑا دھڑ خلوط ٹیکی گراہن۔ اور فون آنے لگ کئے کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ حتیٰ کہ آپ یقین کیجئے پاکستان اور صدر مملکت تک نے مجھ سے اس کا پس منظر پوچھا۔ وہ سب پریشان تھے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ادارہ صدر مملکت نے کہا کہ ان دونوں کو ہر قیمت پر ٹیکم کے ساتھ جانے کے لئے تیار کیا جائے۔ اگر ان کے کچھ مطلبے ہوں تو وہ فوراً ادارہ ہر قیمت پر پورے کئے جائیں۔ اگر ان کی کچھ شرطیں ہوں تب بھی وہ یورپی کی جائیں۔ لیکن ان دونوں کی طرف سے نہ کوئی مطالعہ تھا نہ کوئی شرط۔ بس ایک ہی بات کہ وہ گریٹ لینڈ کے دورے سے مدد دریں۔ چہلے افشار نے انکار کیا۔ اس کا پس منظر یہ ہوا کہ وہ اپنے وقت پر ٹھیک ٹھاک ٹریننگ کیمپ میں آیا۔ اور فریکل فلنس کی ٹریننگ میں شامل ہو گیا کہ اتنے میں اسی کے گھر سے بیکم کافون آیا۔ وہ فون سن کر کام میں بیٹھا اور بغیر کسی کو کچھ بتائے گھر چلا گیا۔ جب اسے کہنے ہوئے کافی دیر ہو گئی تو مجھے تشویش ہوئی۔ میں نے اس کے گھر فون کیا۔ لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔ اب تو میں بے حد گھبرا یا اور کام لے کر اس کے گھر گیا۔ وہاں وہ موجود تھا۔ اس کی بیوی نہ مھال تھی۔ دونوں کارڈنگ زرد تھا۔ میں نے اس سے خیریت پوچھی تو اس نے کہا کہ اس کی بیوی اچانک بیمار ہو گئی ہے۔ ادماں نے فیصلہ کیا ہے کہ بیوی کی بجا ہی کی وجہ سے وہ گریٹ لینڈ کے دورے پر نہیں جائے گا۔ میں اس کی بات سن کر بے حد حیران ہوا۔ مجھے یقین نہ رہا تھا۔ لیکن وہ اپنی بات پر ہصر تھا۔ میں نے لیٹھی ڈاکٹر کو بلایا تو اس نے اس کی بیوی کو چیک کرنے کے بعد صرف اتنا بتایا کہ کچھ ذہنی دباؤ ہے۔ اس کے علاوہ وہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہے۔ لیکن افشار مسلسل اس بات پر ہصر رہا کہ وہ کسی صورت گریٹ لینڈ کے دورے سے بیزہیں جائے گا۔ میں نے سوچا کہ شاید وقتی طور پر بیوی کی پریشانی کی وجہ سے ایسا کہہ رہا ہے۔ ایک آدھ دن میں نارمل ہو جائے گا۔ لیکن اس نے اپنا فیصلہ پر میں میں دے دیا۔

دوسرا سے مذرا ایک اور دھماکہ ہوا۔ ہماری ٹیکم کا پختہ کار ٹیکم میں ارشد کیمپ

نہ پہنچا۔ اور پھر اس کی طرف سے بھی پریس میں یہ اعلان کیا گیا کہ وہ گریٹ لینڈ کے تیار کیا جائے۔ اگر ان کے کچھ مطلبے ہوں تو وہ فوراً ادارہ ہر قیمت پر پورے کئے جائیں۔ اگر ان کی کچھ شرطیں ہوں تب بھی وہ یورپی کی جائیں۔ لیکن ان دونوں کی طرف سے نہ کوئی مطالعہ تھا نہ کوئی شرط۔ بس ایک ہی بات کہ وہ گریٹ لینڈ کے دورے سے مدد دریں۔ چہلے افشار نے انکار کیا۔ اس کا

”لیکن اس امار احمد۔ اس میں سازش کہاں سے گھس آئی۔ اگر کوئی کھلاڑی پس منتظر ہو اکہ دہ اپنے وقت پر ٹھیک ٹھاک ٹریننگ کیمپ میں آیا۔ اور فریکل فلنس کی ٹریننگ میں شامل ہو گیا کہ اتنے میں اسی کے گھر سے بیکم کافون آیا۔ وہ فون سن کر کام میں بیٹھا اور بغیر کسی کو کچھ بتائے گھر چلا گیا۔ جب اسے کہنے ہوئے کافی دیر ہو گئی تو مجھے تشویش ہوئی۔ میں نے اس کے گھر فون کیا۔

”آپ بات سمجھنے نہیں رہتے۔ میری ساری عمر اس کھیل میں گمراہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ کوئی کچھ ہی سازش ہو رہی ہے۔ ان دونوں کو یا تو کوئی لامجھ دے کر روکا جا رہا ہے یا پھر ان پر کوئی دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ اور اس کا مقصد ہی ہے کہ پاکستان یا ٹیکم گریٹ لینڈ سے میخیز رہ جائے۔ اس امار احمد نے کہا۔

”تو تمہارا مطلب ہے۔ یہ سازش گریٹ لینڈ کا کٹ کنٹرول بورڈ کو رہا ہے۔ ہمارا سر ملہاتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ میں کھلاڑیوں کی نفیات کو اپنی طرح جانتا ہوں۔ کھلاڑی کبھی فاصل پلے نہیں کرتے۔ پارہجیت تو ہوتی رہتی ہے۔ اور گریٹ لینڈ کا کٹ کنٹرول بورڈ کے اعلیٰ حکام سب کے سب اپنے وقتوں کے مایہ ناز کھلاڑی رہ چکے ہیں۔ ان کی طرف سے تو ایسی کسی حرکت کا تصویب بھی نہیں کیا جاسکتا۔ یہ تو کوئی اور چکم علوم ہوتا ہے۔ میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ ایک تو آپ تو مدد دار آدمی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہیں۔ یہ سازش والی بات میں کسی غیر ذمہ دار آدمی سے تو کہہ جی نہیں سکتا کیونکہ اگر یہ بات پر میں میں آگئی تو پھر مجھے یہ سارا ادراہ بھی کینسل ہو گا اور پاکیشما کے خلاف سازشی دنیا میں نفرت پھیل جائے گی۔ لیکن میں اصل بات کا کھوج بھی لگانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ صرف پاکیشیا می قومی کرکٹ ٹیم کے خلاف ہی سازش نہیں پورے ملک کی عزت کے خلاف سازشی ہے۔ — اسرار احمد نے بڑے جذباتی بیجے میں کہا۔

”تم تو اتفی بے حد جذباتی ہو رہے ہیں۔ حالانکہ میرا خیال ہے یہ عام روشنی کا مسئلہ ہے۔ بہر حال اب تم آئے ہو تو یہ بتاؤ کہ مدرس سے میں میں تھہاری کیا مدد کر سکتا ہوں۔“ — سرسلطان نے غیر جذباتی بلکہ میں کہا۔

”آپ نے ایک بار کہا تھا کہ آپ کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ مدرس سے کسی طور پر نہ ہے اور آپ نے پاکیشیا سیکرٹ مدرس کے انتہائی حریت الگز کا نامے بھی بتا رکھے۔ میں سوچ رہا ہوں اگر اس سازش کا پاکیشیا سیکرٹ مدرس پر یہ تو یہ پورے ملک کے لئے سب سے بہتر بات ہو گی۔“ — اسرار احمد نے ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا اور سرسلطان اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔

”تم واقعی بے حد پریشان ہو۔ اس لئے تم نے ایسی بات سوچی۔ درہ نہ یہ سیکرٹ مدرس کا کام نہیں ہے کہ وہ دو کھلاڑیوں کے کھیلنے سے انکار کو سازش سمجھتے ہوئے ان کی تفتیش شروع کر دے۔ سیکرٹ مدرس تو انتہائی طاپ معاملات میں حکمت میں آتی ہے۔ جو کچھ تم سوچ رہے ہو ایسا تو ہونا ہی ناممکن ہے خارج از سمجھت ہے۔“ — سرسلطان نے کہا۔ اور اسرار احمد کا پھرہ یک لمحت لٹک گیا۔ اس کی آنکھوں سے مایوسی جھلکنے لگی۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”ٹھیک ہے جناب۔ میں نے آپ کا قیمتی وقت ضائع کیا۔ اب مجھے اجازت دیجئے۔“ — اسرار احمد نے تھکے تھکے اور دل شکستہ ہجھے میں کہا اور کسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”ارے۔ تم تو بے حد دل شکستہ نظر آ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے یہ کوئی ایسی بات نہیں جس پر تھا رہی یہ حالت ہو۔“ — سرسلطان نے حریت بھرے ہجھے میں کہا۔ شاید انہیں قطعاً یہ موقع نہ تھی کہ اسرار احمد پر اس بات کا اس قدر ہے۔ اثربھی ہو سکتا ہے۔ وہ چونکہ اس سارے معاشرے میں غیر جنة باتی رہے تھے۔ اس لئے انہیں اس دل شکستی کی کوئی منطقی وجہ سمجھنا آہنگی تھی۔

”انکل آپ نہیں جانتے کہ کیا ہو گیا ہے اور آئندہ کیا ہو گا۔ سکاش آپ کو کہٹ سے کوئی دل چسپی ہوتی۔ بہر حال اب جو کبھی ہو گا دیکھا جلتے گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حکومت کے خلاف منظاہرے شروع ہو جائیں۔“ اسرار احمد نے ہونٹ کلتے ہوئے کہا۔

”حکومت کے خلاف منظاہرے دو کیوں۔ حکومت نے کیا کیا ہے۔ کھلاڑی خود نہیں جا رہے۔ حکومت تو انہیں نہیں بوك رہی۔“ — سرسلطان نے انتہائی حریت بھرے ہجھے میں کہا۔

”عوام یہی سمجھیں گے کہ حکومتی افراد کی دھڑے بندی اور سیاست کی وجہ سے ان کھلاڑیوں کو کھیلنے سے روکا جا رہا ہے۔ آپ دیکھ لیں ایسا ہی ہو گا۔“ — اسرار احمد نے کہا۔

”اچھا۔ بہر حال تم بیٹھو۔ میں کچھ کہتا ہوں۔ میں ایک آدمی کو بلاتا ہوں۔ اس کا سیکرٹ مدرس سے بہاہ راست تو کوئی تعلق نہیں۔ لیکن وہ سیکرٹ مدرس کے لئے کام ضرور کرتا ہے۔ اگر وہ تمہاری بات سمجھ گیا اور اتفی کوئی سازش اسرا ر احمد کا پھرہ یک لمحت لٹک گیا۔ اس کی آنکھوں سے مایوسی جھلکنے لگی۔

ہوئی تو پھر سمجھ لودہ سازش چند روز میں ہی جڑ سے اکھڑ جائے گی۔ سرسلطان نے کہا۔ ان کے ذہن میں ظاہر ہے عمران کا ہی خیال آیا تھا۔ ”سچ یعنی انکل۔ ایسا نہ ہو کہ یہ شخص غیر ذمہ دار ہو اور بات لیک آٹھ ہو جلتے۔ اسرار احمد نے کہا۔ اور سرسلطان عمران کی بابت غیر ذمہ داری کا سچ کہہ مہنس پڑے۔

”وہ غیر ذمہ دار آدمی کیسے ہو سکتا ہے۔ اسرار احمد۔ وہ تو اس ملک کی اعتماد بخراں کا شکار ہو چکا ہوتا۔ یکن آیک بات پہلے سے بتا دوں۔ یہ آدمی انتہائی لاابالی۔ اور مزاجیہ طبیعت کا آدمی ہے۔ اس سے مل کر ایک باد تو آدمی سوچتا رہ جاتا ہے۔ کہ اس آدمی میں ذمہ داری کی معمولی سی بیکھی نہیں ہے۔ یکن درحقیقت ایسا نہیں ہے۔ بس اس کا مزاج ایسا ہے۔“

سرسلطان نے کہا۔ ”مجھے اس کے مزاج سے کیا لینا ہے مجھے تو کہ کہ ٹھیم کے خلاف ہونے والی سازش کا تواڑ کرنے ہے اور بس۔ آپ پر مجھے مکمل اعتماد ہے۔ کہ آپ نے جس کو منتخب کیا ہے وہ لازماً ذمہ دار آدمی ہی ہو گا۔“ اسرار احمد نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم کیسی علیحدو۔ میں جا کر اس کا پتہ کروں گوں۔“ سرسلطان نے سر ملکتے ہوئے کہا۔ اور انھوں کو ڈرانگ روم سے نکلے۔ اور اپنے مخصوص کمرے میں پہنچ کر انہوں نے سب سے پہلے تو اس کا ساؤنڈ پروفیشنل آن کر دیا۔ تاکہ آذان باہر نہ جاسکے۔ اس کے بعد انہوں نے پہلے عمران کے فلیٹ پر فون کیا۔ یکن وہاں سے

سیماں نے بتایا کہ عمران کہیں پکنک منلنے گیا ہوا ہے۔ اس پر سرسلطان نے دانش مشعل فون کیا۔ تو بیک نیہ و نے بتایا کہ عمران ساری سیکرٹ سروس سمیت مسوروی پکنک منلنے گیا ہوا ہے۔ اس پر سرسلطان نے اُسے اسرار احمد کے بارے میں تفصیل بتانی۔ سازش کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ عمران کو ٹریس کر کے کہے کہ وہ مجھے فوٹا فون کمرے۔ ”— بیک نیہ و نے اثبات میں جواب دیا تو سرسلطان مخصوص کمرے سے انکل کر دوبارہ ڈرانگ روم میں آگئے۔

”وہ اس وقت تو شہر سے باہر گیا ہوا ہے۔ جیسے ہی آئے گا میں اُسے تمہارا پتہ دے دوں گا۔ وہ تم سے خود مل لے گا۔ تم اپنا کارڈ مجھے دے جاؤ۔ اور سنو۔ ایک بار پھر کہہ رہا ہوں کہ اس کے مذاق پرست جانا۔ وہ انتہائی قابل اعتماد آدمی ہے۔“ سرسلطان نے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب۔ یہ میرا کارڈ۔ میں گھر پر ہی ہوں گا۔“ اسرار احمد نے مطمئن ہوئے میں کہا اور جیب سے کارڈ نکال کر سرسلطان کے ہوا لے کیا۔ اور پھر سرسلطان کا شکریہ ادا کمرے کے وہ ڈرانگ روم سے باہر چلا گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہوتے ہوئے کہا۔

”ابھی بنا کر لاتا ہوں۔ پہلے آپ سرسلطان سے بات کریجئے۔ ان کافون ہیاتھا کہ قومی کرکٹ ٹیم کے خلاف کوئی گھری سازش ہو رہی ہے۔ اور عمران نے اس سازش کا پتہ کرنا ہے۔ اس لئے وہ جہاں بھی میں اُسے ڈھونڈ کر مجھ سے بات کراؤ۔“ — بلیک زیر دنے کہی سے اٹھتے ہوئے کہا۔
”کرکٹ ٹیم کے خلاف سازش اور پتہ میں نے کرنا ہے۔ لا مقول ولا قوۃ۔
— یہ دن بھی دیکھنے تھے بے چارے ایک شو نے۔“ — عمران نے انتہائی بڑا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”جب ایک شو چلتے بنائیں پلا سکتا ہے تو سازش تو بہر حال سازش ہے۔
بلیک زیر دنے مسکلتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے محققہ دروازے کی طرف پڑھ گیا۔ اور عمران اس کا فقرہ سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔
”یہی صورت حال ہی تو ایک شو کو مستقل ڈھنڈہ بھی یہی چلتے والا کرنا سامنے تو نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے عمران نے جان بوکھار ایسے فرات کہتے۔
پڑے گا۔ اس لئے تو میں تمہیں ابھی سے ٹریننگ دے رہا ہوں۔ جو لیسا بہتر دھویا کرے گی۔
اور باقی ممبرز گاہکوں کو چلتے مرد کیا کمیں گے اور دکان پر لکھا ہوا ہو گا۔
ایک شیا سیکرٹ سر دس فی ماہیں۔ پر و پر اسٹر ایک شو۔“ — عمران نے اپنی آواز میں کہا۔ اور دروازہ کر اس کرتے ہوئے بلیک زیر د کا قہقہہ نکل گیا۔
عمران نے ٹیکی فون کا رسیور اٹھایا اور سرسلطان کے نمبر گھمانے شروع کر دیتے۔

”سلطان سپیکنگ۔“ — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

عمران ویگن سے اترتے ہی ٹیکسی کے کریمہ ہاد انش منزل پہنچا۔
یکونکہ بلیک زیر د کے احکامات سے ہی وہ تمہری گیا تھا کہ وہ عمران سے علیحدہ گی میں اور فوراً کوئی بات کرنا چاہتا ہے۔ ادنظر ہر ہے وہ یہ بات ممبروں کے سامنے تو نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے عمران نے جان بوکھار ایسے فرات کہتے۔
جن کے نتھے میں اُسے دہیں ویگن سے اتنا یاد۔“
”ایک تو ٹیکسی کا کمایہ نکال کر یہاں میز پر رکھو۔ دوسرے ممبروں کے سامنے بے عزتی کا ہر جانہ بھی ادا کر د۔“ — عمران نے آپریشن ردیم میں داخل ہوتے ہی ناماض ہجھے میں کہا۔

”جو حکم جناب۔ یہیں خوانے کی جانی تو آپ کے پاس ہی ہے۔
بلیک زیر د نے مختتے ہوئے کہا۔

”یعنی تمہارا مطلب ہے کہ خزانہ اور ہر جانہ بدابد۔ اچھا چلو ایسے ہی سہی۔
چاتے پواد بس۔ فی الحال ہی ہر جانہ ہے۔“ — عمران نے کہی پیدھر

”سازش کیا ہوتی ہے۔ اسرار احمد کے ذہن کا خیال ہے۔ قومی ٹیم کے دو کھلاڑیوں نے اچانک گیریٹ لینڈ کے دودے سے پر جانے سے انکار کر دیا ہے۔ اور اسرار احمد کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے بھٹی گھری سازش ہو رہی ہے۔“ — سرسلطان کے لمحے میں بیزاری تھی۔

”کیا کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ دو کھلاڑیوں نے گیریٹ لینڈ کے دودے سے پر جانے سے انکار کر دیا ہے کس کس نے۔“ — عمران نے بھٹی طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

”وہ دونام تو لے رہا تھا۔ مجھے پوری طرح یاد تو نہیں رہتے۔ ایک بادلہ تھا۔ کیا نام تھا۔ افسر۔ افسار۔۔۔۔۔۔“ — سرسلطان نے یاد کرتے ہوئے کہا۔

”افشار تو نہیں۔“ — عمران نے ٹھوس لمحے میں کہا۔

”لہٰں مال افشار۔ بالکل ہی نام تھا۔ اور دوسرے دو سیمین بتا رہا تھا۔ لہٰں یاد آگیا۔ ارشد نام بتا رہا تھا۔“ — سرسلطان نے کہا۔

”اوہ۔ یہ تو واقعی کوئی سازش لگتی ہے۔ اگر یہ دونوں نہیں کھیلیں گے تو پھر ٹیم کا تودہ مال بہاء اخشر ہو گا۔ لیکن انہوں نے نہ کھیلنے کی کوئی وجہ بتائی ہے۔“ — عمران نے بھٹے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”اسرار احمد کے مطابق دبھی کوئی نہیں۔ لیں اچانک انہوں نے انکار کر دیا۔ حالانکہ ٹیم کے جانے میں صرف چند دن رہ گئے ہیں یہ لیکن تمہاری تو محاورہ کیا تھا۔“ — سرسلطان نے ہنسنے لگا۔

”لہٰں بوڑھا شیر بھی تو محاورہ کی یاد ہی دیتا ہے۔ بیچارے سارس کو۔ لیکن یہ سازش کیا ہے۔ جس سے ملک بحران کی ندیں آ رہا ہے۔“ — سرسلطان نے ہنسنے لگا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”میں نے سنایا ہے آپ وزارت خارجہ چھوڑ کر اب وزارت کھیل کے سکرٹری بن گئے ہیں۔ چلو اچھا ہوا کم از کم میچر کے فری پاس تو آسانی سے مل جایا کریں گے۔“ — عمران نے کہا۔

”اوہ عمران بیٹھ۔ تمہیں بیک زیر دنے تفصیل تو بتا دی ہو گی۔ دراصل یہ کوئی سرکاری کمیس نہیں ہے۔ پاکیشیا قومی کرکٹ ٹیم کا منیجر اور کوچ اسرار احمد رہشتے میں میرا بحقیقت لگتا ہے وہ بڑا پیمائشان ہو کر میرے پاس پہنچا۔ میں نے تو اُسے ٹکلنے کی بے حد کوشش کی۔ یکن اس کی حالت بتا رہی تھی کہ اگماں کے ذہن کے مطابق قومی ٹیم کے خلاف ہونے والی سازش کا خاتمه نہ کیا گیا تو پورا ملک تھہ دیالا ہو جاتے گا۔ اس لئے مجموعاً میں نے تمہیں فون کیا۔ تم ہی اب میرے لگھے سے یہ ٹھہی نکال سکتے ہو۔“ — سرسلطان نے کہا۔ اور عمران ان کا آخری فقرہ سن کرے اختیار نہیں ٹھا۔

”ٹھیک ہے۔ اب آپ تو بن لگئے بوڑھے شیر۔ کہ لگئے میں ٹھہی پھنسا ٹھیئے اور مجھے بتا دیا سارس کے لبی چوپخ ڈال کر میں ٹھہی نکالنے لگوں اور آپ اطمینان سے منہ بند کر لیں۔ یہی بات ہے نا۔“ — عمران نے ہنسنے لگا۔ اس نے بچوں کی مشہور کہانی بوڑھے شیر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا۔ سلطان بھی اس کی بات سن کرے اختیار نہیں پڑے۔

”تم سے بھی خدا بچاتے۔ کہاں سے کہاں بات جمالا تے ہو۔ میں نے تو محاورہ کیا تھا۔“ — سرسلطان نے ہنسنے لگا۔

”لہٰں بوڑھا شیر بھی تو محاورہ کی یاد ہی دیتا ہے۔ بیچارے سارس کو۔ لیکن یہ سازش کیا ہے۔ جس سے ملک بحران کی ندیں آ رہا ہے۔“ — عمران نے ہنسنے لگا۔

”گریٹ لینڈ کے دارالحکومت فون کیا ہے آپ نے“
بلیک زیر و نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اور عمران نے سر ملا دیا۔

”یہ شمارکم سپیکنگس۔ کون بات کر رہا ہے“ — چند لمحوں
بعد ایک بھاری آواز سیور پر سنائی دی۔

یاراً گر تم اپنا نام شمارکم کی سجائے ٹالکم رکھ لیتے تو کم اذکم مجھے ٹالکم پوڑا
تو مہنگے داموں نہ خریدنا پڑتا۔ بس تھیں فون کر لیا اور خوشبو ریور کے
راستے کان میں اور پھر کان سے ہوتی ہوئی سارے جسم میں بھیل جاتی بھیجنی
بھیجنی خوشبو“ — عمران کی زبان جیلی تور کرنے میں ہی نہ آہی تھی۔

”اوہ — عمران بول رہے ہو۔ ایسی بات تم ہی کر سکتے ہو“
دوسری طرف سے منہتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”ظاہر ہے تمہاری آواز سننے کے بعد مجھے خوشبو کی ضرورت تو پڑنی ہی
ہے“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور شمارکم کا قہقہہ ریور سے اتنے زور سے نکلا جیسے وہ اسی کمرے
میں بیٹھا ہنس رہا ہو۔

”تو کیا اتنے فاصلے کی کال تم نے اس مقصد کے لئے کی ہے کہ میں اپنا
نام بدل لوں“ — شمارکم نے منہی روکتے ہوئے پوچھا۔
نمبر ملادہ ہا تھا۔

”میرے لئے فاصلے کیا یقینت دکھتے ہیں۔ کال کی رقم تو تمہاری یہ ٹائم
یچھے والی کمینی ہی ادا کرے گی۔ ہاں یہ بتا دو۔ تمہاری شرطیں لکھنے والی
عادت آج تک بھی جاری ہے یا توبہ تائب ہو چکے ہو“ — عمران نے بات
کا رخ موڑتے ہوئے کہا۔

”توبہ تائب۔ وہ کیوں۔ اسے یہ تو اپنا بوس ہوتا ہے۔ اپھی
نے اپنے اصل لبھے میں کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اس لئے آپ کو علم ہی نہیں کہ قوم کے کوکٹ کے بارے میں کیا جذبہ بات ہیں
یہ تو واقعی ملک میں زبردست بحران آ جائے گا۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ میں
ذاتی طور پر اس کی وجہ جانتے کی کو شش کر دیں گا۔ آپ اسرار احمد کا فون نمبر
مجھے دے دیں“ — عمران نے کہا۔ اور پھر سلطان نے جب فون نمبر
 بتایا تو اس نے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

بلیک زیر داس دران چائے کی دوپیاں بیاں کر لا چکا تھا۔ اس نے ایک
پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری خود اپنے سامنے۔

”عمران کی پیشانی پر گہری سنجیدگی کے آثار نہیاں تھے۔“
”یہ کیا سازش ہو سکتی ہے عمران صاحب۔ کیا گریٹ لینڈ کو کٹ کنڑوں
پوڑا کا چکر ہو گا“ — بلیک زیر دنے چائے کی پیکی لیتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ کھلاڑی چائے کے کسی بھی ملک کا ہو وہ فادل پلے نہیں کرتا۔ یہ
کوئی اور ہی سلسلہ ہے۔ میرے ذہن میں ایک آئیڈیا آ رہا ہے۔ اچھا۔ ٹھہر د۔

ابھی تصدیق موجاتی ہے“ — عمران نے سر ملاٹتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس
نے چائے کا ٹھونٹ لینے کے بعد پیالی واپس میز پر رکھی اور رسیور مالٹھا کر اس

نے نمبر ملانے شروع کر دیتے۔

بلیک زیر و غاموشی سے چائے پیتا ہوا اسے دیکھتا رہا۔ عمران فارمن کال کے
نمبر ملادہ ہا تھا۔

”ڈبلیو ڈسی شمارکم اینڈ میعنی۔“ — رالٹھہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے
ایک نسوانی آواز ابھری۔

”ٹالکم سے بات کر ایتھے۔ میں پاکشیا سے بول رہا ہوں۔“ — عمران
نے اپنے اصل لبھے میں کہا۔

خاصی رقم ہاتھ لگ جاتی ہے۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہتے ہو۔” — ٹارکم نے
پوچھا۔ ”بس یار کیا بتاؤ۔ بڑا کوئی کا زمانہ آگیلہ ہے۔ ڈیڈی کا جاگیر دارانہ
جلال آج کل زوروں پر ہے۔ اخبارات میں میرے عاق نامہ پر چھپ رہے
ہیں۔ میں نے تو بڑی خواستیں کی ہیں کہ چلو اخباروں میں اشتہار
چھپوانے کی سبکے وہی رقم مجھے دے دیں تو میں اذن دعا ہونے کے
لئے تیار ہوں۔ مگر وہ مانتے ہی نہیں۔ ماں یہ بتاؤ آج کل کون سا آئیم زوروں
پر ہے۔“ — عمران نے کہا۔

”یہی مطلب — کیا تم دا قی شرط لگانے کے موڑ میں ہو۔ لیکن اصل بات
بتاؤ۔ مجھے چکرنا دو۔ میں تمہاری فطرت اچھی طرح جانتا ہوں۔“ — ٹارکم نے
جواب دیا۔

”جب جانتے ہی ہو تو پھر بتانے کا کیا فائدہ۔ خواہ مخواہ فون کال لمبی ہو جائے
گی۔ اور تمہاری کمپنی کو خسارے کی سرمایہ کارہی کرنی پڑے جائے گی۔ تم بس اتنا
بتاؤ کہ آئیم کون ساعروں پر ہے۔“ — عمران نے کہا۔

”آج کل تو تمہارے ملک پاکیشیا کی قومی کوکٹ ٹیم اور گریٹ لینڈ کے
درمیان بے دا لے میچز پر لمبی شرطیں لگ رہی ہیں۔“ — ٹارکم نے
جواب دیا۔

”اچھا۔ پھر کس کا بھاؤ تیز جا رہا ہے۔“ — عمران نے سر ملا تے
ہوئے پوچھا۔

”بھاؤ تو پاکیشیا ٹیم کا تیز ہے۔ پانچ اور چھتیں کا بھاؤ آج چل رہا ہے۔
لیکن میرے خیال میں صورت حال بدلتے ہیں۔“ — ٹارکم نے کہا۔ اور جواب

کے پاکیشیا کی ٹیم کے دو سپر میٹ کھلاڑی دوڑے پر نہیں آئے ہے۔ لیکن
یار مسکہ پڑا خراب ہو جائے گا۔ کیونکہ میں نے بھی پاکیشیا ٹیم پر لمبی رقم لگا
دکھی ہے۔“ — ٹارکم نے بڑے سنجیدہ ملبے میں کہا۔

”تو تمہارا مطلب ہے کہ ان دو کھلاڑیوں کے نہ آنے کی وجہ سے
گریٹ لینڈ کا بھاؤ پاکیشیا سے چڑھ جائے گا۔“ — عمران نے
پوچھا۔

”نہیں۔ بھاؤ تواب نہیں چڑھے گا اور قیڈی کا روپریٹ دا لے
اپ چڑھنے بھی نہ دیں گے وہ بگناگہ ہی بند کر دیں گے۔ لیکن اگر دا قعی
پاکیشیا ٹیم ہار گئی تو سب لوگوں کی لمبی رقمیں ڈوب جائیں گی۔“
ٹارکم نے جواب دیا۔

”یہ قیڈی کا روپریٹ کیا بلا ہے۔ کیا کوئی ڈی ڈی ڈی ڈی جیسے فائی کمپنی
ہے۔“ — عمران نے چونکہ کر پوچھا۔

”اے نہیں۔ یہ شرطیں لگانے والا ایک ادارہ ہے۔ اب ظاہر
ہے قانونی طور پر تو شرطیں نہیں لگائی جاتیں۔ یہ سارا دھنہ ہی غیر قانونی
ہے۔ لیکن یہ قیڈی کا روپریٹ دا لے بڑے مستحکم ہیں۔ بڑا لمبا کار دبار
ہے۔ ان کا۔ اب تو پورے گریٹ لینڈ پر اس دھنے سے میں ان کی
اجارہ داری ہے۔ بڑے بھائی ہاتھ ہیں ان کے۔ لیکن ایک بات
ہے جس طرح یہ رقم دصول کرنے میں سخت ہیں۔ اس طرح رقم دینے
میں بھی کھرے ہیں۔“ — ٹارکم نے جواب دیا۔

”بیسے ہاتھوں سے کیا مطلب۔ کیا گوریلے ہیں یہ۔“
عمران نے ایک بار پھر پیڑی سے اترتے ہوئے پوچھا۔ اور جواب

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

پیٹار کم منس پڑا۔
”ایسا ہی سمجھو۔ گوریلے بھی ہیں اور بھیریتے بھی۔ ایک سنہ برا مم پیشہ لوگ
ہیں“۔ ٹارکم نے ہنسنے ہوئے جواب دیا۔

”میں نے تو سناب ہے کہ رقم بچانے کے لئے یہ غلط تھکنڈے
بھی استعمال کرتے ہیں۔ اب دیکھو ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ کسی سازش
سے ہی پاکیش یا ٹم کو ہر دادیں ایسی صورت میں تو کرو دوں اربوں روپے
پیچ جائیں گے انہیں“۔ عمران نے مطلب پیدا تے ہوئے کہا۔

”ماں ہو تو سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ ایسا کام کریں گے تو براہ راست نہیں
کریں گے۔ کیونکہ اس طرح ان کی ساکھ خراب ہو جائے گی۔ اور بھر آندہ
ان کے نام پر بکنگ ہی نہ ہوگی۔ البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ یہ قریبی
حکومتی تیزی کے ذمہ یہ کام لگادیں۔ لیکن میرا خیال ہے یہ اتنی دور نہ جائیں
گے“۔ ٹارکم نے جواب دیا۔

”او کے۔ اس بار میں شاید میچز دیکھنے گیریٹ لینڈ آؤ۔ کیا
خیال ہے۔ رہنے کی جگہ مل جائے گی“۔ عمران نے کہا۔

”اوے ضرداً دا۔ یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ کافی طویل عرصے
سے ملاقات نہیں ہوئی۔ موسٹ ویکم“۔ ٹارکم نے مسافت سے
بھر پور ہجے میں کہا۔ اور عمران نے آنے کا وعدہ کر کے رسور رکھ دیا۔
”کیا بات ہوتی عمران صاحب۔ میری سمجھ میں تو یہ گور کھو دھنندہ
نہیں آیا“۔ بلیک زیر و نے کہا۔

”ہے بھی یہ گور کھو دھنندہ۔ میرا آئیڈیا تھا کہ گیریٹ لینڈ دلے کمٹ
کے بے حد سیا ہیں۔ اس لئے لازماً اس پر آج کل شرطیں عروج پر ہوں۔

گی۔ اور اگر پاکیش یا کا بھا و تیز جا رہا ہے تو پھر لازماً لمبی رقم بچانے کے
لئے کوئی سازش کی جاسکتی ہے۔ اور فی الحال تو میرا خیال درست نکلا ہے۔
لیکن ابھی اس کی تصدیق باقی ہے۔ میں پہلے افشار اور ارشاد سے مل
لوں۔ یہ صورت حال واضح ہو گی“۔ عمران نے کہی سے اٹھتے
ہوئے کہا۔

”تو کیا آپ واقعی اس معلمے میں سمجھیہ ہیں“۔ بلیک زیر و
نے حیرت بھرے ہجے میں کہا۔ ”یہ ٹم کے خلاف واقعی سازش ہے تو ہمیں
ظاہر ہے۔ اگر یہ قومی کمٹ ٹم کے خلاف واقعی سازش ہے تو ہمیں
سمجھیہ ہونا پڑے گا۔ یہ بھی ملک کی عزت کا مسئلہ ہے“۔ عمران
نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”ارے نہیں۔ وہ ڈیوڈ بٹا سخت مزاج آدمی ہے۔ اگر اس کا بیکی ڈیوڈ دنوں سے جوڑے پیچھے ہوئے تھے۔ رالف کا کاشاد دیان سے نکل گیا تھا۔ اور پاکیشیاں یہم کے گھلامیوں کو دہشت زدہ کرنے کا کام بیکی کو مل گیا تھا۔ لیکن آر گناز ڈیشن کے چیف ڈیوڈ نے بیکی کو اپنے دفتر میں آنے کے لئے کہا تھا تاکہ اس سے بیکی کے پوری تفصیل سے منصوبہ بندہ می کی جل سکے۔“ یہ ڈیوڈ توکی سے مٹا نہیں پھراں نے تمہیں کیوں بلایا ہے“

”بیکی کسی ڈیوڈ سے کم تو نہیں براڈن۔ وہ اگر آر گناز ڈیشن کا چینی ہے۔ تو میں گریٹ لینڈ کی زیر زمین دنیا کا چیف ہوں۔ اور سنو تم نے بھی سڑک پر پھر کتی ہوئی نظر آسکتی تھی۔ ڈیوڈ کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہ تھا۔ اس کے صرف ہونٹ ہلنے تھے۔ باقی کام اس کے گرگوں نے ہی کرنا تھا۔“

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”مانع گھوم گیا تو بھی میری تو جان پر بن جائے گی۔“ براڈن نے سہنے ہوئے تھے میں جواب دیتے ہوئے تھے کہا۔

”تم درو نہیں۔ تم بیکی کے ساتھ جاؤ گے۔ بیکی کے دوست اور دوست راست کی حیثیت سے۔ میرے خیال میں وقت ہو گیا ہے۔ اب چلتا چل رہی ہے۔“ بیکی نے کلامی پر بندہ ہوئی گھری پر نفری دوڑاتے ہوئے تھے کہا۔

”سچا ہو۔ ایسا نہ ہو کہ میرے ساتھ جانے سے وہ چڑھ جائے۔“ براڈن اپنی تک متذبذب تھا۔

”تم کسی قسم کی فکرمت کرو۔ اور اٹھو۔“ بیکی نے کہی سے لٹھتے ہوئے تھے کہا۔ اور براڈن بھی کہنے ہے اچکاتا ہوا انھی کھڑا ہوا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار تیز رفتاری سے ڈیوڈ کے دفتر کی طرف اٹھی جا رہی تھی۔ ڈیوڈ کا دفتر ہوٹل فائیوسٹار کی سب سے اپیل دالی منزل پر تھا۔ ہوٹل کی سالم منزل ہی ڈیوڈ کے لئے رینر دھنی۔ اور کیوں نہ ہوتی۔ پورا ہوٹل ہی اس کی ملکیت میں تھا۔ زیر زمین دنیا کے آدھے سے زیادہ جما کم پیشہ آر گناز ڈیشن سے متعلق تھے اور اسی کے ڈیوڈ کا حکم حروف آنکھ کی حیثیت رکھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ڈیوڈ کا براڈن نے حرمت بھر کے بھجے میں کہا۔

”بیکی کسی ڈیوڈ سے کم تو نہیں براڈن۔ وہ اگر آر گناز ڈیشن کا چینی ہے۔ تو میں گریٹ لینڈ کی زیر زمین دنیا کا چیف ہوں۔ اور سنو تم نے بھی سڑک پر پھر کتی ہوئی نظر آسکتی تھی۔ ڈیوڈ کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہ تھا۔ اس کے صرف ہونٹ ہلنے تھے۔ باقی کام اس کے گرگوں نے ہی کرنا تھا۔“

گریٹ لینڈ میں کوئی بڑا جرم ایسا نہ تھا۔ جس میں آر گنائزیشن ملوث نہ ہوتی ہے۔ پولیس کے اعلیٰ حکام اس سے باقاعدہ لمبی تنخواہیں وصول کرتے تھے۔ اس اداگم کوئی منکلا پولیس افسر تفتیش پر اتر بھی آتا تو مایا تو وہ دوسرے روز تو کہی سے فارغ ہو چکا ہوتا یا پھر اچاکسی کار کے نیچے کھلا جاتا۔ اور کار اداس کا ڈرائیور بھی دستیاب ہی نہ ہوتے تھے لہی وجہ تھی کہ جہاں آر گنائزیشن کا نام آ جاتا پولیس اور اعلیٰ حکام خود ہی آنکھیں چڑا جاتے۔ اور ڈیوڈ قدم زملے کے شہنشاہوں کی طرح رہتا تھا۔ اس سے ملنا ہی اعزاز سے کھم نہ تھا۔ اس لئے تو براون نہ چاہتے ہوئے بھی بلیکی کے ساتھ پل پڑا تھا۔ یکونہ کہ ڈیوڈ سے ملاقات کے بعد زیر نہیں دنیا میں اس کی عزت لاذما بٹھ جانی تھی۔

بلیکی نے کار فایو سٹار ہوٹل کے وسیع دعویض پارکنگ میں رکی اور پھر وہ دونوں کار سے نیچے اتھ آتے۔

”اسکے دیگرہ یہیں کار میں ہی رکھ دو براون“۔ بلیکی نے دروازہ بند کرنے سے پہلے براون سے مخاطب ہو کر کہا۔

اد براون نے سر ملاٹتے ہوئے جیب سے روپا اور ادا کیک خنجر نکال کر اسے کار کی پچھلی سیدھی پر اچھا ل دیا۔ بلیکی پہلے ہی روپا اور نکال کی ڈلیش بوڑیں رکھ چکا تھا۔ چنانچہ کار کو لاک کرنے والے ہوٹل کے میں گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔

میں ہاں میں داخل ہو کر وہ سیدھے کاڈنٹر کی بڑھے۔

”یہ فرمائیئے“۔ کاڈنٹر پر موجود خوب صورت لڑکی نے کار و باری انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”میرا نام بلیکی ہے اور یہ میرا معادن براون ہے۔ ہمیں ڈیوڈ نے بلایا ہے“۔ بلیکی نے انتہائی سنجیدہ ہجھے میں کہا۔

”افہ۔ تمہارا نام کیا ہے؟“۔ رٹکی نے یک لخت انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”بلیکی۔ اور یہ میرا اسٹنٹ براون ہے“۔ بلیکی نے سنجیدہ ہجھے میں کہا۔

”تمہارے متعلق تو آرڈر موجود ہیں کہ تمہیں چیف بس کے پاس بیسچ دیا جائے۔ لیکن یہ تمہارا اسٹنٹ نہیں جا سکتا“۔ لٹکی نے غور سے براون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”دیکھو لڑکی۔ میرا نام بلیکی ہے۔ اگر چیف بس اس شہر کی بہت بڑی طاقت ہے تو میں بھی کسی سے کھم نہیں ہوں۔ اور پھر تمہارے چیف بس کو مجھ سے کام ہے۔ تم اس سے بات کر داگر دہ تمہیں میرے اسٹنٹ کو ساتھ لے آنے کی اجازت دے دے تو ٹھیک درہ میں یہیں سے ہی داپس چلا جاؤ گا“۔ بلیکی نے سخت ہجھے میں کہا۔ اور لٹکی کے ساتھ ساتھ براون بھی حرمت سے بلیکی کو دیکھنے لگا۔ ان دونوں کا دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے انہیں لقین نہ آ رہا ہو کہ ڈیوڈ کے بارے میں اس کے ہوٹل میں کھڑے ہو کر کوئی شخص اس قسم کی بات بھی کر سکتا ہے۔ لیکن بلیکی کے چہرے پر ایسے آثار لگتے جیسے واقعی وہ ڈیوڈ سے کسی طرح کھم نہ ہو۔

”میں یہیں مک جاتا ہوں بلیکی۔ تم ہواؤ۔ پھر یہاں سے اکٹھے داپس پلے جائیں گے“۔ براون نے جلدی سے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نہیں۔ تم میرے ساتھ جاؤ گے۔ یا پھر میں بھی نہیں جاؤں گا۔ لٹکی بات کرو چھیت بس سے۔ میرے پاس ضائع کرنے کے لئے زیادہ وقت نہیں ہے۔ بلیکی کے ذمہ میں نجاح نے کیا تھا کہ وہ واقعی بُری طرح اکھڑ رہا تھا۔

لٹکی چند لمحے سوچتی رہی پھر اس نے جلدی سے کاڈنٹرپر کھے ہوئے انٹرکام کا ایک بین دبادیا۔ بلیکی کاڈنٹرپر پہنچا ہے۔ اس کے ساتھ اس کا اسٹینٹ بس اسی نامی نوجوان ہے۔ بلیکی بفضلہ ہے کہ وہ بماڈن کے ساتھ رہی چھیت بس سے ملاقات کر لے گا ورنہ نہیں۔ لٹکی نے موڈبانہ ہجے میں کسی سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"بماڈن۔ وہ اس کا اسٹینٹ کیسے بن گیا۔ وہ آپس میں دوست ضرور ہیں۔ اچھا ٹھیک ہے میری بات فون پر کہا تو بلیکی سے" دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور لٹکی نے انٹرکام کا بین پسیں کر کے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پسیں کئے۔

"یس۔ بات کراؤ" دوسری طرف سے دہی آواز سنائی دی۔ اور لٹکی نے رسیور بلیکی کی طرف بڑھا دیا۔ "ہیلو۔ بلیکی بول رہا ہوں" بلیکی نے سخت اور سپاٹ ہجے میں کہا۔

"بلیکی۔ میں رابرٹ بول رہا ہوں۔ یہ تم بماڈن کو کیوں ساتھ لے لکھ لے کر پھر ہے ہو۔ تمہیں معلوم تو ہے چھیت بس کا مزاج کیا ہے۔ وہ نواہ مخواہ اکھڑ گیا تو مصیبت کھڑی ہو جائے گی۔ تم جا کر اس سے مل لو"

دوسری طرف سے نرم لمحے میں کہا۔ رابرٹ اس ہوٹل کا اپنچارج تھا۔ اور ظاہر ہے کہ ڈیوڈ کے خاص آدمیوں میں سے تھا۔

"دیکھو رابرٹ۔ آرگنائزشن نے جو کیس میرے سے پسرو کیا ہے وہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کی اہمیت اسی بات سے ظاہر ہے کہ تمہارا چھیت بس نجھے سے براہ راست ملنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ اس کیس کی کامیابی میں بماڈن کا کردار سب سے اہم ہے گا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تمہارے چھیت بس سے ملاقات کے وقت بماڈن میرے ہمراہ رہتے تاکہ تمام باتیں تفصیل سے زیر غور آ سکیں اور اگر تمہارا چھیت بس اس پر تیار نہ ہوا تو پھر ٹھیک ہے وہ یہ کیس کسی اور کے سپرد کر دے۔" بلیکی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے۔ میں چھیت بس سے بات کرتا ہوں" رابرٹ نے قائل ہوتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ سی رابطہ ختم ہو گیا۔

اور بلیکی نے بھی طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر فاتحانہ چمک رکھی جیسے اس نے کوئی بڑی جنگ جیت لی ہو۔ کاڈنٹرپر کھڑی لٹکی نے شراب کے دو جام بھر کر بلیکی اور بماڈن کے سامنے بڑے موڈبانہ انداز میں پیش کئے اور وہ دونوں بڑے اطمینان بھرے انداز میں چسکیاں لینے لگے۔

پھر جیسے ہی انہوں نے جام نعمت کئے۔ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ لٹکی نے انٹرکام بین پسیں کیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"رابرٹ بول رہا ہوں بلکی اور اس کے اسٹینٹ کو روٹہ پاس دے کر چیف بس کے پاس بھجوادو" — رابرٹ کی آذ سنائی دی۔ "یس بس" — لڑکی نے کہا۔ اور یعنی آف کر کے اس نے بھی پھر قی سے کاڈنٹر کے نیچے پا تھہ بڑھایا اور پھر سرخ رنگ کے دو کارڈ نکال کر ان کے سامنے رکھا دیئے۔ "اوپر والی ننزل میں تشریف لے جائیں" — لڑکی نے کہا۔ اور بلکی نے سر ہلاتے ہوئے کارڈ اٹھاتے اور پھر لفت کی طرف بڑھ گئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ڈیوڈ کے انتہائی شاندار انداز میں آ راستہ دفتر میں کمیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ دفتر کی آرائش و زیبائش اس قدر شماں نہ تھی کہ وہاں جانے والوں کو خواہ خواہ احساس کمرتی ہونے لگتا تھا۔ راستے میں انہیں دو جگہ پر پوری طرح چیک کیا گیا تھا۔

دفتر میں موجود بڑی میز کے پیچے رکھی ہوئی اونچی نشت کی کمی خالی پڑی ہوئی تھی۔ ابھی انہیں دہائی بیٹھے ہوئے تھے تھوڑی تھی دیر ہوئی تھی کہ سایہ کی دیوار ہٹی — اور ایک لمبا تر ملگا اور سٹول جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر انتہائی قیمتی سوت تھا اور منہ میں ایک قیمتی سکا رکھتا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ کسی صورت بھی کسی غنڈے کے کاچھرہ نہ لگتا تھا۔ بلکہ وہ فلم کا اداکار لگتا تھا۔ بڑے تکھے اور خوب صورت لقتھتے ہنکھوں میں بھی ذہانت کی چیک تھی۔ یہ ڈیوڈ تھا۔ آر گنا انیشن کا چیف۔ جس سے پورا گیٹ لینہ کا نپتا تھا۔ براوڈ اس سے کہلی بار دیکھ رہا تھا۔ آج تک وہ الف یلوسی انداز میں صرف اس کے قصہ ہی سنتا آیا تھا جب کہ بلکی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اس سے پہلے بھی کمی بار اس سے ملاقات کر چکا تھا۔ ڈیوڈ کے اندر داخل ہوتے ہی بلکی اور براوڈ دنوں بے اختیار اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ "بیٹھو" — ڈیوڈ نے سرد ہجے میں کہا اور بڑے الٹینان سے اونچی نشت والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی تیز نظریں براوڈ پر جبی ہوئی تھیں، پس پھر رابرٹ نے بتایا ہے کہ یہ براوڈ اس تیس میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کون ہے یہ کیا کہتا ہے" — ڈیوڈ کی نظریں تو براوڈ پر جبی ہوئی تھیں۔ لیکن وہ منا طب بلکی سے تھا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ براوڈ کو معمولی سی یقینیت دینے کے لئے بھی تیار نہیں ہے۔ "یہ بہت کام کا آدمی ہے۔ آپ یہ بتایاں کہ یہیں آپ نے کس مقصد کے لئے بلا یا ہے" — بلکی کا ہجھہ قدر میں متوجہ تھا۔ لیکن اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ ڈیوڈ سے براوڈ کی طرح بہت زیادہ مرعوب نہیں ہے۔ "جوئیں نے سوال کیا ہے اس کا جواب پہلے بتاؤ۔ یہ آدمی کون ہے۔ اس کاحد دار لعہ کیا ہے۔ اور تم نے اس قدر ابھم کیس میں مہماں اجازت کے بغیر سے اپنے ساتھ کیوں شامل کیا ہے" — ڈیوڈ کا ہجھہ یک لختتے ہے حد تکخ ہو گیا۔ "اس کا نام براوڈ ہے۔ اور یہ میرا دوست ہے۔ اس سے زیادہ تفصیل میں جلنے کی ضرورت نہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ میں نے اسے کیا بتایا ہے کیا نہیں۔ یہ میرا اپنا کام ہے" — آر گنا انیشن نے مجھے ایک کام سونپا ہے۔ وہ کام ہونا چل ہیے۔ آر گنا انیشن کو اس سے

دیپسی نہیں ہوئی چاہتے۔ کہ یہ کام کس طرح سراج نام پانلے ہے۔۔۔ بیکی
نے بھی اس بار سپاٹ لائے میں کہا۔ اور ڈیوڈ چونک کر بیکی کو دیکھنے لگا۔ اس کی پیشافی پر بیک لخت
شکنیں نمودار ہوئیں۔

ہوں۔۔۔ بہت اونچے اڑ رہے ہو۔ شاید تمہیں کچھ ضرورت سے
زیادہ ہی غلط فہمی ہو گئی ہے اپنے متعلق جانتے ہوکیں سے بات کر رہے
ہو۔۔۔ ڈیوڈ نے غرل تھے ہوئے کہا۔

اور جواب میں بیکی استہزا یہ انداز میں ہنس رہا۔ وہ ذماسا بھی مرعوب
نہ دکھائی دے رہا تھا جب کہ بد آدن کی جان پر بن گئی تھی۔ خوف اس کے
پھرے سے نمایاں ہو گیا تھا۔

جناب۔ یہ درست ہے کہ آپ آگنازیشن کے چھی باریں ہیں۔
یکن میر انعام بیکی ہے۔ اور میرے متعلق آپ اچھی طرح جانتے ہوں گے
کہ میں کیا ہوں۔۔۔ اور اگر معلوم نہ ہو تو اپنے آدمیوں سے پوچھ لیں۔
وہ تفصیل بتا دیں گے۔ اور آخری بات یہ کہ میں اس قسم کا ہجہ برداشت
کرنے کا عادتی نہیں ہوں۔۔۔ میں ایک بات اور بھی بتا دوں آپ کے
فائدے کی۔۔۔ کہ آپ نے مجھ پر ما تھڈا لانے کی کوشش کی تو پوری
آگنازیشن بھاپ بن کر فنا میں اڑ جائے گی۔ میرے پاس زیر و نیز
رپورٹ کی کافی موجود ہے جو میرے دکیل کی تحمل میں ہے۔ اور میں
نے یہاں آنے سے پہلے اسے فون کر دیا ہے کہ آگر میں اس سے چوبیں
گھٹنیوں کے اندر فون نہ کروں تو وہ یہ رپورٹ ملکہ گریٹ لینڈ لٹک پہنچا
دے۔۔۔ بیکی نے کہا۔ اور ڈیوڈ زیر و نیز رپورٹ کی بات سن گرے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اس بھی طرح چونکا جیسے اس کی کرسی کی نشست پر اچانک فوکی کیں تھکل
کرنے ہوں۔

"کیا کہہ رہے ہے ہو۔ زیر و نیز و رپورٹ تمہارے پاس ہے"
ڈیوڈ کے لمحے میں یقین نہ آنے والی حیرت تھی۔

"درست کہہ رہا ہوں۔۔۔ لیکن اس کے باوجود سب جانتے ہیں کہ بیکی
کبھی کسی کو دھوکہ نہیں دیتا۔۔۔ بیکی نے بڑے مطمئن ہو گئے میں جواب
دیا۔

اور ڈیوڈ نے سلفت کھٹکے ہوئے بے شمار ٹیکی فونوں میں سے سرخ
شگ کے ٹیکی فون کا سیورا لٹھایا۔ اور بیکی کے لبوں پر مسکرا ہٹ ابھر
آنی۔

"میرے دفتر میں آؤ۔۔۔ ڈیوڈ نے پھنکا رتے ہوئے کہا۔ اور
پھر سیورا کھد دیا۔

"لماں تو مسٹر بیکی۔۔۔ تم آگنازیشن کو بیک میل کر رہے ہو۔۔۔ بیکی ہے
اب آگنازیشن رہ ہی اس کام کے لئے کھی ہے۔۔۔ بے چارہ آگنازیشن"

ڈیوڈ نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ بیکی کو جی
جواب دیتا۔ اچانک سائیڈ سے دروازہ کھلا اور ایک فوجان اندر داخل
ہوا۔۔۔ اس کے ٹاکھوں میں ایک سین گن گئی۔۔۔ وہ پھر سے سہی انہماں سخت
گیر اوس ٹکا نظر آ رہا تھا۔

"ٹیٹو۔۔۔ یہ عام ساغھڑہ بیکی۔۔۔ بھٹے بیک میل کرنا چاہتا ہے تمہارا
کیا خیال ہے میں اطمینان سے بیک میل ہو جاؤں۔۔۔ ڈیوڈ نے
آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔۔۔

باس۔ آپ کو یہ بیک میں کو رہا ہے۔ حیرت ہے۔۔۔ فیٹونے
کندھے اچھاتے ہوئے کہا۔ اور دمیر سے لمحے اس نے با تھیں پر ڈی
ہوئی شین گن کارخ بیکی اور براڈن کی طرف کر دیا
”کھڑو۔۔۔ ک جاؤ۔۔۔“ اچانک بیکی نے بڑے باد قار انداز میں
با تھا اٹھاتے ہوئے کہا۔

”فیٹو میں ہی تو صفت ہے کہ یہ کھڑتا نہیں ہے۔ صرف حرکت کرتا
ہے۔۔۔ یکوں فیٹو۔۔۔ ڈیوڈ نے بڑے طعنہ یہ انداز میں ہنتے ہوئے
کہا۔ اور اسی لمحے بیکی نے اچانک زور سے قلعہ لگایا۔
”تم واقعی ایک احمدی ہو ڈیوڈ۔ اور کسی احمدی کو یہ حق نہیں ہے
کہ وہ اس کو سی پیدا ہے۔ یہ حق بیکی کو ہی ہو سکتا ہے۔ جسے تم عام ساغندہ
کہہ رہے ہو۔۔۔ فیٹو سے بتاؤ کہ اب اس کی آر گنا نریشن میں کیا چیز ہے۔“
بیکی نے ہفتے ہوئے کہا۔

”باس۔ بیکی درست کہہ رہا ہے۔۔۔ تھیں معزول کر کے منزلے موت
کا حکم سنایا جا چکا ہے۔۔۔ مسٹر ڈیوڈ۔ اور یہ فیصلہ ڈائئرکٹران نے متفقہ طور پر کیا
ہے۔۔۔ اور تمہاری بجائے بیکی کو آر گنا نریشن کا چیف بس منتخب کریا
گیا ہے۔۔۔ اچانک فیٹو نے شین گن کارخ بیکی سے ہٹا کر ڈیوڈ
کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سخت ہجھے میں کہا۔ اور ڈیوڈ کے لبوں
میں دبایا سکاریک لخت یچھے گر گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھینے
لگیں۔۔۔

”لگ۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔۔۔ کیا تم ہوش
میں ہو۔۔۔ ڈیوڈ نے بڑی طرح گڑ بڑا تے ہوئے کہا۔ اور سا تھی اس

کا ہاتھ میز کے کنارے کی طرف بڑھنے لگا۔
”حضور ہے۔ اب تمہارا حفاظتی نظام کام نہیں کر سکے گا۔۔۔ سچھے
ہی آف کر دیا گیا ہے۔۔۔“ بیکی نے مسکلتے ہوئے کہا اور ڈیوڈ کا
وجہہ اور خوبصورت پھرہ تیزی سے منع ہوتا گیا۔

”یہ کیا سازش ہے۔۔۔ کیسی سازش ہے۔۔۔“ ڈیوڈ نے یک لخت
بُجھی طرح چھینتے ہوئے کہا۔۔۔ اسے سازش کے متعلق تفصیل سے بتاؤ۔۔۔ تاکہ اسے پتہ
چل سکے کہ آر گنا نریشن کا چیف بس بننے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ
سارے دھنے کے چھوڑ کر صرف عیاشی ہی کرتا رہے۔۔۔“ بیکی
نے ہفتے ہوئے کہا۔۔۔

”سازش کیسی مسٹر ڈیوڈ۔۔۔ پوری آر گنا نریشن آپ سے تنگ تھی۔۔۔ آپ کسی
کارکن سے ملننا اپنی ہتھ کشمکش تھے۔۔۔ اس لئے پوری آر گنا نریشن میں
آپ کے خلاف لفتر کے جذبات بھرے ہوئے تھے۔۔۔ لیکن کوئی
موقعاً نہ مل رہا تھا۔۔۔ لیکن پھر یہ موقع آگیا اور آپ نے ایک معمولی سی غلطی
پر آر گنا نریشن کے دس بہترین اور وفادار کارکنوں کو اپنے ما تھوں سے
خوبی مار دی۔۔۔ اس پر صورت حال بد لگی۔۔۔ آر گنا نریشن میں کھڑی کیتی
ہی۔۔۔ لیکن مسلکہ تھا آپ کے مقابل کا۔۔۔ اور پھر بیکی پر سب کی نظریں جنم
گئیں۔۔۔ بیکی کام کرنے کے لحاظ سے بہترین آدمی ہے۔۔۔ اور اس میں
ایسی صلاحیتیں ہیں کہ وہ آپ کی جگہ سے سکے۔۔۔ چنانچہ ہائی لیوں پر سب
پکھھے ٹے پا گیا۔۔۔ لیکن اس آخرتی رکاوٹ موجود تھی۔۔۔ وہ تھی آپ کے اس
ذقر میں۔۔۔ بیکی کا داغلہ ظاہر ہے یہاں آپ کی مرضی کے بغیر کوئی داخل نہ
ہے۔۔۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

ہو سکتا تھا۔ اور پھر پیشیما والا کیس آر گنائزیشن کے پاس ۲ یا تو منصوبہ بندی کی گئی۔ رالف آپ کا خس آدمی تھا۔ اُسے لایخ دے کر آگے بڑھایا گیا۔ وہ لایخ میں آگیا۔ اس طرح آپ نے رالف کو ہٹا دیا۔ پھر آر گنائزیشن نے اس شن میں ایک ایسا کتہ نکالا۔ جس پر آپ نے مجبور ہو کر بلیکی کو دفتر آنے کی دعوت دی۔ اس طرح بلیکی دفتر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ براڈن کو ساتھ لے آنے کا مقصد یہ تھا کہ براڈن کا قد و قامت آپ سے ملتا جلتا ہے۔ چنانچہ یہ طے ہوا کہ آپ کا خاتمہ کر کے براڈن کو میک اپ میں آپ کی جگہ بٹھا دیا جائے گا۔ یہ ڈمی چیز ہو گا اصل چیز بلیکی ہی رہے گا۔ پھر جب پوری آر گنائزیشن کی چھان بین کر کے آپ کے حمایتوں کو ختم کر دیا جائے گا۔ بلیکی تکمیل ظور پر چار ج سنبھال لے گا۔ یعنی اب آخوندی سلسلہ تھا آپ کے دفتر میں اسلحہ کے داخل ہونے کا۔ اس لئے بلیکی نے جان بوچھ کر ایسی گفتگو کی کہ آپ نے مجھے بلا نیا۔ آپ کی اس فون کال کا سلسلہ کمپیوٹر کو اسلحہ اندر لانے کی اجازت کا ہے۔ اس طرح میں اسلحہ سمیت اندر آگیا۔ اور میرے اندر آتے ہی رابرٹ نے حفاظتی نظام کا یہ سوچ آنکھ کر دیا۔ میں اتنی سی کہانی ہے۔ ٹھیٹھی نے بڑے بڑے پیارے

ہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

مل۔ یعنی رابرٹ نے تو مجھے براڈن کے متعلق اور ہی کہانی سنائی تھی۔ ڈیوڈ کا زنگ نہ دپٹ گیا تھا۔

”یہ سب ڈرامہ تھا۔ کیونکہ کمپیوٹر تمام کالیں چیک کرتا ہے۔“

”بس بہت ہو گیا ٹھیٹھی۔ اب حکمت میں آ جاؤ۔“ بلیکی نے لفت بھرے

انداز میں کہا۔

اور دوسرا بھائی کو شین گن کی ریٹ ریٹ اور ڈیوڈ کے علق سے مکلنے والی جنگ سے گونج آ رہا۔ شین گن کا پورا برسٹ ہی ڈیوڈ کے پیسنے میں شہد کی تکمیلوں کا چھتہ بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ اور ڈیوڈ کی لاش کو سی بیسی ڈھلاک گئی۔

”گھٹشو۔ اب اسے اٹھاؤ اور بھٹی میں ڈال دو۔ آج سے براڈن ڈیوڈ ہے۔“ بلیکی نے ہفتے ہوئے کہا۔

اور ٹھوڑی جلدی سے آگے بڑھا اس نے شین گن کا نہ ہے سے لٹکا دی۔ اور آگے بڑھ کر اس نے کوئی سے ڈیوڈ کی لاش کو گھیٹ کر باہر نکالا اور پھر اس سے فرش پر گھیٹتا ہوا ایک دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے قریب پہنچتے ہی دیوار میں ایک دروازہ کھلا اور وہ لاش سمیت اندر داخل ہوا۔

”ہاں تو براڈن۔ اب بتاؤ بلیکی تمہارا دوست ہے کیا۔“ بلیکی نے ہفتے ہوئے ساتھ والی کوئی پہنچتے ہو اور دوست ہے کیا۔ بلیکی نے سلسلہ کمپیوٹر کو اسلحہ اندر لانے کی اجازت کا ہے۔ اس طرح میں اسلحہ سمیت اندر آگیا۔ اور میرے اندر آتے ہی رابرٹ نے حفاظتی نظام کا یہ سوچ آنکھ کر دیا۔ میں اتنی سی کہانی ہے۔

”مم۔“ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میرا تو دماغ مادف ہو گیا ہے۔

براڈن نے بڑی طرح لٹکھا تھے ہوتے کہا۔

”ایسے دماغ کو چالو رکھو میرے دوست۔ فی الحال تم ڈیوڈ ہو۔“

آر گنائزیشن کے چیف بس تھہارا انتخاب اس لئے ہوا ہے۔ کہ ایک تو تم میرے دوست ہو۔ دوسرا بھائی آداز اور لہجہ ڈیوڈ سے ملتا ہے۔

یسرا قد و قامت۔ اور باقی تمام ٹریننگ تھہیں رابرٹ فے دیگا۔ تم نے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

ہوئے پوچھا۔
 ”اس کی فکر نہ کرو۔ وہ بیکی کا کام ہے۔ اور بیکی اپنا کام کرنا جانتا ہے۔ تم تواب چھیت بات ہو۔ تمہیں اس مشن کی مکمل کامیابی کی روپرٹ یہیں بنیٹھے بیٹھے مل جائے گی۔ گذبائی۔— بیکی نے منتہے ہوئے کہا اور بہاؤن کو حیرت زدہ چھوڑ کر وہ اُسی دروازے کی طرف بڑھ گیا جس سے پروفیسر منودار ہوا تھا۔ اور بہاؤن اُسے جاتا دیکھتا رہا۔ شاید اس کے اعصاب ابھی تک اس نئی اور حیرت انگیز سچوشن کو پوری طرح قبول نہ کر سکے تھے۔ لیکن بہر حال یہ حقیقت تھی۔— وہ اب آرگنائزیشن کا چھیت بات ڈیوڈ تھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اب تا اطلاع ثانی ڈیوڈ کا رول ادا کرنا ہے۔ اس کے بعد جب میں بھیثت بیکی چھیت باتیں گا تو تم میرے نمبر لو ہو گے۔ بولو نہوش ہو۔”— بیکی نے ہستے ہوئے کہا۔

”میں سوچ بھی نہ سکتا تھا بلکی کہ ایسا بھی ممکن ہے۔ یہ ساری پلانگ کب ہوتی ہے۔”— بہاؤن نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”جب تم مجھے اچانک کار میں ملے۔ اس وقت مجھے احساس ہوا کہ تمہارا ہجہ بالکل ڈیوڈ سے ملتا ہے۔ پھر الف والاقصہ سلمنے آیا تو صور تحال ہمارے حق میں ہوتی گئی۔— اس کے بعد تمہیں سچے ہی نہ چلا اور سارا منصوبہ مکمل کر لیا گیا۔”— بیکی نے ہستے ہوئے کہا۔
 اُسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا سا آدمی ایک بیگ اٹھاتے اندر داخل ہوا۔

”پروفیسر داک حاضر ہے جناب۔”— بوڑھے نے بیکی کے سامنے بٹے مکوڈ بانہ انداز میں جھکتے ہوئے کہا۔

”یہ بہاؤن ہے پروفیسر۔ اور تم نے اسے ڈیوڈ بنانا ہے۔“
 بیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ بات۔— پروفیسنر نے کہا اور بہاؤن کی طرف بڑھ گیا۔

”اب میں جلتا ہوں بہاؤن۔ باقی ساری باتیں اور ہر ایات تمہیں را برت دے گا۔ تم فکر نہ کرو۔ سب کچھ جلد ہی ٹھیک ہو جائے گا۔”— بیکی نے کسی سے لکھتے ہوئے کہا۔

”اور وہ پاکیشیا والامش۔ اس کا کیا ہو گا۔”— بہاؤن نے پونکتے

عمران نے کار کوٹھی کے گیٹ پر دکی اور پھر نیچے اتک کر اس نے کال بیل کے بیٹن پر انگلی مکھ دی۔ پچھے لمحوں بعد پھاٹک کھلا اور ایک بوڑھا لیکن معزز آدمی نمودار ہوا۔

"جی فرمائیئے" — اس معزز آدمی نے عمران کو سر سے پرستک غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ عمران ایک ادھیر عمر آدمی کے میک اپ میں تھا۔

"آپ ارشد صاحب کے قبلہ و کعبہ ہیں" — عمران نے بڑے معصوم سے بچے میں پوچھا۔ "عمران نے بڑے قبلہ و کعبہ کی مطلب — میں اس کا والد ہوں" — بوڑھے نے حیرت زدہ پڑھی میں کہا۔

"اچھا تو ابھی آپ کو یہ القاب نہیں ملے۔ حیرت ہے۔ یہ آج کی نسل کو کیا ہو گیا ہے۔ ہمارے قبلہ و کعبہ والد محترم کو تو اگر خالی قبلہ کہہ دیا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

جائے تو وہ فوراً ہی ہمارے سروں پر طبلہ بجانا شروع کر دیتے ہیں" عمران نے منہ بلکتے ہوئے جواب دیا۔ اور وہ بوڑھا آدمی بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں سمجھ گیا۔ واقعی آج کل ان القاب سے کان مانوس نہیں رہے درنہ سے نہیں میں تو قبلہ و کعبہ کے الفاظ والد کے لئے لازم و ملزم دم بھی جاتے تھے۔ بہرحال فرمائیے" — بوڑھے نے ہنسنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں تعریف و تحسین کے آثار نمایاں تھے۔ جیسے اسے عمران کی سعادت مندی پسند آئی ہو۔

"مجھے آپ کے خلف المرشید۔ ہونہار۔ سعادت مند۔ فرمانبردار از قسم پر خودار۔ نام نامی ارشد فانی سے ملتا ہے۔ میرا نام علی عمران ابن رحمان قوم پہنچا ہے" — عمران نے بڑے سعادت مندانہ بچے میں کہا۔

"اچھا اچھا میں سمجھ گیا۔ لیکن برا در محترم دہ تو آج کل کسی سے نہیں ملتا" — بوڑھے نے بے اختیار ہنسنے لگتے ہوئے جواب دیا۔

"جناب۔ میں نے پہلے بھی دست بستہ الف ب ہو کر عرض پردازی کی ہے کہ میرا نام" کسی "نہیں بلکہ علی عمران ابن رحمان قوم پہنچا ہے۔ آپ کے خلف المرشید۔ ہونہار۔ سعادت مند۔ فرمانبردار۔ بے وقار۔ اور سوری با وقار فرزند ارجمند بے شک" کسی "سے نہ ملیں۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے" — عمران کی زبان چل پڑی۔

"آپ واقعی دلچسپ آدمی ہیں۔ لیکن آپ اُس سے کیوں ملتا چاہتے ہیں" — بوڑھے نے ایک بار پھر ہنسنے لگتے ہوئے کہا۔

"داح" — آپ کے اس کیوں کا جواب نہیں۔ ویسے انگریزی میں اسے دانی کہتے ہیں۔ اور فرانسیسی میں معاون کہجئے۔ ابھی میں نے فرانسیسی پڑھنی نہیں ہے۔ کیونکہ میر افی الحال فرانس جانے کا رادہ نہیں ہے۔ البته گریٹ لینڈ کی ملکت میری جیب میں ہے۔ اس لئے انگریزی میں کے چند لفظ میں نے مجبوراً پڑھ لئے ہیں۔ اب آپ خود ملاحظہ بکھر مٹا دہ فرمیں ہیں کہ مجھے کیوں کی انگریزی آتی ہے۔ لیکن اس کا جواب جواب تو شاید انگریزوں نے ابھی تک سوچا ہی نہیں" — عمران نے کہا۔ اور بوڑھا حیرت سے انکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھتا رہا۔ اب اس کی آنکھوں میں ایسے تاثرات نمایاں نظر آنے لگے تھے جیسے اسے عمران کی ذہنی صحت مشکوک محسوس ہونے لگ گئی ہو۔

"ڈیٹھی" — کون ہیں در داڑے پر" — اچانک ایک نوجوان کی آواز پھاٹک کے پیچھے سے سنائی دی۔ اور دوسرے پر لمحے ایک صحت مند اور دیجہہ نوجوان در داڑے پہنودار ہوا۔ اور اس سے دیکھتے ہی عمران پہچان گیا کہ یہی پاکیشیانی قومی کمکٹ ٹیم کا ٹارنیٹیمین ارشد ہے۔ کیونکہ وہ اس کی تصویریں اخبارات میں کمی بار دیکھ چکا تھا۔ "یہ صاحب تم سے ملنے آئے ہیں" — ارشد کے والد نے مسکراتے ہوئے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تو یہ ہیں آپ کے خلف الرشید۔ فرزند ارجمند۔ سعادت مند....." — عمران کی زبان ایک بار پھر حل پڑی۔ "جی فرمائیں" — ارشد نے حیرت سے عمران کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"تو آپ کا خیال ہے کہ یہ ساری فرمائش میں یہیں بھاکھ پر ہی کھڑا کھڑا پوری کر دوں گا۔ دیکھئے میرے پاس جس اشہدین کا چماغ ہے اس کا جن بے چارہ بن اپتی گھنی۔ لگی ستری سبزیاں اور دیت ملے آٹے کی روٹیاں کھا کھا کر اب اتنا سخت و نزار ہو چکا ہے کہ اتنی دیر کھڑا بھی نہیں رہ سکتا۔ کبجا آپ کا یہ کہنا کہ یہاں کھڑے کھڑے ساری فرمائش پوری کر دی جائے۔ کیا آپ کی اتنی خوب صورت کو گھنی میں دہلکریں کھینچنے والا اور تصویریں بنانے والا کمرہ نہیں ہے" — عمران نے کہا۔ "لکریں کھینچنے والا اور تصویریں بنانے والا کمرہ" — ارشد نے بُھی طرح حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"لکریں کھینچنے اور تصویریں بنانے کے فن کو شاید ڈرائیگر کہتے ہیں" — عمران نے عمر ملاہتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا" — آپ کا مطلب ڈرائیگر دم سے تھا۔ لیکھا ہے۔ تشریف لائیں" — ارشد نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے والد بھی سنہ دیتے۔

"یہ صاحب بہت دلچسپ گفتگو کرتے ہیں" — ارشد کے والد نے ارشد سے مخاطب ہو کر عمران کی تعریف کرنے کے انداز میں کہا۔ "لیکن ان کی آمد کا مقصد میری سمجھیں نہیں آیا" — ارشد نے بڑھاتے ہوئے جواب دیا۔

"مقصد ہی تو مقصود زندگی ہوتا ہے جناب خلف الرشید صاحب۔ اور جب مقصد ہی معلوم نہ ہو تو زندگی بے مقصد ہو جاتی ہے۔ اور یہ بے" بڑا خطرناک لفظ ہے۔ جس کے ساتھ لگ جائے اس کی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کار کر دگی بالکل ہی ختم ہو جاتی ہے۔ جیسے بے کار بے دفا بے زار
بے تاب بے چین۔ بے سکون عمران کی زبان
ایک بار پھر حل پڑی۔

"آپ تشریف نہیں۔ اور سید ہے سادھے الفاظ میں مجھے بتائیں۔

کہ آپ کون ہیں۔ اور کس مقصد کے لئے تشریف لائے ہیں؟"

اس بار ارشد نے جھنجلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ ڈرائیکٹر دم میں
 داخل ہو چکے تھے۔ اس کا والد اندر چلا گیا تھا۔

"یہ نے آپ کے قبلہ و کعبہ کو اپنا تعارف کرایا ہے۔ پھر آپ
کو بھی کہا دیتا ہوں۔ میرانام علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ الیں سی
(آنکن) ہے۔" عمران نے یک لخت انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے
کہا۔ اس کے چہرے سے حماقت کا نقاب اس طرح سرک گیا تھا اور
اس قدر بھروس سنجیدہ گی اس کی جگہ بندو دار ہوئی تھی کہ ارشد آنکھیں پھاڑ کھاڑ
کہ اس کے چہرے کو دیکھنے لگا۔ شاید اُسے یقین نہ آ رہا تھا کہ کوئی
شخص اس قدر بعلہ بھی بدل سکتا ہے۔

"علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ الیں سی۔ تو آپ کوئی سائنسدان
ہیں۔ یکن میرا تو سائنس سے کوئی تعلق نہیں۔" ارشد نے حیرت بھرے
انداز میں کہا۔

"آج کل کے زمانے میں کہیں بھی ایک سائنس ہے ارشد صاحب۔ اور
آپ کھلاڑی بھی ہیں اور آپ نے اچانک گریٹ لینڈ کے دورے
پرندے جانے کا اعلان کرنے کے قومی جرم بھی کیا ہے۔" عمران نے انتہائی
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو آپ اس سلسلہ میں تشریف لائے ہیں۔ آپ کا تعلق کسی
خبر سے ہے؟" ارشد نے ایک طویل سائز یتھے ہوئے کہا۔
اس کے پیہرے پنگاگواری کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"میرا تعلق اخبار سے نہیں سائنس سے ہے۔ اور سائنس جیسا کہ میں
نے کہا ہے کہ آج کل جنم بھی سائنس ہے۔ اور آپ میرے خیال میں
اس سائنسی تجربے کی ندویں آچکے ہیں۔ یکن مسٹر ارشد سائنس
ہمیں آگے بڑھنے کی ہدایت دیتی تھی۔ اگر ایک نظریہ قائم ہوتکے
تو اس کا توڑ بھی سلمنے آ جاتا ہے۔ یکن شرط یہ ہے کہ اس تجربے کو
اوپن کیا جائے۔" عمران نے کہا۔

"معاف کیجیے میرے پاس آپ کی ان فضول باتیں سننے کا قطعاً وقت
نہیں ہے۔ آپ تشریف لے جا سکتے ہیں۔" ارشد نے یک لخت
بھر کتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات
کا جواب دیتا۔ ایک پیار اس بچہ انتہائی تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"ڈیڑھی ڈیڑھی۔ وہ آدمی باہر کھڑا ہے۔ ڈیڑھی جو مجھے زمین پر گئی
کرذبح کر رہا تھا۔" پچھے نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ علی پلیز۔ ایسی باتیں نہیں کیا کرتے۔ وہ میں تمہیں دادا ابو کے
پاس چھوڑ آؤں۔" ارشد نے جلدی سپنچ کا باز دیکھتے
ہوئے کہا۔ اور پھر وہ اُس سے لئے ہوئے تیزی سے ڈرائیکٹر دم سے
باہر نکل گیا۔ اور عمران کے پوں پر مسکراہٹ پھیلنے لگی۔ وہ اس میک آپ
میں یہاں اس نے آیا تھا کہ اس کے ذہن میں لیک آئیڈ یا تھا کہ شاید ارشد
کو کسی دباؤ یا بلیک مینگس کے ذریعے گریٹ لینڈ کے دورے پر

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

جلنسے رد کا گیا ہے۔ اور اس صورت میں لاذ گا اس کی نگرانی بھی ہو رہی ہو گی۔ اور یہاں پہنچ کر اُس نے جان بوجھ کر ایسی باتیں کی تھیں تاکہ اگر کوئی نگرانی کرنے والا آن کی باتیں سن رہا ہو تو وہ اُسے کوئی غلطی آدمی ہی سمجھے۔ یکن اب اس معصوم پکے کی بات نے اس کے ذہن کی کمی کھڑکیاں سخنوں دی تھیں۔

”آپ ابھی تک بیٹھے ہیں۔ پلیز تشریف لے جائیے۔ میں بے حد پریشان ہوں۔ میں اس موضوع پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔“ ارشد نے دوبارہ اندر داخل ہوتے ہوئے پہلے تیز لامی میں اور آخر میں منت بھرے ہجھے میں کہا۔ اور اس کا یہ انداز سنتے ہی عمران سمجھ گیا کہ وہ ذہنی طور پر بھی طرح الجھا ہوا ہے۔

”تو تمہیں علی کی بنای پر بلیک میل کیا جا رہا ہے۔ یہ تمہاں اکلوتا لکھا ہے شاید۔“ عمران نے اُسی طرح سمجھیدہ ہجھے میں کہا۔

”لگ کیا مطلب۔ نہیں۔ مجھے کوئی بلیک میل نہیں کر رہا۔ کوئی نہیں کر رہا۔ بس میں خود نہیں جانا چاہتا۔“ ارشد نے بھی طرح گڑبرڑتے ہوئے ہجھے میں کہا۔

”اطمینان سے بیٹھ جاؤ ارشد۔ تم مرد ہو۔ اور ایک ملک کے لیے کھلاڑی ہو جس پر پورے ملک کو ناز ہے۔ تمہیں اس طرح گھٹیا درجے کے مجرموں کے ہاتھوں بلیک میل نہیں ہونا چاہیے۔“ پاکیشیاں میں لیے لوگ موجود ہیں جو ان مجرموں کے وہ بازو توڑ سکتے ہیں جو تمہارے بیٹھے علی کی طرف بڑھیں۔“ عمران نے انتہائی سرد ہجھے میں کہا اس کا لامہ ایسا تھا کہ ارشد یہاں لخت چونکہ عمران کو دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھیں ہٹپنھٹپنی

سی نظر آنے لگیں۔

”تت۔ تتم کون ہو۔ سچ بتاؤ تم کون ہو۔“ ارشد نے بھی طرح بوجھا لئے ہوئے ہبھے میں کہا۔ اور عمران نے بڑے اطمینان سے جیب سے ایک کارڈ نکال کر ارشد کی طرف بڑھا دیا۔ وہ پہلے ہی پوری تیاری کر کے آیا تھا۔

”چیفت آف پیشل ایجنسی۔ لگ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔“ ارشد نے کارڈ پڑھتے ہوئے حیرت بھرے ہجھے میں کہا۔ ”پاکیشیاں میں ایک ایسا ادارہ ہے جو پاکیشیا کی عزت اور ساکھ کے خلاف کام کرنے والے مجرموں کے خلاف کارروائی کرتا ہے۔ اور جیسے ہی تم نے کھیلنے سے انکار کیا ہم سمجھ گئے کہ ضرور کوئی گردبڑے ہے چنانچہ طرح الجھا ہوا ہے۔“ تو تمہیں علی کی بنای پر بلیک میل کیا جا رہا ہے۔ یہ تمہاں اکلوتا لکھا ہے شاید۔“ عمران نے اُسی طرح سمجھیدہ ہجھے میں کہا۔

”لگ کیا مطلب۔ نہیں۔ مجھے کوئی بلیک میل نہیں کر رہا۔ کوئی نہیں کر رہا۔ بس میں خود نہیں جانا چاہتا۔“ ارشد نے بھی طرح گڑبرڑتے ہوئے ہجھے میں کہا۔

”اطمینان سے بیٹھ جاؤ ارشد۔ تم مرد ہو۔ اور ایک ملک کے لیے کھلاڑی ہو جس پر پورے ملک کو ناز ہے۔ تمہیں اس طرح گھٹیا درجے کے مجرموں کے ہاتھوں بلیک میل نہیں ہونا چاہیے۔“ پاکیشیاں میں لیے لوگ موجود ہیں جو ان مجرموں کے وہ بازو توڑ سکتے ہیں جو تمہارے بیٹھے علی کی طرف بڑھیں۔“ عمران نے انتہائی سرد ہجھے میں کہا اس کا لامہ ایسا تھا کہ ارشد یہاں لخت چونکہ عمران کو دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھیں ہٹپنھٹپنی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

تھا۔ اُسے جرم یا مجرم ہوں اور سیکرٹ ایجنٹوں کے بارے میں ظاہر ہے کوئی علم نہ تھا۔

"مم—مم—میں کیا بتاؤ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ بس میں نہیں کہیا ناچاہتا ہے۔ ارشد نے متذبذب ہجتے میں کہا۔ شاید وہ فرمی طور پر شدید خوف زدہ تھا۔

"لیکہ میں سے مسٹر ارشد۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر میری بات سن لو۔ تم اپنے بیکے کو بچانے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں ہو سیکن مجرم تمہاری توقع سے کہیں زیادہ سفاک واقع ہوئے ہیں۔ تمہارا بچہ پھر بھی محفوظ نہ رہے گا۔" عمران نے انتہائی کو خست ہجتے میں کہا۔ اور کسی سے اللہ کھڑا ہوا۔

"میں کیا کروں۔ کہاں جاؤں۔ یا اللہ میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔" ارشد نے یہی لمحت دونوں ہاتھوں سے سر کپڑتے ہوئے بڑے بڑے بھی میں کہا۔

"علی یہا اپیارا اور معصوم بچہ ہے۔ اس کی زندگی صرف اس صورت میں محفوظ ہو سکتی ہے کہ اگر تم مجھے کھل کر ساری باتیں بتا دو۔ ورنہ مجرم صرف اپنا مقصد دیکھتے ہیں انہیں کسی بیکے کی معصومیت سے کوئی سرد کار نہیں ہوتا۔" عمران نے بڑے نرم ہجتے میں کہا۔

"نہیں نہیں۔ میں کچھ نہیں بتاسکتا۔ وہ علی کو مارڈالیں گے۔ میں کچھ نہیں بتاسکتا۔" ارشد نے بھی طرح چھتے ہوئے تھے کہا۔ اور اللہ کر تیزی سے ڈرائیگرڈم سے باہر نکل گیا۔

عمران نے ایک طویل سارس لیا۔ اور پھر اللہ کر وہ ڈرائیگرڈم کے

بیرونی دروازے سے باہر نکل گیا۔ جو کچھ وہ جاننا چاہتا تھا۔ کم از کم وہ اسے پتہ چل گیا تھا۔

دروازے پر کھڑی کار میں بیٹھ کر وہ کالونی سے باہر جانے والی سڑک پر جیسے ہی مڑا۔ اچانک پونک پڑا۔ کیونکہ ایک سرخ رنگ کی کار اس کے تعاقب میں تھی۔

عمران نے تعاقب کا پوری طرح یقین کرنے کے لئے کار کو ایک زیران سڑک کی طرف موڑ دیا۔ سرخ رنگ کی کار اس کے چھپے تھی۔ عمران کے بیوی پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے سیٹ تھے نیچے ہاتھ۔ ڈال کر مشین پٹھل نکالا اور اُسے گود میں رکھ کر اس نے کار کی زفارہ غیر محسوس انداز میں آہستہ کر دی۔ نیچے میں سرخ رنگ کی کار نزدیک آتی گئی۔ عمران نے کار اور آہستہ کی اور پھر جیسے ہی سرخ رنگ کی کار نزدیک آتی گئی۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے یہی لمحت کا رہوڑی اور انہیں آٹ کر کے وہ دروازہ کھول کر نیچے اتر اور دوسرے لمبے مشین پٹھل کی نال سرخ رنگ کی کار کے ڈرائیور کی گوردن سے لگ چکی تھی۔

"نیچے اتر آؤ درنہ۔" عمران نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھو لئے ہوئے غر اکر کہا۔

اور ڈرائیور جو ایک غیر ملکی تھا چپ چاپ نیچے اتر آیا۔ اس کے پیڑے پہلے پناہ حیرت تھی جیسے اُسے یقین نہ آ رہا۔ وہ کیا یہ ادھر عمر شخص اس قدر پھرتی اور پستی کا مظاہرہ بھی کر سکتا ہے۔

"اپنے دونوں ہاتھ اٹھا لو۔ جلد ہی کرو۔" عمران نے انتہائی سرسر ہجتے میں کہا۔ اور مشین پٹھل کو اچھال کر اس نے نال سے پکڑ لیا۔ غیر ملکی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کی چونکہ اس کی طرف پشت تھی۔ اس لئے وہ اُس سے ایسا کرتے نہ دیکھ سکا۔
لیکن غیر ملکی شاید اب حیرت کے چکٹے سے سنبھل گیا تھا۔ اس لئے وہ بجلتے
دونوں ہاتھ اٹھانے کے لئے لخت تیزی سے مڑا۔ وہ شاید اب عمران
پر حملہ کرنے پا چاہتا تھا لیکن ظاہر ہے عمران پہلے سے ہوشیار تھا۔ اس لئے
دوسرے لمحے اس کی کنٹی پر مشین پٹل کا دستہ پوری قوت سے پڑا۔ وہ
وہ اچھل کر پہلو کے بل اپنی کار سے ٹکرایا۔ کار سے ٹکر کر اس نے
اچھل کر عمران کے ہدوں میں لات مارنی چاہی لیکن اس سے پہلے عمران کی
لات حکمت میں آچکنی تھی چنانچہ دوسرے لمحے وہ جبڑی طرح پھینتا ہوا پشت
کے بل سڑک پر گرا۔ اور عمران کی دونوں ٹانگیں چند لمحوں کے لئے کسی
مشین کی طرح حکمت میں آئیں۔ اور غیر ملکی کو سیدھا ہونے کی بھی مہلت
نہ ملی اور اس کے ہاتھ پر ٹھیلے پڑ گئے۔ اسی لمحے عمران نے جھاک کر
مشین پٹل کا دستہ پوری قوت سے اس کی کھوپڑی پر چمادیا۔ اور غیر ملکی
کے ہاتھ پر سیدھے ہوتے گئے۔

عمران کو چونکہ کسی ٹھاڑی کے آنے کا نظرہ تھا۔ اس لئے وہ واقعی
بھلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے کام کر رہا تھا۔ غیر ملکی کے بے ہوش
ہوتے ہی عمران نے پٹل کوٹ کی جیب میں ڈالا۔ اور جھاک کر سڑک
پر پڑے ہوئے غیر ملکی کو اٹھا کر اس نے اپنی کار کی اچھلی سیٹ کے نیچے
لٹایا۔ اور پھر خود تیزی سے اپنی کار کی ڈرائیورنگ سینٹ پر بیٹھا اور کار کو جو
سڑک پر ترجمی کھڑی ہوئی تھی تیزی سے گھما کر ساید پر رک دیا۔ کار کا انہیں
بنہ کر کے وہ نیچے اتما اور اس بار اس نے غیر ملکی کی کار کو چلا کر دوسروی
ساید پر کھڑا کیا۔ اور اس کے بعد اس نے اطمینان شے کار کی تلاشی

لینی شروع کر دی۔ ڈیش بورڈ کے ایک خانے سے وہ ایک کار ڈبر آمد
کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ کار ڈپر کھا ہوانام پڑھتے ہی وہ جبڑی طرح
چونک پڑا۔ کار میں ایک طاقتور ٹرائی میٹر بھی موجود تھا۔

عمران سہ ملأتا ہوا اس کار سے نکلا اور سیدھا اپنی کار میں آیا۔
دوسرے لمحے کار انہی تیز رفتاری سے داشت منزل کی طرف اڑتی
چلی جا رہی تھی۔ بے ہوش غیر ملکی کو داشت منزل کے گیست نوم میں پہنچا کر وہ
آپریشن ردم میں پہنچ گیا۔

"یہ کسے اٹھا لائے عمران صاحب"۔۔۔ بلیکن زیر دنے
اس کے آپریشن ردم میں داخل ہوتے ہی پوچھا۔ لیکن عمران نے اس
کی بات کا جواب دینے کی بجائے جلدی سے ٹیکنی فون اپنی طرف کھسکایا۔
اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
"جو لیا سپینگ"۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی جو لیا کی آواز سیدور سے
ابھری۔

"ایک سو"۔۔۔ عمران نے مخصوص ہجے میں کہا۔
بھلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے کام کر رہا تھا۔ غیر ملکی کے بے ہوش
ہوتے ہی عمران نے پٹل کوٹ کی جیب میں ڈالا۔ اور جھاک کر سڑک
پر پڑے ہوئے غیر ملکی کو اٹھا کر اس نے اپنی کار کی اچھلی سیٹ کے نیچے
لٹایا۔ اور پھر خود تیزی سے اپنی کار کی ڈرائیورنگ سینٹ پر بیٹھا اور کار کو جو
سڑک پر ترجمی کھڑی ہوئی تھی تیزی سے گھما کر ساید پر رک دیا۔ کار کا انہیں
بنہ کر کے وہ نیچے اتما اور اس بار اس نے غیر ملکی کی کار کو چلا کر دوسروی
ساید پر کھڑا کیا۔ اور اس کے بعد اس نے اطمینان شے کار کی تلاشی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

پکھڑی سرخ رنگ کی کارکوئے کے دانش ننزل پہنچا دیں۔ لیکن ہر طرح سے
محاط رہتے ہوئے ۔۔۔ عمران نے سخت ہجے میں تفصیلی ہدایات دیتے
ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے دسیور مکھ دیا۔

” قومی ٹیم کے دونوں کھلاڑیوں کو کھینے سے جبران لوکا گیا ہے۔ اور
ان کی باقاعدہ نگرانی کی جا رہی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پاکیشیا
کے خلاف ایک گھری سازش ہے۔ میں ایک نگرانی کرنے والے
کو اٹھالا یا ہوں۔ میں اس سے پوچھ پکھ کرتا ہوں تاکہ مزید صورت حال
 واضح ہو جائے ۔۔۔ عمران نے بلیک زیر و کوسمجہایا اور پھر انہ کو بیرونی
دروازے کی طرف مڑ گیا۔

رچرڈ اور لو سیا دونوں کمرے میں بیٹھے شراب پینے میں مصروف
تھے۔ ان دونوں کے چہرے فتح اور کامیابی سے چمک رہے تھے۔
” میرا خیال تھا رچرڈ کے اتنے مشہور کھلاڑی آتی آسانی سے نہ مانیں
گے۔ لیکن دونوں ہی نہ صرف مان گئے بلکہ اب تک اپنے فیصلوں پر ڈٹے
ہوئے ہیں ۔۔۔ لو سیا نے شراب کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔
” میں ۔۔۔ تمہارا خیال درست تھا۔ لیکن بمادوے گروپ کا چیف باس
یہاں کافی عرصہ رہ چکا ہے۔ اُسے یہاں کے لوگوں کی نفیات کا اچھی
طرح علم ہے۔ اس لئے اس نے یہ منصوبہ بنہی کی تھی۔ اور تم نے
دیکھا کہ وہ افشار صرف یہوی کو جان سے مارنے کی دھمکی پر ہی چیز بول
گیا ہے ۔۔۔ حاں نکہ اس کی جگہ کسی یورپین ملک کا کھلاڑی ہوتا تو کھیل
پیسوی کو قربان کر دیتا ۔۔۔ رچرڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
” تو پھر اب ہمارے یہاں رکنے کا کیا جواز ہے۔ کیا باقی کھلاڑیوں

کے خلاف بھی کامروانی ہونی ہے۔ تو سیانے کہا۔
”اوے نہیں۔ اگر سب کھلاڑیوں نے کھینے سے انکار کر دیا۔ تو
دورہ ہی کینسل ہو جائے گا۔ اور دورہ ہی کینسل ہو گیا تو پھر سب کچھ ختم۔ ٹیڈی
کار پورٹ والوں کو تمام شرطوں کی رقم واپس کرنی پڑے جائے گی“

”اوہ ٹھیک ہے۔ اب میں سمجھ گئی۔ ورنہ پہلے میں سوچ رہی تھی کہ دو
کھلاڑیوں کے نہ کھینے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ سارے کھلاڑیوں کو روک
دیتا چاہیے۔ تاکہ نہ دہنے باش نہ بخے بانسری۔ دیسے رچڑا ایک
بات ہے۔ کیا ان دونوں کے اس طرح اچانک رک جانے کی وجہ سے
یہاں کے اعلیٰ حکام یہ تو نہ سوچیں گے کہ کوئی خاص چکر پل رہا ہے،
لوسیانے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”یہاں کے حکام کو اپنی کمیوں کے بجا نے کی اتنی فکر رہتی ہے کہ وہ
اتنی معمولی یاتوں پر توجہ نہیں کرتے۔ باقی رہنے والے یہاں کے عوام تو وہ شورپچا
مچا کر خود ہی خاموش ہو جائیں گے۔ دیسے ترقی پذیر اور پس مانہ ملکوں
میں عوام کی یاتوں پر کون کان دھرتا ہے۔“ رچڑا نے ہفتے ہوئے
جواب دیا۔

”یکن اس سے پہلے کہ لوسیا اس کی بات کا جواب دیتی۔ میر پر رکھا
ہوا ٹیکنی فون زج اکھا۔ رچڑا نے چونک کر سیور اٹھایا۔

”یعنی۔ رچڑا پیکنگ“۔ رچڑا نے کہختے ہوئے میں کہا۔

”گھنی بول رہا ہوں یاس۔ ٹنکر کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ اس کی کار
سر جان روڈ کے تیسرے میل پر خالی کھڑی ہوتی ہے۔“ دوسرا طرف

سے ایک پریشان سی آواز سنائی دی۔
”ٹنکر کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ اور کار سر جان روڈ پر کھڑی ہے۔ میں سمجھا نہیں
ٹنکر تو ارشد کی کوئی نگرانی کر رہا تھا تھا رے سا تھا۔ ایسی ہی بات ہے نہیں۔“
پھر کیا ہوا۔“ رچڑا نے چونک کہ سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔
”یہاں۔ ہم دونوں نگرانی کر رہے ہے تھے کہ ایک کار دہان آ کر کی۔
اس میں سے ایک ادھیر عمر احمد سا آدمی باہر نکلا۔ اس کی ملاقات ارشد
کے والد سے ہوئی۔ وہ بڑی اوت میلانگ بتیں کرتا رہا۔ پھر ارشد بھی باہر
آگیا۔ اس کے بعد وہ اُس سے لے کر ڈرائیور روم میں چلے گئے۔ وہ
ادھیر عمر آدمی کسی پیشل ایکنسی سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے ارشد سے
بیک میل ہونے کی وجہ پوچھنے کی کوشش کی۔ اُسے ارشد کے بچے علی
کے ساتھ ہونے والی زیادتی کا بھی علم تھا۔ یکن ارشد نے اُسے کچھ بتانے
سے یکسر انکار کر دیا۔ اور ڈرائیور روم سے الک کم اندر چلا گیا۔ جس پر وہ ادھیر
عمر آدمی جس نے اپنا نام علی عمران بتایا تھا۔ مایوسی سے الک کم باہر چلا گی۔
میں نے ٹنکر کو اس کی نگرانی پر بھیج دیا۔ تاکہ اس کا کوئی ٹھکانہ سامنے آ جائے۔
یکن ابھی مجھے اس کی طرف سے ریڈ کا شن ملا ہے۔ جس پر میں نے
کار میں موجود پیشل دیور انسپیکٹر آن کیا تو معلوم ہوا کہ کار غالی سر جان روڈ
کے تیسرے میل پر کھڑی ہے اور ٹنکر غائب ہے۔“ گھنی نے تفصیل
بتکتے ہوئے کہا۔

”پیشل ایکنسی۔“ ادھ۔ اس کا مطلب ہے ٹنکر پیشل ایکنسی کے
تھے پڑھ گیا ہے۔ تم فوری طور پر ٹنکر اور کار دونوں کو آف کر دو۔ فوراً“
رچڑا نے بُرمی طرح پھیتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"یں بس" — گھنی نے تیز بجے میں کہا۔

"آن کرنے کے بعد مجھے کال کرو۔ پھر میں مزید بیانات دوں گا" چڑنے تیز بجے میں کہا اور سیور کہ دیا اس کے چند لمحے پر ہمیشہ پہا ب شمیہ پریشانی کے آثار ابھرتے تھے۔

"یہ کیا ہوا رچڑ — اور گھنی کو اتنی تفصیل کا کیسے علم ہوا" — لویا نے چران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"دنوں کھلاڑیوں کی کوٹیوں میں ہم نے مخصوص دی۔ ٹی۔ آر ٹین لگتے ہوئے ہیں۔ اس طرح کوٹیوں کے اندر ہونے والی نقل و حرکت اور گفتگو ہمارے پاس ریکارڈ ہوتی ہے۔ یہ پیکنگ کے لئے انتہائی ضروری تھا تاکہ وہ اپنے وعدے سے نہ پھر جائیں۔ یکن یہ سپیشل ایجنٹی اور علی عمران۔ یہ کون ہو سکتا ہے۔ مجھے اس کے خلاف فوری کام و دانی کرنی ہو گی" رچڑ نے ہونٹ کا ٹستہ ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے سیور دا پس کریڈ پر کہ دیا۔

"یہ نے اس علی عمران کی کار کے نمبر تو پوچھے ہی نہیں گھنی سے" رچڑ نے پریشان ہجے میں کہا۔ اور پریشانی سے کسی سے اٹھ کر قمر سے ٹکنے لگا۔

چند لمحوں بعد یہی نون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اکھی اور رچڑ نے پیک کر دیسیور اٹھایا۔

"محل بول رہا ہوں بس۔ یہاں کھلاڑی افسار کی کوٹی کی نگرانی شروع ہو گئی ہے۔ نگرانی کرنے والے ایک کار میں دو آدمی ہیں۔ وہ بڑے محتاط انہماز میں نگرانی کر رہے ہیں۔ یکن چونکہ ہم خاصے فائیٹر پر

تھے اس لئے وہ ہمیں تو چیک نہیں کر سکے البتہ ہم نے انہیں چیک کر لیا ہے۔ اب ان کے متعلق کیا حکم ہے۔" محل نے پوچھا۔ "ادہ محل۔ یہ لوگ لازماً سپیشل ایجنٹی سے متعلق ہوں گے کیا تم انہیں آسانی سے بے ہوش کر کے اغوا کر سکتے ہو" — رچڑ نے تیز بجے میں کہا۔

"یہ بس۔ زیر دون کا سیپول ان کی گاڑی میں پھینکا جا سکتا ہے" محل نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔" پھر ان دونوں کو بلے ہوش کر کے ہمیڈ کوارٹر پہنچا دو۔ یکن ہر طرف سے محتاط رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ ان کے ساتھی ان کی نگرانی کر رہے ہے ہوں۔ اور اس طرح ہمیڈ کوارٹر ان کی نفرتوں میں آجائے۔" رچڑ نے اس سے سمجھا تے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے بس۔" میں پوری طرح محتاط رہوں گا۔ ان کی کار کا کیا کرنا ہے۔" محل نے پوچھا۔

"کار کو دور کی اور کافی میں لے جا کر کھڑی کردینا کسی پبلک پارک میں۔ یکن اس کی تلاشی مکمل طور پر لے لینا۔" رچڑ نے کہا اور دوسری طرف سے او۔ کے کی آواز سنتے ہی رچڑ نے سیور کہ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ حکومت کا کوئی خصوصی ادارہ ہمارے خلاف حکمت میں آگیا ہے۔" رچڑ نے کہا۔

"یکن وہ ہمارے خلاف کیا الزام ثابت کر سکتے ہیں" — لویا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم انہر کا رہی اداروں کی کار کر دگی نہیں سمجھ سکتیں۔ اور خاص طور پر ان

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

پس ماندہ ملکوں میں یہاں الزام کو کوئی نہیں پوچھتا۔ اٹھا کر جمل خلنے میں ڈال دیتے ہیں اور پھر بھول جاتے ہیں۔ یہ گمیٹ لینڈ نہیں ہے مگر کہ جہاں ہر شخص کو سخت قانونی تحفظات حاصل ہیں۔ رچرڈ نے سخت اور سپاٹ بجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے میں فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔
”یہ — رچرڈ پسکینگ“ — رچرڈ نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”گھٹنی بول رہا ہوں بس — منکر اور اس کی کارکو آف کر دیا گیا ہے۔ اب کیا حکم ہے“ — گھٹنی کا لمحہ سپاٹ تھا۔

”اب تم نے دیتے ہی ارشد کی نگرانی کرنی ہے۔ لیکن یہلے سے کہیں زیادہ محتاط ہو کر۔ اور سنواب اگر کوئی مشکوک آدمی نظر آئے تو اسے بھروسہ کر کے اغوا کر لینا اور ہمیشہ کوارٹ بھجوادینا۔ ابھی ابھی محل نے بھی اطلاع دی ہے کہ دہائی دو آدمی نگرانی کے لئے آئے ہیں۔ میں نے اسے بھی ہی حکم دیا ہے۔“ — رچرڈ نے تیز بجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے بس کہ سرکاری ادارے ہمارے خلاف حرکت میں آگئے ہیں“ — گھٹنی نے کہا۔

”ابھی کچھ کہا انہیں جا سکتا۔ بہر حال ہم نے اپنا امنش کمکل کرنا ہے۔ اب ٹیم کے درمیان پہ جانے میں صرف دو تین روڑہ گئے ہیں۔ اور ہم نے یہی دو تین روڑان دنوں کھلاڑیوں کو روکنا ہے۔ اس کے بعد ٹیم کا باقاعدہ اعلان ہو جائے گا اور ٹیم یہی جائے گی تو ہمارا امنش بھی کمکل ہو جائے گا“ رچرڈ نے جواب دیا۔

”لیکن ہے جناب“ — گھٹنی نے جواب دیا۔ اور رچرڈ نے رسیور مکھ دیا۔

”اب ساری صورت حال محل پر مختصر ہے۔ اگر وہ ان آدمیوں کو لے آئے میں کامیاب ہو گیا تو بات بن جائے گی۔ میں ان سب پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑوں گا۔“ — رچرڈ نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔ اور لوسیا نے سر ملا دیا۔ وہ رچرڈ کی طبیعت اور صلاحیتوں کو اچھی طرح جانتی تھی۔ اس نے پوری طرح مطمئن تھی۔ پڑاڑے گرد پ گمیٹ لینڈ کا بڑا امداد فر گرد پ بھا۔ اور اس پورے گرد پ میں سب سے ہوشیار اور تیز ایک جنٹ رچرڈ ہی تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد کمرے کا در دا زہ کھلا اور ایک مسلح نوجوان اندر داخل ہوا۔

”کیا بات ہے ٹونی“ — رچرڈ نے چونک کر پوچھا۔

”باس — محل نے دو آدمی بھیجے ہیں وہ بے ہوش ہیں۔ میں نے انہیں تہہ خانے میں پنچا دیا ہے۔“ — آنے والے نے مواد بانٹ لیے ہیں کہا۔

”اوہ — اچھا لیکیں ہے۔ انہیں کرسیوں سے باندھ دو۔ میں آرے ہوں“ — رچرڈ نے ہونٹ پھینکتے ہوئے کہا۔ اور ٹونی سر ملا تا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

”لوسیا۔ تم جا کر یہ چیک کرو کہ ان آدمیوں کی نگرانی کرتا ہوا تو کوئی یہاں تک نہیں آیا۔ میں پوری تسلی کر لینا چاہتا ہوں۔“ — رچرڈ نے لوسیا سے منا طب ہو کر کہا۔ اور لوسیا سر ملا تی ہوئی اٹھی اور تیز تر قدم اٹھاتی رچرڈ نے جواب دیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کمر سے باہر علی گئی۔ اس کے باہر جانے کے بعد چڑھا اور ایک
الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی۔ اور پھر اس کے سچلنے خانے
میں رکھا ہوا گئے کا ایک بڑا ساٹہ اٹھایا اور اُسے لاکر میز پر رکھ دیا۔ گئے
کے ڈبے کو کھول کر اس نے اس کے اندر رکھا ہوا ایک جدید قسم کا ٹرانسیمیٹر
نکال کر میز پر رکھا۔ اور پھر اس کے مختلف بٹن پریس کرنے لگا چند لمحوں
بعد ٹرانسیمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

”ہیلو ہیلو۔ رچڈ کالنگ چیف بس اور“۔ رچڈ نے بار بار
یہی فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

اور چند لمحوں بعد ٹرانسیمیٹر کے ایک کونے پر سینر نگ کا بلب جل اٹھا
اور اس کے ساتھ ہی ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنی بند ہو گئیں اور ایک بھاری مگر
انہتائی کرخت آواز ٹرانسیمیٹر سے بیامہ ہوئی۔

”یں۔ چیف بس اشنڈنگ کو ڈیکھا اور“۔ بولنے والے
نے پوچھا۔

”بی جی۔ تھرٹی۔ مشن کو کٹ پلے اور“۔ رچڈ نے کوڈ دوہراتے
ہوئے کہا۔

”یں۔ کیا پورٹ ہے اور“۔ اس بار دوسری طرف سے
بولنے والے کا لہجہ خاصا بدال گیا تھا۔

اور رچڈ نے جواب میں افتخار اور اشاد کو ٹوپ کرنے کی ساری
رویداد سنانے کے ساتھ ساتھ پیش ایجنٹی کے دو آدمیوں کا اغوا ہو کر
ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کی ساری تفصیل سنادی۔

”گھٹ شور رچڈ۔ اب ٹیم کے اعلان ہونے میں بہت کھوڑا وقت رہ۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

گیا ہے۔ اس لئے تم اپنے گروپ سمیت اس پیش ایجنٹی کے خلاف
پوری قوت سے حکمت میں آجائے۔ اس طرح وہ بُری طرح الجھ جائیں گے۔
اس درمان ٹھیم گریٹ لینٹ کے دورے پر پہنچ جائے گی اور ہمارا مشن ختم ہو
جائے گا۔ ہم اس کی کامیابی کی روپورٹ فیٹی کا رپورٹ کو دورے کے
فادغ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے اور کیا نہیں ہوتا۔ یہ ہمارا
دوسرہ ہو گا۔ دیسے میں آر گناہ نویشن کو کہہ دیتا ہوں کہ کام ہو گیا ہے۔
چیف بس نے کہا۔

”ٹھیک ہے بس۔ ایسا ہی ہو گا اور“۔ رچڈ نے جواب دیا۔
”یکن سارا کام ہاتھ پیڑھا کر کرنا۔ میں اس معمولی مشن میں کوئی پچیدگی نہیں
چاہتا اور“۔ چیف بس نے سخت لہجے میں کہا۔
”کوئی پچیدگی نہیں ہو گی سر۔ رچڈ کے لئے یہ معمولی کام ہے اور“
چڑھنے بڑے باعتماد لہجے میں جواب دیا۔ اور دوسری طرف سے
ادراپنڈال سن کر اس نے ٹرانسیمیٹر آف کیا۔ اُسے دوبارہ گئے کے
ڈبے میں پیک کر کے دہا سے الماری میں رکھ کر جیسے ہی مڑا۔ تو سیا
اند داخل ہوئی۔

”میں نے ایسی طرح چیک کر لیا ہے۔ رچڈ۔ ہر طرف سے معاملہ صاف
ہے۔ تو سیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے ہنی آؤ۔ اب ذما ان پیش ایجنٹی والوں سے دو دن تک کو
میں۔“۔ رچڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور بیر و فی در دانے کی طرف
بڑھ گیا۔

بِرَادَن کوڈیوڈ کے روپ میں آرگناائزیشن کا چیف بَاس
بنے درود ہو گئے تھے۔ اس دران اُس سے زندگی میں ہمیلی بار احساس ہوا
تھا کہ اقتدار کا نشہ کیا ہوتا ہے۔ گریٹ لینڈ کے اعلیٰ ہیں حکام بھی
اس سے بات کرتے تو انہی مودبانہ بچے میں۔ اور بِرَادَن کے منہ سے
نکلا ہوا ہر لفظ ان کے لئے ملک کے قانون سے زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔
ویسے بھی بِرَادَن نے رابرٹ کی مدد سے آرگناائزیشن کا سامان نظام بڑھی
چاکدہ سنتی سے سنبھال لیا تھا۔ اور اب اُس سے معلوم ہوا تھا کہ آرگناائزیشن
در اصل کس قدر خون ناک، وسیع اور طاقتور تنظیم ہے۔ اور کس کس دھنے سے
یہ اور کہاں کہیں ہوتی ہے۔ رابرٹ نے اس سے بتایا تھا کہ فی ٹو کوہی
راستے سے ہٹا دیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ عادی شرمنی ہے اور عادی شرمنی
میں لاکھ غوبیوں کے باوجود یہ خامی بہر حال ہتی ہے کہ وہ نہیں میں آؤٹ
ہو کر بات یک کر سکتا ہے۔ اس لئے اب ڈیوڈ کی تبدیلی کا علم صرف تین

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

افراد کو تھا۔ بِرَادَن خود۔ رابرٹ اور بلیکی۔ اور بِرَادَن کو اب یہ معلوم ہوا تھا کہ
بلیکی نے اصل ڈیوڈ سے غلط بیانی کی تھی کہ آرگناائزیشن کے بورڈ آف
ڈائریکٹرzn نے ڈیوڈ کو ہٹانے کا فیصلہ کیا ہے۔ در اصل یہ ساری
سیکیم بلیکی اور رابرٹ نے مل کر بنائی تھی۔ اور ٹو چو نکہ اسلی سہیت ڈیوڈ
کے ذفتر میں داخل ہو سکتا تھا اس لئے فی ٹو کو بڑا لمحہ دے کر ساتھ ملا لیا
گیا تھا۔ در نہ پوری آرگناائزیشن میں اور کسی کو اس تبدیلی کا علم نہ تھا۔ وہ
سب بِرَادَن کو ڈیوڈ کے طور پر استعمال کر رہے تھے اور بِرَادَن نے بھی اپنے
آپ کو کچھ اس طرح ڈیوڈ کے روپ میں تبدیل کر لیا تھا کہ بعض اوقات اُسے
خود بھی شبہ ہوتا کہ وہ بِرَادَن ہے یا ڈیوڈ۔ بہر حال وہ نوش تھا۔
اور بلیکی اور رابرٹ کو دعا میں دیتا تھا۔ اس کے شب درود پوری طرح عیش
سے گزر دے ہے تھے۔

اسی وقت بِرَادَن ڈیوڈ کے خاص ذفتر میں ٹھہما ہوا تھا۔ کہ میز رپرپلے ہوئے
سرخ رنگ کے انٹر کام کی مت نم گھنٹی بج اکھی۔ اور بِرَادَن نے چونک کر
انٹر کام کی طرف دیکھا اور سیو راٹھا لیا۔ اس انٹر کام کا تعلق بِرَادَن راست
رابرٹ سے تھا۔ جو اس کا نمبر ٹو تھا۔ اور ایک لمحاظے سے اُسی نے پوری
آرگناائزیشن کا کار دبایہ سنبھال رکھا تھا۔

”یس“۔ بِرَادَن نے ڈیوڈ جیسے سخت بچے میں کہا۔

”باس۔“ بِرَادَن نے گروپ کا چیف بَاس الیگن آپ سے بات کرنا
چاہتا ہے۔ ہم نے پاکیشیا میں ان کی کوکٹ ٹیم کے دو کھلاڑیوں افتخار
ادارہ اسٹہ کو ٹیم میں شامل ہونے سے روکنے کے لئے ان کی خدمات
معاد ضمی پر حاصل کی ہوئی ہیں۔ وہ شاید اسی سلسلہ میں کوئی پورٹ دینا

چاہتے ہے۔ آپ بات کر لیں۔ رابرت نے موبدانہ لمحے میں کہا۔
”ٹھیک ہے۔ بات کراؤ۔“ براون نے سر ملا تے ہوئے کہا اور
انٹر کام کا رسیور رکھ دیا۔ پونکہ اسے معلوم تھا کہ ڈیوڈ کو آنے والی تمام
کالیں باقاعدہ ٹیپ ہوتی ہیں۔ اس لئے رابرت ہمیشہ اس سے اس
طرح گفتگو کرتا تھا جیسے وہ اصل ڈیوڈ سے بات کر رہا ہو۔ البتہ جی ٹور پر جب
وہ ملتے تو بات چیت کا انداز دوسرا ہوتا تھا۔

چند لمحوں بعد میرے کھے ایک میلی فون کی گھنٹی بج گئی۔

”یہ۔“ براون نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”باس۔“ لائی پرپر اڑ دے گروپ کے پیغام بس ایگن موجود ہیں۔
اگر آپ ان سے بات کرنا چاہیں تو۔“ دوسرا طرف سے ایک انتہائی
موبدانہ آواز سنائی دی۔

”یہ۔“ بات کراؤ۔“ براون نے سخت اور تلخ لمحے میں
کہا۔

”ہیلو۔ ایگن بول۔ ماہوں جناب۔“ چند لمحوں بعد ایک بھاری
آواز سنائی دی۔ ایگن لمحہ موبدانہ تھا۔

”یہ۔“ کیا بات ہے۔“ براون نے سخت اور حکمانہ لمحے
میں کہا۔ کیونکہ ڈیوڈ بڑے سے بڑے آدمی سے بھی ایسے ہی لمحے میں بات
کرنے کا عادی تھا۔

”سر۔ آپ نے ہمارے ذمہ جو مشن لگایا تھا وہ تقریباً مکمل ہو چکا
ہے۔ میرے آدمیوں نے ان دو کھلاڑیوں کو روک دیا ہے اور ٹیم کا اب
نہ صرف اعلان ہو نے والا ہے بلکہ ٹیم پاکیشیا سے ایک دردز میں روانہ

ہو جائے گی۔ اور وہ دونوں کھلاڑی ٹیم کے ساتھ نہیں آرہے ہے اور نہیں ٹیم
میں ان کے نام شامل کئے جا رہے ہے میں۔“ ایگن نے کہا۔

”پھر۔“ براون نے پہلے سے بھی نیادہ تلخ لمحے میں جواب دیا۔

”میں نے سوچا کہ آپ کو اپنے مشن کی کامیابی کی رپورٹ دے دوں۔“
ایگن نے بوکھلانے ہوئے ہی میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں نے سن لی ہے رپورٹ۔ باقی باتیں رابرت سے
کہ لو۔“ براون نے انتہائی گرخت لمحے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

رسیور رکھ کر براون چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے انٹر کام کا بین دیا۔

”یہ۔“ رابرت پیکنگ۔“ دوسرا طرف سے رابرت
کی آواز سنائی دی۔

”میرے دفتر میں آؤ۔“ براون نے حسب دستور حکمانہ لمحے
میں کہا۔

”یہ بس۔“ مسٹر بنیکی بھی آپ سے ملتا چاہتا ہے میں میرے
پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر آپ اچانکت دیں تو وہ بھی حاضر ہو جائیں۔
رابرت نے موبدانہ لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوے بھی لے آؤ۔“ براون نے کہا اور رسیور رکھ کر بے اخیار
ہنسنے لگا۔ اس سے اس ڈرامے پر خواہ منزوں نہیں آ رہی تھی۔ قدرت بھی بعض
ادقات عجیب و غریب پیو شن پیدا کر دیتی ہے۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور رابرت اور بنیکی اندر داخل ہوئے۔ رابرت
نے دروازہ بند کر کے اس کی سائیٹ پر موجود بورڈ کا ایک بیٹھن پیس کر دیا۔
اب یہ کمرہ ہر قسم کی چیزیں سے محفوظ ہو گیا تھا۔ اور اب وہ کھل کر

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

باتیں کسکتے تھے۔

"خوب لٹاٹ ہو رہے ہیں براڈن۔" — بلیکی نے بتتے ہوئے کہا۔
"میں ابھی عجیب ہوں ملائکا کہ قدرت بھی بعض اوقات عجیب ڈرامے کرنی
ہے۔ اب دیکھو میرا ڈیوڈ بن جانا میں نے کبھی خواب میں بھی نہ سوچا تھا"
براڈن نے کسی سے افہ کرائے اصل لمحے میں ہستے ہوئے کہا۔
اور پھر وہ تینوں ایک سائیڈ پر موجود صوفوں پر بڑے اطمینان بھرے
انداز میں عجیب گئے۔

"ابھی الیگن کافون آیا تھا۔ میری سمجھ میں تو یہ سارا چکر نہیں آیا۔ کہ دو
کھلاڑیوں کو روک دیا جائے اور باقی کھلاڑیوں کو یہاں اعصابی طور پر مفلوج
کر دیا جائے۔ آخر ٹینی ٹینی کارپوریٹ دالے آر گناز نیشن کو اس
سارے چکر کی کیا ادایگی کریں گے۔" — براڈن نے حیرت بھرے ہوئے
میں کہا۔

"میں بتاتا ہوں۔ دس لاکھ پونڈ میں سوداٹے ہو اب ہے۔ اور یہ رقم
آر گناز نیشن نے پیشگی وصول کر لی ہے۔" — رابرٹ نے جواب دیا۔
"دس لاکھ پونڈ۔ اور صرف اس معمولی سے کام کر لئے۔ یعنی کھلاڑیوں
کو روکنا اور ذہنی طور پر مفلوج کرنا۔ حیرت ہے۔" — براڈن نے بڑی
طرح حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے براڈن۔ یہ ٹینی کارپوریٹ جو شرطیں لگاتی ہے
اس چکر میں کتنا کمار ہی ہوگی۔" — رابرٹ نے منتے ہوئے پوچھا۔
"کیا کمانا ہے۔ زیادہ سے زیادہ چالیس پکیاں لاکھ پونڈ۔ اور ان میں
سے بھی انہیں بہر حال ادایگی تو کرنی ہوگی۔ کوئی نہ کوئی شیم تو جیتے کی ہی۔"

براڈن نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تم ابھی اس فیلم میں نہیں آئے ہو پراڈن۔ یا پھر تمہاری اڑان اتنی اونچی
نہیں ہے۔ اب تک اس کی کٹ دورے کے سلسلہ میں ٹینی کارپوریٹ
پیچاں کر دی پونڈ کی شرطیں بک کر چکی ہے۔ اور جس طرح پاکیشیا کا
بھاؤ اونچا جا رہا ہے۔ اگر پاکیشیا یہم سیر ز جیت جاتی ہے تو ٹینی کارپوریٹ
والوں کو پچیں تیس کر دی پونڈ والیں کرنے پڑیں گے اور اگر کمیٹ لینڈ ٹائم جس
کا بھاؤ بہت ڈاڈن جا رہا ہے جیت جاتی ہے تو ٹینی کارپوریٹ والوں کو
زیادہ سے زیادہ ایک کر دی پونڈ دینے ہوں گے۔ اس لئے وہ یقینی طور
پر چاہتے ہیں کہ کمیٹ لینڈ ٹائم جیت جائے۔ اس طرح انہیں چالیس
پیچاں کر دی پونڈ کی خالص جیت ہو جائے گی۔ اتنی بڑی رقم کے مقابلے
یہ دس لاکھ پونڈ خپچ کرنے کی کیا اہمیت ہے۔" — رابرٹ نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور براڈن کی آنکھیں حیرت سے اتنی پھیلیں کہ
چھٹنے کے قریب ہو گئیں۔

"چالیس پیچاں کر دی پونڈ۔ خدا کی بنا۔ اس قدر بڑی رقم۔ اور یہ تو
میرے تصور میں بھی نہ تھی۔ اس کے لئے تو وہ پوری پاکیشیا یہم کو ہزاروں
بار مردا سکتے ہیں۔" — براڈن نے حیرت زدہ ہوئے میں کہا۔

"مرد لئے دالا تو مسکھی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ میں الاقوامی کھیل ہے۔
اگر کسی کھلاڑی کو قتل کیا گیا تو پوری دنیا کی سر کاری ایکنسیاں حرکت میں آ
جائیں گی۔ نتیجہ یہ کہ پھر کوئی بھی نہ پہنچ سکے گا۔ یہ ٹینی کارپوریٹ والے
اور نہ آر گناز نیشن والے۔ اس لئے یہ معاملہ بہیشہ اس طرح پیشایا جاتا ہے
کہ جس شیم کو ہر انہوں کے کھلاڑیوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ انہیں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

رائبٹ نے سر ملا تے ہوئے کہا۔ اور بیکی نے تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

"دیرمی گڈ بیکی۔ دیرمی گڈ۔ تم واقعی بے حد ذہین آدمی ہو۔

مرحوم ڈیود کو اسی لئے تمہاری صلاحیتوں پر اعتماد کھا۔ جو اس نے یہ اہم ترین مشق خاص طور پر تمہارے سپر کیا تھا۔" — رائبٹ نے بڑے اطمینان بھر سے انداز میں جواب دیا۔

"اُسے میری صلاحیتوں کے باسے یہیں کھم علم تھا دنہ وہ جان سے نہ لے تھا دھو بیٹھتا۔" — بیکی نے ہنسنے ہوئے کہا اور وہ سب قہقہہ مار کر مہس پڑتے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

لپیچ دھمکیاں دے کر اعصابی طور پر مفلوج کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح ٹیم اپنا حقیقتی کھیل نہیں کر سکتی اور ٹارجیت ہے۔ — رائبٹ نے سمجھا تے ہوئے کہا۔

"اگر بھاگا تو گیرٹ لینڈ کا زیادہ رہتا تو پھر ان سارے کارروائیوں کا رنگ گیرٹ لینڈ کے کھلائیوں کی طرف ہو جاتا۔ اور کوشش کی جاتی کہ انہیں ہر ایسا جائے۔ حالانکہ وہ اپنے وطن کی ٹیم ہے۔" — بیکی نے کہا۔

جواب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ "چہار مسئلہ اتنی بڑی رقم کا ہو۔ وہاں وطن دغیرہ نہیں دیکھا جاتا۔ بہر حال بیکی، تم بتاؤ کہ تم نے کیا کیا ہے۔ ٹیم تو وہاں سے ایک دور دنیں چلنے والی ہے۔ فی ٹی کار پوریٹ کے چھپتے باس کا بھی فون لگا تھا۔ وہ پوچھ رہا تھا کہ کہیں آر گنائزیشن اپنے مشن یہیں ناکام توانہ ہو جائے گی۔ وہ بڑا پریشان تھا۔ یہیں نے اُسے تسلی تو دے دی بھی کہ آر گنائزیشن کبھی ناکام نہیں ہو سکتی۔ — یہیں یہاں کا سارا مشن تو تمہارے پاس ہے۔ مسکہ اب رقم کا نہیں ہے۔ اب مسئلہ آر گنائزیشن کی عزت کا ہے۔" — رائبٹ نے بیکی سے منخراط ہو کر کہا۔

"بچھے معلوم ہے۔ اور تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور دیسے بھی اب آر گنائزیشن ہماری اپنی ہے۔ اب وہ پہلے دالا معاملہ تو بہر حال نہیں ہے۔" — بیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو بات ہے۔ یہیں معلوم ہے آرج بورڈ آئٹ ڈائیکٹر کی میٹنگ ہے۔ اور اس مشن کی تفصیلات پر بھی غور ہو گا۔ بہادر ان اس کی صدارت کرے گا۔ اس لئے ہمیں تفصیلات کا علم ہونا چاہیئے۔"

عمران آپریشن روم سے نکل کر گیست روم کی طرف بڑھتا گیا۔ تاکہ جسے وہ اغوا کر لایا ہے اس سے مکمل معلومات حاصل کر سکے۔ لیکن جسے ہی وہ گیست روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ وہ بُری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ اغوا ہونے والے کی حالت دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ مر چکا ہے۔ حالانکہ جس وقت وہ اسے گیست روم میں لٹا کر واپس گیا تھا اس وقت اس قسم کا کوئی خدشہ نہ تھا۔ اس کی بہض بال نکل ڈیکھ تھی۔

عمران انتہائی شیری سے قدم اٹھاتا اس کے قریب ہنچا اور دوسرے لمحے اس کے جلوتے سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ وہ غیر ممکن واقعی مر چکا تھا اس کی ناک اور منہ کے ساتھ ساکھہ دونوں کانوں سے بھی خون کی دھاریں باہر نکل کر جبکی ہوئی تھیں۔ اور پھر ہونٹ بھینچ لئے۔ عمران نے جھاک کر اس کے سر کو ٹاہن سے ٹوپلا۔ اور پھر ہونٹ بھینچ لئے۔ مرنے والے کی کھوڑی جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی تھی۔ وہ چند لمحے کھڑا سوچتا رہا پھر اس نے جھاک کر

اس کے لباس کی تلاشی یعنی شروع کر دی۔ لیکن اس کے لباس میں سے کوئی چیز ایسی نہ تکلی جس سے کوئی کامیابی ممکن نہ تھی۔ عمران واپس مڑا۔ اور گیست روم کا دروازہ کھول کر واپس آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔

”کیا ہوا۔ آتنی جلدی پوچھ گئے مکمل ہو گئی“۔ بلیک زیر دنے شاید عمران کو آتنی جلدی واپس آتے دیکھ کر کہا۔

”پوچھتا ہی معاملہ کی گیا ہے مگر کی نوبت ہی نہیں آئی“۔ عمران نے کسی بڑھیر ہوتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا مطلب۔ کیا وہ گیست روم میں موجود نہیں ہے“۔ بلیک زیر دنے اور زیادہ تیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

”وہ میرے جانے سے پہلے ہی مر چکا ہے۔“۔ عمران نے جواب دیا۔

”مر چکا ہے۔ اور کیا اس کی حالت آتنی خراب تھی“۔ بلیک زیر دنے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”آتنی حالت خراب ہوتی تو میں تم سے پہلے طبی امداد نہ دیتا“۔ عمران نے منہ بنتے ہوئے جواب دیا۔

”تو پھر کیا ہوا۔ گیست روم میں تو کوئی جا کر اس سے مارنے سے رہا“۔ بلیک زیر و اور پھر زیادہ تیران نظر آنے لگا۔

”اس کی کھوڑی میں دائیں یعنی ہم فٹ تھا۔ جسے پھاڑ دیا گیا ہے“۔ عمران نے کہا اور بلیک زیر و کی آنکھیں پھیلتی گئیں۔

”اوہ۔ اس کا مقصد ہے کہ مجرموں کو پتہ چل گیا کہ وہ یہاں موجود ہے“۔ بلیک زیر دنے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"نہیں۔۔۔ میرے خیال میں انہیں جگہ کا علم نہیں ہے۔ البتہ تم انتہائی بجدید ہے جو فلسفے سے بھی آپریٹ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس سے ہے ظاہر ہو گیا ہے کہ مجرموں کو اس آدمی کے اغوا کا علم ہو گیا ہے۔ حالانکہ میں نے اچھی طرح چیک کیا تھا کہ نگرانی نہ ہو رہی ہو۔۔۔ اور دوسری بات یہ کہ مجرم انتہائی بجدید ترین آلات استعمال کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی معمولی مجرم نہیں ہیں۔۔۔ عمران نے سرہلاتے ہوتے اسی لمحے میں فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور عمران نے چونکہ کرسیور اٹھایا۔

"ایک ٹو۔۔۔" — عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ "صفدر بول، ہم ہوں جتنا ب۔ سر جان روڈ پر جس کار کی نگرانی کے متعلق آپ نے ہدایت دی تھی وہ ہمارے پہنچ سے پہلے ہی تباہ ہو چکی ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے اس کے اندر کوئی طاقتور بم پھٹا ہو۔۔۔ وہاں پولیس موجود ہے۔ اس لئے ہم وہاں نہیں رکے۔۔۔ صفرد نے پورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہے۔۔۔ تم ایسا کرو کہ لکھن روڈ کا لوٹی میں کوئی نمبر چارسو چیز کی نگرانی کرو۔ اس میں قومی کرکٹ ٹیم کا کھلاڑی افشار رہتا ہے۔ نگرانی انتہائی احتیاط سے کرنا۔۔۔" — عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کرسیور کو دیا۔ ابھی اس نے رسیور کھاہی تھا کہ میں فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ اور عمران نے متہ بنتے ہوئے رسیور اٹھایا۔

"ایک ٹو۔۔۔" — عمران کا لمحہ اس بار خاصا سخت تھا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران کہاں ہے۔۔۔" — دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"تو ابھی آپ کی دنیا جوان ہے۔ اور اگر آپ کی دنیا جوان ہے تو پھر جوان کو اپنا نام بدل کر کچھ رکھ لینا چاہیے۔" — عمران نے اپنی اصل آدانہ میں جواب دیا۔

"یہ کیا تم نے جوانی اور سبھیں کی گماں شروع کر دی ہے۔ تمہارے ذمہ میں نے لیک دلتی کام لگایا تھا۔ لیکن تم نے اسرار احمد سے رابطہ ہی قائم نہیں کیا۔ اس کا ابھی فون آیا تھا۔" — سر سلطان نے سخت ہیجے میں کہا۔ "دیکھیئے سر سلطان۔ وہ ایک گانا ہے۔ آواز دے کہاں ہے۔

دنیا میری جوان ہے۔ تو اب آپ آواز دے رہے ہیں۔ کہ عمران کہاں ہے۔۔۔ تو باقی مصرع میں نے پورا کر دیا۔ اور آپ خواہ مخواہ ناراض ہو گئے۔ اور باقی رہی اسے ارادتی بات۔ تو سمجھی بات یہ ہے کہ مجھے جن بھوتوں سے بڑا دریگلتا ہے۔" — عمران نے منکراتے ہوئے کہا۔

"جن بھوتوں سے۔۔۔" — کیا مطلب۔ ایک تو یہ بڑی مصیبت ہے کہ تم جو بھی بات کرتے ہو۔۔۔ الٹی ہی کرتے ہو۔" — سر سلطان نے کہا۔

"آپ خود ہی تو اسے کی بات کر رہے ہیں اور اسے ارادوں میں ہوتا ہے۔ جہاں جن بھوت ہوں۔ دادی امام تو ایسی ہی کہانیاں سناتی تھیں۔ نکٹا جن جو جوں کا خون پی جاتا ہے۔۔۔ اب دیکھیئے جن کو خون پینے کے لئے پکے ہی میں ہیں جن میں دو بولن بھی نہیں ہوتا خون ہی پینا تھا تو کسی ہتھی کا پیتا۔ کم از کم پکھ پینے کو تو ملتا۔" — عمران کی زبان چل پڑی۔

"دیکھو عمران۔ سیدھی طرح بات کرو۔ تم یہ کام کرتے ہو یا نہیں۔ نہیں تو

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہیں۔ چلو جیسی آپ کی مرضی"۔ عمران نے ہفتتے ہوئے کہا۔ اور سلطان
بھی جواب میں ہنس پڑے۔
”یکن عمران بیٹے۔ قومی ٹیم کے کھلاڑیوں کے ناموں کا اعلان کرنے اور

ایک دو روز میں اس کے دورے پر جانے کے لئے آج نات ایک اعلیٰ
سلطی میٹنگ میں فیصلہ ہونا ہے۔ اس لئے اسرار احمد پریشان تھا۔
اب اُسے کیا کہوں"۔ سلطان نے سمجھدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”آپ ایسا کریں اسرار احمد صاحب سے کہہ دیں کہ افشار احمد اور
ارشد دونوں کے نام ٹیم میں شامل نہ کریں۔ صرف ان کے متعلق کہہ دیں
کہ افشار احمد اپنی بیوی کی بیماری کی وجہ سے اور ارشد چند گھنٹوں صرفیات
کی وجہ سے ٹیم میں شامل نہیں کئے گئے۔ اس طرح مجرم مطمئن ہو جائیں
گے۔ جب ہم مجرموں پر مالکہ ڈال دیں گے تو پھر ان کو دوبارہ بھی تو ٹیم میں شامل
کیا جا سکتا ہے"۔ عمران نے بھی سمجھدہ ہجھے میں کہا۔

”ٹھک ہے۔ یہ تجویز ٹھیک ہے۔ یعنی عمران بیٹے۔ اسرار احمد ایک
اور خدا شے کا بھی اظہار کر رہا تھا۔ اس کا خیال ہے کہ گریٹ لینڈ کے
دورے کے دوران بھی کھلاڑیوں پر حملے کئے جا سکتے ہیں۔ انہیں دھمکیاں
دی جا سکتی ہیں۔ اس طرح قومی ٹیم پوری طرح اپنا کھیل نہ پیش کر سکے
گی"۔ سلطان نے کہا۔

”یہ اسرار احمد صاحب کو اپنا نام تبدیل کر کے خدا شہ صاحب رکھ لیں
چاہیئے۔ دیسے ایک بات ہے۔ کیوں نہ اس بار قومی ٹیم کی سجلے سیکرٹ
ہر دس کی کرکٹ ٹیم کو گریٹ لینڈ کے دورے پر بھج دیا جائے۔ آپ
کپتان بن جائیں۔ بیکار زیر دو کرٹ کپڑہ ہو گا۔ اور باتی سب کھلاڑی۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

ہیں اسرار احمد کو جواب دے دیتا ہوں"۔ سلطان کا ہجھہ اس بار
نہ صرف خاصاً تکمیل تھا بلکہ اس میں ناداعنی کا عنصر بھی نمایاں طور پر جھلک
رہا تھا۔

”اوے اوے۔ آپ ناراض ہو گئے۔ اوے ایسی بات نہیں۔
آپ کا ذاتی کام تو یہ رے لئے سرکاری کام سے بھی زیادہ اہم ہوتا ہے"۔
عمران نے فوراً ہی ہجھہ بدلتے ہوئے کہا۔ اور سلطان اس کی بات
پر بے اختیار ہنس پڑے۔
”بس باتیں کرنی ہی آتی ہیں تھیں"۔ سلطان نے ہفتتے
ہوئے کہا۔

”جیا ب سلطان صاحب۔ باتیں کرنا ہی تو اصل فن ہے۔ آج کل ہر کوئی
سیس باتیں ہی کر رہا ہے۔ بہر حال میں کام کر رہا ہوں۔ اور چونکہ آپ ناراض
ہو رہے ہیں اس لئے بتا دوں کہ قومی کرکٹ ٹیم کے خلاف بین الاقوامی
سازش ہو رہی ہے۔ اور بین الاقوامی مجرموں کا ایک گم دہ اس کارروائی
میں ملوث ہے۔ ان کا ایک آدمی میں نے پکڑ لیا تھا۔ یعنی اس سے دائرہ میں
سے اٹا دیا گیا۔ بہر حال کام ہو رہا ہے۔ یعنی ظاہر ہے اب مجرم ہاتھ باندھ
کر اسرار احمد صاحب کی خدمت میں پیش ہونے سے رہے۔ کچھ وقت تو
لگے گا"۔ عمران نے جواب دیا۔

”ادھے اس کا مطلب ہے کہ اسرار احمد کا خیال درست تھا۔ اگر
کوئی بین الاقوامی سازش ہے تو پھر تو یہ تمہارے ملکے کا سرکاری کیس
ہوا"۔ سلطان نے تشویش زدہ ہی میں کہا۔
”یہ ٹھیک ہے۔ یعنی آپ اب ذاتی کام دالا۔ سان ختم کرنا چاہتے

ہاں البتہ جو لیا دا لام سکھتے ہے۔ پہلے جو لیا کو ہم رنگ کمشٹی پر بھا دیں گے کہ ماں ناز فاست باول صفحہ رسیدہ بال کرنے آ رہے ہیں۔ لیکن ادھ صفحہ رسیدہ اچانک بال پھینک کر ایک مجرم کے تعاقب میں نکل گئے ہیں۔ مجرم انہیں تماشا ہیوں کی گیلہری میں بیٹھا نظر آ گیا تھا وغیرہ وغیرہ۔ عمران کی زبان پل پڑی۔ ادھ سلطان بے اختیار ہنسنے لگے۔

”تمہاری تجویز تو بھی کہتے ہے۔ لیکن کپتان تم خود ہو گے۔ بھجوں تجویز صدر ملکہ کو“۔ سر سلطان نے سنتے ہوئے کہا۔ ”رسے کے ادھے۔ مجھے اگر کپتان بنانا دیا گیا تو تو نیو نے دکٹیں توڑ دینی ہیں۔ البتہ سیمان کپتانی کے لئے فٹ رہے گا۔ وہ ججھے مانڈھی میں اس طرح گھواتا ہے کہ پڑے سے بڑا بیسمیں بھی بیٹ نہ گھا سکتا ہو گا“۔ عمران سلکے کہ، اور سر سلطان کے تھیں نکل گئے۔

”تمہارا امظہر پہنچتے ہے کہ آسماد احمد کو صرف وہم میں دہان گئی۔ یعنی پیر کو فخر دندھو گا“۔ سر سلطان نے سنتے ہوئے کہا۔ ”گمیرٹ لینڈ تو ہے ہی گمیرٹ۔ ظاہر سے دہان خطرہ بھی گمیرٹ ہی ہو گا۔ بہ جعل آپ میں سے تسلی دستے دیں۔ اس بات کا فیصلہ مجرموں کے پکڑے جانے کے بعد ہی ہو سکتا ہے کہ ان کی جڑیں کہاں کھیلی ہوئی ہیں ادھ ان کے مقاصد جبیلہ کیا ہیں۔ پھر فیصلہ بھی یہہ جائے گا“۔ عمران نے کہا۔ اور سر سلطان نے ادھ کے کہتے ہوئے رابطہ ختم کر دیا۔

”عمران صاحب۔ یہ عجیب و غریب کیس بن گیا ہے۔ حکم اذکم میں تو سوچ کمہی حیران ہوتا ہوں کہ اب کیس بھی مجرموں کی نہ دیں آنے لگے ہیں“۔ بیک زیر دنے کہا۔

”بھی جہاں لمبی رقم کا سسلہ ہو گا دہاں جرم بھی موجود ہو گا۔ چلہتے وہ کھیل ہو یا سامنی ایجاد“۔ عمران نے جواب دیا اور بیک زیر دنے سے ہلا دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات ہوتی اچانک میز کے ایک کنٹے سے تیزی سیٹ کی آواز نکلی اور عمران اور بیک زیر دنوں ہی بے اختیار اچھل پڑے۔

بیک زیر دنے سے بھی کی سی تیزی سے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بیٹ دبایا تو میز کا وہ کنارہ کسی دھکن کی طرح کھل گیا۔ اور ایک عجیب دغیرہ شکل کا ٹرانسیمیٹر سا باہر کو اچھل کر نکل آیا۔ سیٹ کی آدا اس میں سے نکل رہی تھی۔ اور ساتھی ایک سرخ زنگ کا بلب تیزی سے جل سمجھ رہا تھا۔ عمران کی پیشانی پر میکنیں سی ابھر آئیں۔

بیک زیر دنے جلدی سے اس ٹرانسیمیٹر کے مختلف بیٹ پریں کرنے شروع کر دیتے۔ اس کی نظریں ٹرانسیمیٹر کے ڈالکوں پر جب ہوئی تھیں۔ ”داح۔ یہ نعمانی کی کال ہے“۔ بیک زیر دنے ڈالکوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

”نعمانی کی۔ اور فوراً لاکیشن چیک کرو۔ یہ لانڈ مارکس پھنس گیا ہو گا۔ دہنہ میڈ کال نہ دیتا“۔ عمران نے تیز رہے میں کہا اور بیک زیر دنے والوں کو تیزی سے اندر دنی کھرے کے در دانے کی طرف پہاگ پڑا۔ جب کہ عمران الٹ کر بیک زیر دالی کو سی پہاگیا۔ اس کی نظریں ڈالکوں پر جب ہوئی تھیں۔ سیٹ کی آدا اب آنی بنتہ ہو گئی تھی۔ البتہ سرخ بلب بدستور تیزی سے جل سمجھ رہا تھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

” عمران صاحب۔ گمین لیننڈ کی کوٹھی نمبر چھتیس سے ریڈ کال آہی ہے۔“
اُسی لمحے بلیک زید نے دوبارہ بندواد ہوتے ہوئے تیزراہجی میں کہا۔
” گمین لیننڈ کی کوٹھی نمبر چھتیس ۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے تم جو لیما کو فون کر کے
سب ممبرز کو دلایا بھیج دے۔ میں بھی جا رہا ہوں۔ اگر ضرورت یہ ہی تو میں ان
سے بنی۔ فایروٹر اسی پر بالظہ قائم کر دوں گا۔“ — عمران نے تیزراہجی میں
کہا۔ اور تقریباً دوڑتے ہوئے انداز میں برد فنی دمدانے کی طرف بڑھ گیا۔
چند لمحوں بعد اس کی کار دوڑنے کی بجائے تقریباً اڑتی ہوئی گمین لیننڈ
کا لوپنی ٹکی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

نعمانی کی آنکھ اچانک کھل گئی۔ اور وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے
لگا۔ شاید اس کا شعور پوری طرح بیدار نہ ہو رہا تھا۔ اور پھر اس کے ذہن پر جملکے
سے ہوتے اور اُسے سارا پس منظر نیا دیا گیا۔۔۔۔۔ دہ اور چوہان کار میں
بیٹھے کوٹھی کی نگرانی کر رہے تھے کہ ایک آدمی کار کے قریب سے گزر رہا۔
اس کے منہ سے سکریٹ لگی ہوئی تھی۔ اس نے رک کر ان سے لامٹر ٹلب
کیا۔۔۔۔۔ نعمانی اور چوہان نے اُسے بتایا کہ وہ سکریٹ نہیں پہنچتے۔ تو اس
آدمی نے کہا کہ کار کا سکریٹ لا یعنی ٹبلک کر دے دیں۔ اس کے پاس ماچن
نہیں ہے اور ماکیٹ کافی دار ہے اور اس کا نشہ ٹوٹ رہا ہے۔ نعمانی
ڈرائیور نگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ چوہان کھپلی سیٹ پر۔۔۔۔۔ نعمانی نے
مرکز کے کار کا لا یعنی ٹبلک میں کیا تاکہ گرم ہو جائے تو اُسے نکال کر دے کے۔
اُسی لمحے نوجوان نے شب میں رکھا ہوا تھا نکالا اور پھر کیک لخت کار کے
اندر دھوائی سا بھر گیا۔۔۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی نعمانی کے ذہن پر اندر ہر دن

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نے بیگنا کر دی۔ اور اب اس کی آنکھ کھلی تو وہ ایک خاکھے پڑے تھے خلنے میں کوئی پرسوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ جب کہ ساتھ دالی کوئی پہ چوڑاں بندھا ہوا تھا۔ لیکن اس کی گردان بہستور ڈھلکی ہوئی تھی۔ ۹ سے ابھی تک ہوش نہ آیا تھا۔

نعمانی نے اب شعور می طور پر امدادگر کا بغور جائزہ یعنی شروع کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے بانڈوں کو رسیوں کی گرفت سے آزاد کرنے کی جدوجہد شروع کر دی۔ لیکن رسیاں ایسی تکنیک اور ہمارت سے باندھی گئی تھیں کہ باوجود کوشاش کے وہ معمولی سی بھی ڈھیلی نہ ہوئیں۔ ابھی نعمانی اسی کوشاش میں مصروف تھا کہ سامنے دیوار میں موجود بند دروازہ کھلا اور ایک غیر ملکی نوجوان مرد اور عورت اندر داخل ہوئے۔ غیر ملکی مرد تیز تیز قدم اٹھاتا نعمانی کے سامنے آ کر گیا۔ غیر ملکی لڑکی اس سے چند قدم پہنچتے ہی رک گئی تھی۔ اور دروازہ ان کے عقب میں خود بخوبی بند ہو گیا تھا۔ ”ہوں۔ تو تمہارا تعلق پیشل ایکنسی سے ہے۔“ غیر ملکی نے دانت پیتے ہوئے کہا۔

”پیشل ایکنسی کیا مطلب؟“ نعمانی نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرا سے مجھے تھہ خانہ زور دار تھیٹر کی آداں سے گونج اٹھا۔ غیر ملکی نے اچانک اور انتہائی قوت سے نعمانی کے باہمی گال پر تھیٹر سید کر دیا تھا۔ یہ تھیٹر اس قدر بھر پور تھا کہ نعمانی کا سر ایک جھنکے سے دائیں طرف کو مٹ گیا۔ اُسے یوں محسوس ہوا کہ جیسے اس کے پورے جسم میں سرخ مرچی بھر گئی ہوں۔ گال کی اندر وہی جلد شاید بھٹک گئی تھی۔ کیونکہ نعمانی کی زبان پر خون کا ذائقہ ابھر آیا تھا۔

”بکواس کرتے ہو رچڑ کے سامنے جس کا نام سنتے ہی لوگوں کی رویں ان کا جسم چھوڑ جاتی ہیں۔“ غیر ملکی نے انتہائی غصیلے انداز میں چھتے ہوئے کہ۔

”تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہمارا کسی پیشل ایکنسی سے کوئی تعلق نہیں۔

”ہم تو سیدھے سادھے لوگ ہیں۔“ نعمانی نے ہونٹ پھینکتے ہوئے پاٹ لہجے میں جواب دیا۔

اور دوسرے لمحے رچڑ کا باٹھہ دوبارہ حکمت میں آیا اور تھہ خانہ ایک بار پھر زور دار تھیٹر کی آواز سے گونج اٹھا۔ یہ تھیٹر بھی عین اُسی جگہ پڑا تھا۔ جہاں ہر لیلی ضرب لگی تھی۔

نعمانی کے جھڑے میں درد کی شدید تین لہر ابھری۔ اور اس نے درد کی اس کی لہر کو روکنے کے لئے جبڑوں کو بُجھی طرح پھینک لیا۔ اس کے جھڑے پہنچتے ہی یک لخت ایک سوئی سی اس کی ایک داڑھیں چھپی۔ اور نعمانی نے بے اختیار جھڑے ڈھیلے کر دیئے۔ اور اس کے دہن میں جھماکہ سا ہوا۔ اُسے یاد آ گیا کہ ایک ٹوٹنے کچھ دن پہلے تمام ممبروں کی داڑھوں میں ایک نیادار نگار سسٹم سیٹ کرایا تھا۔ اسے ایک ٹوٹنے رہ گال کہا تھا۔

یہ ایک ذرے جتنا بڑی تھا جس کے تگے چھوٹی سی سوئی لگی ہوئی تھی۔ ایک سو نے بتایا تھا کہ جب ٹاپ ایکرنسی ہو تو وہ ذرست سے اس داڑھ پر اپر کی داڑھ سے ضرب لگایں تو میں آن ہو جائے گا۔ اور سوئی چھپنے کا احساس ہو گا۔ اس بڑی کے آن ہوتے ہی داش منزل میں ریڈ کال پہنچ جائے گی۔ کہ وہ ممبر خطرے میں ہے۔ جو لیا کے پوچھنے پر ایک ٹوٹنے بتایا تھا کہ ہر ممبر کے بڑی کی ساخت دوسرے سے مختلف ہے۔ اس طرح داش منزل

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

میں موجود نہیں اس مخصوص نمبر کی نہ صرف نشانہ ہی کہ دے گی بلکہ یہ متن وہ
لکھنے بھی بتا دے گی۔ جہاں اس بٹن کو آن کیا ہو گا۔ اور اب سونئی چھنٹے
نعمانی کو یہ سب کچھ یاد آ گیا تھا۔ درستے اس نئے سسٹم کا خیال ہی نہ
تھا اور دیسے بھی یہ کوئی ایسی ایمیر خبی نہ تھی کہ وہ ریڈ کال دیتا۔ لیکن یہ پیشہ کی
وجہ سے خود آن ہو گیا تھا۔ بہر حال اُسے یہ سچ کرتی ہو گئی کہ ایکستو
ریڈ کال کی وجہ سے اس کی پوزیشن سمجھ گیا ہو گا۔

”تمہاری موت قریب آ گئی ہے مسٹر چڑھا“۔ نعمانی نے اس باہ
غرتے ہوئے جواب دیا۔

”لوسیا۔ الماری سے کوڑا نکالو۔ میں اس اُتو کے پٹھے کو بتاؤں کہ موت
کسے کہتے ہیں“۔ رچرڈ نے پیر پختہ ہوئے کہا۔ اور اس کے پیچھے
کھڑی ہوئی غیر ملکی لوگ کی تیزی سے ایک دیوار کی طرف بڑھ گئی جس میں ایک
بڑی سی الماری نصب تھی۔

”تم کوڑے کا رعب ڈالنے کی بجائے یہ ہی طرح بات کرو۔ تم پوچھنا
کیا چلتے ہو“۔ نعمانی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔ اب چونکہ
ریڈ کال خود بخوبی تھی اس لئے وہ اب زیادہ سے زیادہ دقت حاصل
کرنا چاہتا تھا۔

امسی لمبے چوڑاں کی کراہ بھی سنائی دی۔ وہ بھی ہوش میں آ گیا تھا۔
اور اب انکھیں پھاڑے چھرتے سے ماحول کا جائزہ لے رہا تھا۔

”میں پوچھتا ہوں تم سے۔ ضرد پوچھتا ہوں اور دیکھتا ہوں تم کیسے نہیں
بتلتے۔ تم نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے۔ تم جیسے پیشک ایکنٹوں کے لئے تو
مجھ سے بڑا جلد بھی پیدا نہیں ہوا“۔ رچرڈ نے غارتے ہوئے جواب دیا۔

نعمانی اس کے چہرے کے تاثرات اور انہوں سے نکلنے والے آثار سے
ہی اس کی ٹائپ سمجھ گیا کہ یہ شخص انہی احساس پر تھی کاشکار ہے۔ اور
یہی احساسات کے ماں لوگ انہی سندھل۔ سفاک اور اذیت پسند
ہوتے ہیں۔ یہی آدمیوں کو داقعی ذر اساقع مل جاتے تو یہ اپنے مخالف
کی کھال ادھیر دینے میں بھی دریغ نہیں کرتے۔ اس لئے اب نعمانی نے حرکت
میں آجائے کافی صلح کر لیا۔ اس کی ٹانگیں رسیوں کی بندشوں سے آزاد ہیں۔
وہ انہیں اپنی مرضی سے حرکت میں لاسکتا تھا۔
امسی لمبے بو سیلانے ایک خون ناک سا کوڑا لا کر چڑھ کے ہاتھیں
دے دیا۔

”میں اب بتاؤ۔ تم کیا کہہ رہے ہیں“۔ رچرڈ نے کوڑے کو ہوا
ہیں چھاتے ہوئے کہا۔ وہ ایک قدم اور نعمانی کی طرف بڑھ آیا تھا۔
”تم کیا پوچھنا چلتے ہو“۔ نعمانی نے کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ مکمل نہ
ہوا تھا کہ رچرڈ کا ہاتھ بھلکی کی سی تیزی سے لہرا یا۔ اور شڑاپ کی خون ناک
آواز کے ساتھی کوڑا پوری قوت سے نعمانی کے جسم سے ٹکرایا۔ نعمانی کے
عقل سے بے اختیار سکی نکل گئی۔ کوڑے نے اس کی کھال پھاڑ دی
تھی۔ یہ ضرب اس قدر خون ناک تھی کہ اگر وہ تربیت یا فتح ایکنٹ نہ ہوتا تو یقیناً
چیخوں سے پورا تھہ خانہ سر پر اٹھا لیتا۔

”یہ ہیری اب آخری دارنگ ہے۔ سمجھے۔ اب جو کچھ میں پوچھوں اس کا
پسح پسح جواب دینا“۔ رچرڈ نے بڑے طنز یہ لہجے میں کہا۔ اور ساتھی
کوڑے کو ایک بار پھر ہوا میں چھایا۔
کوڑا لگنے سے خود نعمانی کے جسم میں درد کی تیز تین لہر دوڑ گئی تھی۔ لیکن

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کم از کم اس سے ایک فائدہ ضرور ہوا تھا کہ نعمانی کو یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ کسی کے پائے فرش میں گردھے ہوتے نہیں ہیں۔ کیونکہ کوڑا لگنے سے جب نعمانی کے جسم نے جھکو لا کھایا تھا تو کسی بھی طرح ڈال گئی تھی۔

”سنور چڑھ د کوڑ دی سے تم مجھ سے کچھ نہیں پوچھ سکتے۔ یہ ہی طرح قریب آکر بات کرو جو تم پوچھو گے میں بتا دوں گا۔“ — نعمانی نے ہونٹ بھینچی

”قریب آکر کیوں۔ تم ڈاچ کرنا چاہتے ہو۔“ — رچڑھ نے بھنوں میں پھکاتے ہوئے کہا۔

”ادھو۔ میں بندھا ہوا ہوں۔ کوڑا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ پھر ہم کہہ دہتے ہو کہ میں ڈاچ کر دوں گا۔ داصل میں کچھ اپنچا سنتا ہوں۔ اس لئے ہو سکتا ہے میں تمہاری بات پوری طرح نہ سن سکوں۔ اور غلط جواب دے دوں۔ اور تم سمجھو کوہ میں جان بوجھ کر تمہیں تنگ کر رہا ہوں۔“ — نعمانی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔ میں رچڑھ بڑا دے گینگ کی ناک تم سے ڈروں گا۔ تم جیسے بھر دل سے ہو نہیں۔“ — رچڑھ نے پھنکا رتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے آگئے بڑھ کر نعمانی کے بالکل قریب آ کر کر گیا۔

”میں اب پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو۔“ — نعمانی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی یک لخت سجلی کی طرح اس کی دونوں ٹانگیں پھیلیں اور پھر انہاتھی تیز رفتار می سے سہٹ گئیں۔ اس طرح اس نے بالکل قریب اور سامنے کھڑے ہوئے رچڑھ کی پٹھیوں پر زور دار ضرب لگائی اور رچڑھ بھی طرح چینتا ہوا منہ کے بل رکھڑا کرنے کے اوپر آ گما۔ اور پھر نعمانی اس کا

دھکا لگنے سے کمری سمیت نیچے فرش پر جا گما۔ اب صورت حال یہ تھی کہ نیچے کوئی نہیں۔ اور نعمانی اور اس کے اوپر رچڑھ کراہا ہوا تھا۔ نیچے گرتے ہی نعمانی نے دونوں ٹانگوں سے رچڑھ کا نچلا دھڑکا بکھڑایا۔ اور ساتھ ہی پوری قوت سے سر کو آگے کی طرف کر کے اس نے رچڑھ کی ناک پر ٹکر جو دی اور رچڑھ کے علق سے نزد اپر جخ نکل گئی۔ اس نے اچھل کر اٹھنا چاہا۔ لیکن اسی نیچے ساتھ موجود چوہاں کی کمری نے سائیڈ میں جھکو لا کھایا اور چوہاں کمری سمیت رچڑھ کی پشت پر آ گما۔ اب چوہاں رچڑھ کے اوپر تھا۔ اور اس کی پشت پر کمری کی پشت تھی۔

لوسیا چھینی ہوئی رچڑھ کی طرف بڑھی اور اس نے جھک کر چوہاں کو ہٹانا چاہا تھا کہ چوہاں نے دونوں ٹانگیں کمری ماہر جمناسٹک کی طرح اپنچی کیں۔ اور دوسرے لمحے اس نے لوسیا کی گہر دن کے گرد قیچی ڈال دی۔ اور اس کے ساتھ ہی چوہاں کے جسم نے ایک نزد اپر جھٹکا کھایا اور وہ کمری سمیت فضایاں اٹھا اور لوسیا کو اپنے ساتھ لیتا ہوا آگے کی طرف جا گما۔ لوسیا کے علق سے خوف ناک چھینیں نکلنے لگیں۔ کیونکہ چوہاں جس انداز میں گرا تھا۔ اس سے لوسیا کی کمر دوہری ہو گئی تھی۔ اور چوہاں اب کمری سمیت تیزی سے کوڑیں بدلتا جا رہا تھا۔ کمرے میں کمری کی فرش سے گھر لئے کی آداز کے ساتھ ساتھ لوسیا کی چھینیں گوئی رہی تھیں۔ لوسیا کی گہر دن میں چوہاں نے قیچی ڈالی ہوئی تھی اس لئے لوسیا بھی ساتھ ساتھ کوڑیں بدلتی جا رہی تھی۔

ادھر نعمانی کی ٹکر کھا کر رچڑھ سنبھلا رہی تھی تھا کہ چوہاں کمری سمیت اس کی پشت پر آ گرا تھا۔ اس لئے رچڑھ مزید بوكھلا گیا۔ اور اس بوكھلا رہی سے فائدہ اٹھتے ہوئے نعمانی نے پے در پے اس کی ناک پر دم زیند و رہا ٹکریں رسید

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کر دیں۔ اونچی بجھ کے جب چوہاں کرسی سمیت رپڑ کے جسم سے ہٹاتو رپڑ کے
ماہکہ پرید ہیلے پڑھکے تھے۔ وہ بے موش ہو چکا تھا۔ نعمانی نے جلدی سے
کردٹ بدھی اور رپڑ کو نیچے فرش پر پھینک کر وہ پاؤں سمیٹ کر اچھلا اور
اس بار وہ کرسی سمیت بھکے جھکے انداز میں کھڑا ہو گیا تھا۔ اور پھر وہ اسی
طرح بھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا ۲۷ گئے بڑھا اور دوسرے لمحے اس نے
اچھل کر دنوں پرلوسیا کی پشت پر پوری قوت سے مارے کیونکہ اسی
وقت لوسیا چوہاں کے داد میں پھنسی کر دٹ بدل رہی تھی۔ لوسیا کے
علق سے زور دار پنج نکلی اور اس کے ساتھی اس کا جسم ایک لمحے کے لئے
پافی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح ترطیباً اور پھر کیک لخت ڈھیلنا پڑ گیا۔ چوہاں نے

اس کا جسم ڈھیلنا پڑتے محسوس کیا تو اس نے قبی کھولی اور پھر وہ بھی پاؤں
سمیٹ کر نعمانی کے سے انداز میں کھڑا ہو گیا۔ اب وہ دندنوں کرسیوں
سمیت ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہانپر رہے تھے۔ اور رپڑ
اور لوسیا دنوں فرش پر بے موش پڑے تھے۔
”اینی کرسی کی پشت میری کرسی کی پشت کے ساتھ کر کے بیٹھ جاؤ چوہاں۔
میں ہاتھوں سے ٹھوٹ کر تھا میں رسی کی گمراہ کھولتا ہوں۔“ نعمانی نے
کہا اور چوہاں سر ملاتا ہوا گھوم کر نعمانی کی پشت پر آگیا۔ دوسرے لمحے
دونوں دوبارہ کرسیاں فرش پر لٹکا کر بیٹھ گئے۔ اب دندنوں کی پشت ایک
دوسرے کی طرف تھی۔ نعمانی کی چونکہ کلائیاں بندھی ہوئی تھیں۔ اس
لئے وہ دندنوں ہاتھوں کو آسانی سے دائیں بائیں حرکت بھی دے سکتا تھا۔
اور اس کی انگلیاں بھی پوری طرح حرکت کر سکتی تھیں۔ اس لئے اس نے
چوہاں سے پشت ملانے کو کہا تھا اور داقعی ہوا بھی ایسا ہی۔ چند لمبے میں

نعمانی نے انگلیوں سے ٹھوٹ ٹھوٹ کمرسی کی گمراہ کھول دی۔ اور چوہاں نے بھلی کی
سی تیزی سے رسیاں ہٹایاں اور ماٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اینی کرسی ایک
طرف دھکیلی اور پھر تیزی سے نعمانی کی کرسی کی پشت پر جھک کر اس کی
رسیاں کھولنے لگا۔

اونھر نعمانی رسیوں کی گفت سے آزاد ہوا اونھر باہر تیز فائرنگ کی آذانیں
اکھریں اور وہ دونوں چوکنا ہو کر تیزی سے در داڑے کی سائیڈ کی طرف بڑھے۔
چند لمبے تک باہر فائرنگ کی آذانیں آتی رہیں پھر خاموشی طاری ہو گئی۔
اُسی لمحے تیز تیز قدموں کی آذانیں تہہ غانے کے در داڑے کی طرف بڑھتی
ستاخی دیں۔

وہ دونوں در داڑے کی سائیڈوں پر بڑے چوکنے انداز میں کھڑے
تھے۔ چونکہ ان کی جیبوں سے تمام میتھیا رپھے ہی نکال لئے گئے تھے۔ اس
لئے وہ دونوں خالی ہاتھ تھے۔ اُسی لمحے در داڑہ ایک زور دار دھماکے
سے کھلا اور ایک سایہ سا اندر داخل ہوا ہی تھا کہ دونوں بیک وقت اچھل کر
اس پر جھپٹے لیکن دوسرے لمحے وہ دونوں ہی بُرمی طرح چھتے ہوئے فضائیں
قلابازی کھا کر پشت کے بل ایک زور دار دھماکے سے فرش پر جا گئے۔
ہنے دالئے داقعی انتہائی مہارت سے ان دونوں کے اچانک جملے
کونہ صرف روکا تھا بلکہ ان دونوں کو یوں فضائیں اچھال دیا تھا جیسے وہ
گوشت پوست کے انسانوں کی بجائے کوئی تغیرت نہ ہوں۔ ان دونوں
کی پیسوں میں زور دار ضربی لگی تھیں۔ جس کی وجہ سے وہ اچھلے بھی تھے
اور پھر قلابازی کھا کر پشت کے بل فرش پر بھی جا گئے تھے۔ یہ ضرب
اس قدر زور دار اور شدید تھی کہ بے اغیار ان کے علق سے چینیں نکل

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

گئی تھیں۔ اے تم تو دیسی بھی میں سخن رہے ہو۔ اچانک عمران کی آذان
دنوں کے کافی میں پڑی اور وہ دنوں اپنی چوتھی بھول کر اتنی تیزی سے اٹھ
کھڑے ہوئے جیسے ان کے جسم میں ٹھیک کی جگہ سے سپرنگ فٹ
ہوں۔

"ادہ عمران صاحب۔ آپ تبھی بھاریہ حشر ہوئے ہے۔" نعمان نے
ہونٹ بھینختے ہوئے کہا۔

"ابھی حشر کیا ہوا ہے۔ اگر مجھے ضرب لگاتے وقت یہ احساس نہ ہو
جاتا کہ پسیاں دیسی ہیں والاستی نہیں تو تم اب تک لفظ حشر کے بھے ہی
بھول چکے ہوئے ہیں۔" عمران نے رچڑ کی طرف بڑھتے ہوئے مسکرا
کر کہا۔ اس کی نظریں رچڑ کے پہرے پہنچی ہوئی تھیں۔

"ادہ۔ یہ تو رچڑ ہے۔ اے باب رے۔ شکر ہے یہ بے ہوش
ہے۔ درنہ ابھی میرا گمیاب مکڑ لیتا کہ نکالو ایک لاکھ روپے۔"

عمران نے خوف زدہ سے انداز میں دو قدم چھپے ہٹتے ہوئے کہا۔

اسی لمجھے باہر راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی
دیں۔ اور پھر کیپٹن شیکل اور صفر دشین گئیں اٹھاتے در دانے میں نمودار
ہوئے۔ نیکن یہاں نعمانی اور چوہاں کو تھیک ٹھاک دیکھ کر وہ رک چکے
"صفدر۔ اور کوئی آدمی تو یہاں موجود نہیں ہے۔" عمران نے
مٹکر صفرد سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔ ہم نے پوری طرح تسلی کر لی ہے۔ چار آدمی تھے۔ اور
چاروں ہی آپ کی ٹھیک کاشکار ہو چکے ہیں۔ نعمانی اور چوہاں تو تھیک

نئم شد

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کھڑے ہیں۔ جب کہ بس نے تو بتایا تھا کہ نعمانی کی طرف سے ریڈ کاں آئی
ہے۔ صفرد نے یہت بھرے انداز میں نعمانی کو دیکھتے ہوئے کہا۔
"وہ ریڈ کاں تو خود بخوبی ہو گئی تھی۔ اس رچڑ نے میرے جبڑے پر زور دار
کھپڑا مارا تو جبڑے بخپڑے اور ریڈ کاں ہو گئی۔" نعمانی نے قدرے تشرمندہ
لبخے میں کہا۔

"ظاہر ہے رچڑ کی وجہ سے ریڈ کاں ہوئی اگر تو سیاہ کھپڑا مارتی تو ریڈ کی
بجائے گہمین کاں ہو جاتی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"یہ آپ ان کے نام کیسے جانتے ہیں۔ کیا یہ آپ کے داقت ہیں؟"
اس بار چوہاں نے یہت بھرے انداز میں پوچھا۔
"قریض نواہوں کے نام بھی کوئی بھول سکتا ہے۔" عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے منصر لفشوں میں ہوٹل میں جانے سے
لے کر اداں سے ایک لاکھ دصوں کے دا پس آنے تک کی کہانی سناتی تو
وہ سب بے اختیار رہنے پڑے۔

"نعمانی اور چوہاں۔ اب تم دنوں ان کو لے کر دا نش منزل جاؤ۔ ہم یہاں
کی کمک تلاشی لے کر ہی بس کو رپورٹ کریں گے۔ ان کی کار بآہر موجود ہے
وہ بھی سا تھی لیتے جانا۔" عمران نے نعمانی اور چوہاں سے کہا۔ اور وہ
دنوں سر ملا تے ہوئے فرش پر پڑے رچڑ اور تو سیاہ کی طرف
بڑھ گئے۔

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

سپر ما سٹر گروپ مکمل ناول

مصنف مظہر کلیم ایم۔ اے

ما سٹر گروپ یورپ کے ایک ملک فان لینڈ کا ایسا گروپ جو غندوں پر مشتمل تھا۔
سپر ما سٹر گروپ جو بین الاقوامی سطح کی تنظیم تھی لیکن اس کے بارے میں کوئی کچھ نہ جانتا تھا اور سامنے صرف ما سٹر گروپ ہی رہتا تھا۔

سپر ما سٹر گروپ جس کے حکم پر ما سٹر گروپ نے پاکیشیا کے سامنہ ان سرداور کو انغو کر لیا اور اس کے ساتھ ہی اس گروپ نے پاکیشیا حکومت کو کھل کر بلیک میں کرنا شروع کر دیا۔ کیسے اور کیوں؟

صریط جن کی موت اور زندگی صرف چند گھنٹوں تک محدود کر دی گئی اور تاوان میں پاکیشیا سے انتہائی اہم ترین اور خفیہ دفاعی معاملے کی فائل طلب کی گئی۔

صریط ان کی موت اور زندگی کے لئے اتنا کم وقت دیا گیا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کم وقت میں اس ملک تک پہنچ بھی نہ سکتے تھے کیا سرداور کو ہلاک کر دیا گیا۔

اللئے جب عمران ما سٹر گروپ سے مکرایا اور پھر موت کے حقیقی سامنے ان کے گرد پہنچتے چلے گئے۔ کیا عمران سپر ما سٹر گروپ تک پہنچ بھی سکا یا نہیں؟

کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے حریت انگیز مشن میں کامیاب بھی ہو سکی یا نہیں؟ **لئے** انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی **لئے**

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

عمران سیریز میں بالکل نئے انداز کی سے انتہائی دلچسپ اور
سنی سے خیر کہنے نئے

فاوں پلے حصہ دوم

مصنف:- مظہر کلیم ایم۔ اے

کیا ٹھیکار پوریٹ اور مجرم تنظیم آر گنائزیشن اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئیں؟ **لئے** یہ سازشوں کا شکار ہو کر۔۔۔ میچ ہار کیا پاکیشیا کر کر **لئے** خود گیریٹ لینڈ کے سرکاری ادارے کے سریماں کو بلیک میل کرنے پر مجبور ہو گیا۔ کیوں؟

لئے وہ لمحہ جب عمران نے خود گیریٹ لینڈ کے سرکاری ادارے کے سریماں کو بلیک میل کرنے پر مجبور ہو گیا۔ کیوں؟

انتہائی دلچسپ — منفرد اور نئے انداز کے کہانی

ناشران

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

چند باتیں

معزز قاریٰ میں اسلام مسنون افاؤل پلے کا دوسرا حصہ پیش خدمت ہے کہاں تو بہر حال آپ پڑھہ رہے ہیں۔ اپنی ڈاک میں آنے والے دو خطوط بھی میں آپ کو ضرور پڑھوانا چاہتا ہوں تاکہ قاریٰ میں کو بھی علم ہو سکے کہ کیسے کیسے فوازش نامے میرے نام آتے رہتے ہیں۔

کوثر نیازی کا لونی کراچی ۲۳ سے سید گفتار شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ آپ کے تمام ناول میں نے پڑھے ہیں۔ آپ کے ناول جس قدر معیاری اور اچھے ہوتے ہیں اس کی جنتی بھی تعریف کی جلتے کہے۔ لیکن ایک بات ضرور کہوں گا کہ آپ کی کہانیوں میں روز بروز تحقیق ٹھھٹھا جاتا ہے۔ آپ نے پوری سیکرٹ سروس کو خبیر روحیں بنادیا ہے۔ اب تک سینکڑوں مہماں سر کرنے کے بعد بھی ان کا کوئی آدمی (یعنی سیکرٹ سروس کا) مراہیں۔ لہذا کسی ناول میں ایک کردار کو مار دیں۔ پھر آئندہ ناول میں کوئی دوسرا کردار لائیے جو مرد والے کردار کی خوبیاں بھی رکھتا ہو اور مزید بھی۔ پاکیشی سیکرٹ سروس کے ارکان بھی انسان ہیں انہیں بھی منما چاہیے۔ لہذا آپ آپ انہیں مارنا شروع کر دیں۔

دوسراخت بھی کراچی ۲۳ نیو کراچی ایم یا ۵ سی بلک ۷۸، لکھا گیا ہے اور یہ خط لکھنے والے ہیں توفیق احمد صاحب۔ انہوں نے لکھا ہے۔ عمران سینز تمام پڑھوالي ہیں۔ مجھے بحید پسند ہیں۔ آپ کاظم تحریر اس قدر ساحر انہے کہ یوں محسوس ہوں گے جیسے سب کچھ ہماری آنکھوں کے سامنے حقیقت ہو رہے ہے

فاؤل پلے

حصہ دوم

منظہر کلیمہ ایم، لے

یوسف برادرز پاک گیٹ
متاثر

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

البتہ ایک بات سے کہ اب تھی کتابوں میں ایکشن آفیریا نہیں ہو چکا ہے اس کی

کیا وجہ ہے۔ کم از کم ایکشن پرنسپل فارین کو تو بورڈ کر دیں اور آپ عمران کے مقابلے میں فریدی کو کمر دکھاتے ہیں۔ ہر بار ایسا نہ دکھایا کر دیں۔ لکھی فریدی کو جسی عمران سے جتنا دیا کر دیں۔

یہ دونوں خطوط میں نے نمونے کے طور پر آپ کے سامنے پاٹیں کئے ہیں ایک صاحب فرماتے ہیں کہ ایکشن تیر ہوتا ہمارا ہے۔ دوسرا فرماتے ہیں کہ ایکشن کم ہوتا ہمارا ہے اور دونوں صاحبان کراچی کے رہائشی ہیں اب تھے معلوم نہیں کہ کراچی ۱۹۳۶ اور کراچی ۱۹۳۷ میں کتنا فاصلہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ فاصلہ بہت زیادہ ہوا اور پہچارہ ایکشن کراچی ۱۹۳۷ سے کراچی ۱۹۳۸ تک منحصر ہوتے ہے مگر ہو جاتا ہو۔ باقی رسمی سید گلشن شاہ کی یہ بات کہ اب میں کرداروں کو ماننا شروع کر دوں۔ تو وہ ماشا اللہ سید ہیں۔ قابلِ احترام ہیں۔ ان کی خدمت میں اتنا ہی عرض کیا جاسکتا ہے کہ موت فرنگی تواللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ مجھ میں یہ جھات نہیں کہ کسی کو مار سکوں یا بسچا سکوں۔

باقی توفیق احمد صاحب کی یہ بات کہ کرزل فریدی، عمران کے مقابلے میں کم پڑھا ہے۔ ایک کتنی خطوط را لوپنڈی سے بھی بھجے ملے ہیں جن میں یہی کہا گیا ہے کہ کرزل فریدی کو عمران کے مقابلے میں مکرنا دکھایا جائے تو اس سے میں یہی عرض کر سکتا ہوں کہ کرزل فریدی اور عمران دلوں ہی ایک دوسرے کی طمکر کے جاسوس ہیں کوئی کسی سے مکرر پارٹ نہیں ہے۔ یہ مکری یا برتری کا ہانی کی مخصوص سچوکشز کی وجہ سے آپ کو محسوس ہوتی ہے۔ جب کوئی ایسی سچوکش آئی کہ جس میں عمران پسچے رہ گیا تو پھر آپ کرزل فریدی کی جوانیاں دیکھتے گا مجھے یقین ہے کہ آپ نے یہ مطلب سمجھ گئے ہو گئے۔ آئندہ بھی اپنی آڑ کا منتظر ہوں گا۔

وَالسَّلَامُ بِمَنْظَرِهِ كَلِيمِ الْأَمْرِ لَعَلَّ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

زخم دار لو سیا کو ہوش آیا تو وہ دونوں حیرت سے یک لخت اٹھ کر بیٹھ گئے۔ وہ ایک خوب صورت کمر کے میں پسچھے ہوئے دبیتے ایرانی تالیں پر لیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سر دل کے پیچے سبھرے دنگ کے کپڑے پڑھے انتہائی خوب صورت گاہ تکیتے تھے۔ بھرے میں مشرقی طرز کے آلات موسیقی دیوار دل سے لکھے ہوئے تھے۔ ایک طرف نو سخوار شیر کی کھوپڑی ڈنگی ہوئی تھی۔ شیر کی آنکھیں بالکل ایسی تھیں جیسے وہ زندہ ہو۔ ایک طرف مشرقی حقہ جو پیچوپاں کہلاتا تھا پڑھا۔ ان دونوں کے گاہ ڈنگیوں کی ساییدہ میں انتہائی خوبصورت اگال دان بھی پڑھے ہوئے تھے۔

”یہ ہم کہاں آ گئے ہیں۔ یہ کیسی گھنگہ ہے“۔۔۔ لو سیا نے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ تو مشرقی طرز پر سجا ہوا کمرہ ہے۔ میں نے ایک دلم میں ایسا سین دیکھا تھا۔ وہ کسی مشرقی شہزادے کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔۔۔ پڑھنے

پلاکر ان کی نظر دل سے بیج کر عام لباس میں ہوٹلوں میں گھومتے رہتے
ہیں۔ عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر دو آگے بڑھ کر بڑے
انداز سے ان کے سامنے ایک گاڑ تکیت سے پشت لگا کر عجیب گیا۔ جوزف
اد رجوانا اس کے عقب میں بڑے چونکے انداز میں کھڑکے تھے۔ ان کے
دونوں ہاتھ ریو اور دل کے دستوں پر جمے ہوئے تھے۔

"ہم۔ ہم۔ یہاں کیسے پہنچ گئے"۔ رچڈ نے ہونٹ کا شے
ہوئے پوچھا۔

"ہم اپنی سرکاری گاڑی میں رتن روڈ سے گزر رہے تھے کہ ہم نے
تم دونوں ہاتھ کو سڑک پر پڑے ہوئے پایا۔ پہلے تو ہم نے سمجھا کہ آپ خدا نخواستہ
انتقال فرمائچے ہیں۔ لیکن پھر ہمارے باڑی گارڈوں نے ہم بتایا۔ کہ
آپ زندہ ہیں۔ تب ہی ہمیں یاد آگیا کہ آپ نے ہم سے ایک فلم بننے
کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اور ہم نے اس فلم کی فنا سنگ کرنی سے۔ چنانچہ ہم
نے اپنے باڑی گارڈوں کو حکم دیا کہ آپ کو اٹھا کر لا یا جائے تاکہ ہم فلم کے
باہرے میں اطمینان سے عجیب کو تفصیلات طے کر سکیں"۔ عمران نے
بڑے بااغتماد ہجئے ہیں کہا۔ تو رچرد اور لوسیا دونوں ایک دوسرے
کو معنی خیز نظر دل سے دیکھنے لگے۔

"تو آپ واقعی فلم بنانے کے موڑ میں ہیں"۔ رچڈ نے سکراتے
ہوئے کہا۔

"لیا۔ ہم جوارا دہ ایک بار کر لیتے ہیں اس سے کبھی نہیں ہٹتے۔ اسے
ہماری شہزادگی کی صند کہہ لیں یا جو مرضی آئے کہہ لیں۔ لیکن ایک مسئلہ آن
پڑا ہے۔ ہمارے ڈیڑھی بادشاہ سلامت کو ہجا رایہ آئیڈیا بالکل پسند
ہوں گے۔ اس لئے تو کبھی کبھی ہم انہیں دس بارہ بو تکیں دہسکی کی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہونٹ کا ٹھٹھے ہوئے جواب دیا۔ اُسی لمجھے کھمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور دوسرے لمجھے رچرد اور
لوسیا دروازے پر موجود شخصیت کو دیکھ کر بڑی طرح اچھل پڑے۔ وہ
واقعی کوئی مشرقی شہزادہ تھا۔ انتہائی خوب صورت سفید سکن کی
شیر دانی۔ نیچے تنگ مہری کا یا سجا مہ۔ پیروں میں سیلیم شاہی جوتی۔ سر پر
انتہائی خوب صورت تاج جس کے درمیان ایک کبوتر کے انٹے سے جتنے
سائنس کا ہیرا جگہ جگہ کر رہا تھا۔ گھنے میں نیلم۔ زمردا اور دوسرے
انتہائی قیمتی جواہرات کے کئی ہار پہنے ہوئے تھے۔ شہزادہ بذاتِ خود
بھی انتہائی خوب صورت اور وجہہ تھا۔

"اوہ! یہ تو وہی پرانی آف ڈھمپ ہیں"۔ لوسیا نے ٹپٹرا تے ہوئے کہا۔
"ہا۔ ہم وہی پرانی آن ڈھمپ ہیں۔ اور آپ ہمارے معزز
ہجان ہیں"۔ دروازے میں موجود عمران نے بڑے باد قارہ ہبھے
ہیں کہا۔ اور قد م بڑھاتا آگے بڑھ آیا۔ اور دوسرے کے لمجھے رچرد اور لوسیا
دونوں کی آنکھیں حیرت سے بڑی طرح پھیلتی گئیں۔ کیونکہ عمران کے نیچے
خاکی درد می پہنچنے جوزف اور جوانا دونوں پہلوؤں پر ہو ہو سڑ لگائے جن میں
سے بھاری ریو اور دل کے دستے جھانک رہے تھے۔ بڑھ کر پوکنے انداز
سے چل رہے تھے۔

"اوے آپ کیوں خوفزدہ ہو رہے ہیں۔ یہ ہمارے باڑی گارڈ میں
معاف کجھئے بادشاہ ہضور یعنی ڈیڑھی کی سخت ہدایات ہیں کہ جب ہم
سرکاری رہائش گاہ پر ہوں گے تو باڑی گارڈ ہمارے ساتھ ضرور
ہوں گے۔ اس لئے تو کبھی کبھی ہم انہیں دس بارہ بو تکیں دہسکی کی

شہادتی حکیم کو انعام دا کرام دے کر دا پس بھج دیا۔ اور ہمیں حکم دیا کہ ہم فوراً آپ کو تقاضہ کر کے یہ فلم شروع کرائیں۔ ڈیٹھی حضور نے اس فلم کے لئے پچاس کر درڑ روپے نقد کی منظوری دے دی ہے۔ اور تباہ سے ہم آپ جیسے پر دلیوسر کی ملاش میں تھے۔ کیونکہ ڈیٹھی حضور تم سے بھی زیادہ ریاست ڈھمپ میں ہر سال میں الاقوامی کرکٹ ٹورنامنٹ منعقد ہوتا ہے۔ جن میں دنیا بھر کی کرکٹ ٹیمیں حصہ لیتی ہیں۔ کب آف ڈھمپ پوری دنیا میں مشہور ہے۔ لہذا ڈیٹھی حضور کی ضریب ہے کہ فلم کرکٹ کے موضوع پر ایسی ہے کہ جب وہ کسی مدین قلم کی منظوری دے دیں تو تباہ تک انہیں چین نہیں پڑتا۔ جب تک وہ رقم خرچ نہ ہو جائے۔ لہذا اب جب تک یہ پچاس کر درڑ کی رقم خرچ نہیں ہوگی وہ ہم پر سل سر زنش کرتے رہیں گے۔ عمران کی زبان حلی تو بس چل ہی پڑھی۔ اس میں کہیں فلٹاپ آہی نہ رہا تھا۔ دونوں اس طرح آنکھیں پھاٹے عمران کی بات سن رہے تھے جیسے انہیں سکتہ ہو گیا ہو۔

"پپ۔ پپ۔ پچاس کر درڑ روپے۔"۔ رچہڈا درلو سیا
دونوں نے منہ سے بیک آواز نکلا۔

"ہاں۔ میرے خیال میں اتنی رقم کافی ہے۔ ویسے اگر زیادہ نہیں ہو تو اس کا کبھی انتظام کیا جاسکتا ہے۔"۔ عمران نے بڑے بے نیازانہ ہیچے میں کہا۔ اور ساتھ ہی وہ جوزف کی طرف مڑا۔

"سیکرٹھی"۔ عمران نے انتہائی تکمماں ہیچے میں کہا۔
ان سارے سودجوں کے فیوز نہ اڑ جائیں۔ جو اسے شروع کر دیا اور ہمارے ذہن میں کرکٹ کے موضوع پر ایک اچھوتا موضوع آگیا۔ ڈیٹھی حضور کو بھی یہ موضوع بے حد پسند آیا۔ چنانچہ انہوں نے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نہیں آیا۔ کہ آپ گھے پرسوار ریل گاڑی سے دیس لگا رہے ہوں۔ لہذا مجبوری ہے۔ اب اس آئندے پر فلم نہیں بن سکتی۔ البتہ ڈیٹھی حضور نے ایک اور آئندہ دیا ہے۔ آپ کو عدم ہے کہ ڈیٹھی حضور کر کٹ کھینک کے سے حد رسیا ہیں۔ آپ کو اگر کرکٹ سے دلچسپی ہو تو آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ ڈیست ڈھمپ میں ہر سال میں الاقوامی کرکٹ ٹورنامنٹ منعقد ہوتا ہے۔ جن میں دنیا بھر کی کرکٹ ٹیمیں حصہ لیتی ہیں۔ کب آف ڈھمپ پوری دنیا میں مشہور ہے۔ لہذا ڈیٹھی حضور کی ضریب ہے کہ فلم کرکٹ کے موضوع پر کیسے کرکٹ کھیل سکتی ہیں۔ اور جب تک فلم کی ہیر دن کرکٹ نہ کھلے۔ کرکٹ پر فلم نہیں بن سکتی۔ ہم نے جب یہ بات ڈیٹھی حضور کے گوشش گزار کی تو وہ ہماری کہندہ دہنی پر بڑے پیشان ہوتے۔ انہوں نے فردا شاہی حکیم کو طلب فرمایا اور ہماری کندہ دہنی کا علاج کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ شاہی حکیم نے ہمیں معجون فلاسفہ کھانے کا نسخہ تجویز کیا۔ چنانچہ ہمیں مجبوراً معجون فلاسفہ نو شعن جان کرنی پڑھی۔ یہ کن ایک بات ہے جب سے تمہرے معجون فلاسفہ کھانی شروع کی ہے۔ ہماری کھوپڑی میں ہبھاں ایک ٹھٹھا ناہوا بلب جلتا تھا اب ہزاروں سودجوں سے بھی زیادہ روشن الاؤ ساجل رہا ہے۔ چنانچہ ہم نے ڈر کے مارے کہ کہیں معجون فلاسفہ کی زیادہ مقدار کھانے سے ان سارے سودجوں کے فیوز نہ اڑ جائیں۔ ہمارے ذہن نے کام شروع کر دیا اور ہمارے ذہن میں کرکٹ کے موضوع پر ایک اچھوتا موضوع آگیا۔ ڈیٹھی حضور کو بھی یہ موضوع بے حد پسند آیا۔ چنانچہ انہوں نے

بڑا دلوسیا دنوں ہیرت سے آنکھیں بچاؤ کے اس پیشیل چیک کو
پک نک ہو کر دیکھ رہے تھے۔ ان کی نظرؤں کے سامنے پچاس کر دڑ رد پے
کے نوٹ گھوم رہتے تھے۔

"آپ نے دیکھ لیا۔ اب آپ ہمارا آئیڈیا سن لیں۔ اگر آپ اس پر
فلم بنائیں تو ہم یہ چیک آپ کو دے دیں گے۔ درستہم کسی اور ڈائیکٹر
پر وڈیوسر کو تلاش کرنے کے فلم بہر حال بنی ہے۔ اور اس رقم نے خم پچ
ہونا ہے۔ یہ شاہی فرمان ہے۔ اور آپ کو علم سی ہو گا کہ شاہی فرمان ہر صورت
میں پو ما ہو کر رہتا ہے"۔ عمران نے ان کے ہاتھوں سے چیک لے کر
اُس سے بڑی بے نیازی سے واپس جوزف کی طرف بڑھا دیا اور جوزف نے
بڑے موڈ بانہ انداز میں چیک عمران کے ہاتھوں سے لے لیا۔ اُس سے تھا
کہ کے دوبارہ اس قیمتی اور شاندار پرس میں ڈالا۔ اور پھر اُس سے
جیب میں رکھ کر دوبارہ اُسی طرح اشن شن ہو کر کھڑا ہو گیا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں بناؤں گا یہ فلم۔ آپ آئیڈیا بتائیں"۔ پھر اُن نے
بے اختیار ہوتیوں پر زبان پھر تے ہوئے کہا۔

"اُسے ہاں۔۔۔ میں یاد کیا۔ آپ ایک لاکھ روپے کے لئے ہماں سے
چھٹے بھاگ کر تھے۔ اور۔۔۔ میں تو اپنی یہ بے عزتی یاد بھی نہ رہی تھی سیکرٹری"۔
اچھا عمران کے ہبے میں غصہ کے تاثرات ابھر آئتے تھے۔

"یس پرس"۔۔۔ جوزف نے فوراً ہی جواب دیا۔

"تم نے میں پہلے کیوں نہیں یاد دلایا تھا کہ مسٹر پرڈنے ایک حقیر ہی
رقم کے لئے ہماری توہین کی تھی"۔۔۔ عمران کے ہبے میں غصہ تھا۔
پرس بلیز معافی دے دیجئے۔ میں اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوں"۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بسی اس میں ایک خامی ہے کہ یہ روزانہ میں بوتل شراب فی جاتا ہے
اور نسل سے پھر بھی نہیں ہوتا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے رچڑ
اور لوسیڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بب۔۔۔ بب۔۔۔ بس بوتل"۔۔۔ لوسیا اور رچڑ دنوں نے
آنکھیں سکوڑتے اور ہونٹ بھنٹتے ہوئے کہا۔ وہ ہیرت سے جوزف کو
دیکھ رہے تھے جو کسی فوجی کی طرح اپنی بھری جہاز جتنی چوڑی بچاتی پھیلاتے
اکٹا کھڑا تھا۔

"سیکرٹری"۔۔۔ ہمارے محاذ مہمانوں کو پچاس کر دڑ کا چیک دکھا د
جو ڈیٹھی نے فلم بنانے کے لئے عطا فرمایا ہے"۔ عمران نے ایک
بار پھر تکمانتہ بھجے میں کہا۔

"یس پرس"۔۔۔ جوزف نے کہا۔ اور پھر اس نے وردی کی جیب
میں ہاتھ ڈال کر ایک انتہائی قیمتی اور خوب صورت پرس نکالا اسے کھول کر
اس میں تھہ کیا ہوا ایک کاغذ نکال کر اس نے بڑے موڈ بانہ انداز میں عمران
کی طرف بڑھا دیا۔

ومران نے بڑی لایپ واری سے وہ کاغذ جوزف کے ہاتھ سے لیا۔ اور
پھر اسے کھول کر ایک نظر دیکھا اور دوسرا سے لمبے اس سے لوسیا اور
رچڑ کی طرف بڑھا دیا۔۔۔ یہ گیٹ لینڈٹ کے سب سے بڑے بنک
لارڈ بنک کا چارہ چیک تھا۔ اور اس پر پچاس کر دڑ کی رقم صاف
بڑھی جا سکتی تھی۔ چیک بھی پیشیل تھا۔ ایسے پیشیل چیک کا مطلب یہ ہوتا
ہے کہ ایسا چیک ہر صورت میں کیش ہوتا ہے۔۔۔ ایسے چیک کا اجرا
ہی بنک کی طرف سے اس کے کیش ہونے کی گارنٹی ہوتی ہے۔

چڑھنے کی لخت بات بگڑتے دیکھی تو بول اٹھا۔ اس کے لئے میں عاجزی
ادرگرد گردائی تھی۔ ظاہر ہے اب ایک لاکھ روپے جیسی حیر رقم کے مقابلے
میں وہ پچاس کروڑ روپے تو قربان نہ کر سکتا تھا۔

معافی—اوہ ٹھیک ہے ہے۔ ہم پس میں ہمیں یہ فقط بے حد پسند
ہے۔ ٹھیک ہے۔ ہم نے معاف کیا۔ عمران نے بڑے شامانہ
لیج میں جواب دیا۔ اور چڑھنے کے پھرے پہالمیناں کے آثار ابھر آتے۔
”شکریہ پس۔ آپ واقعی اعلیٰ طرف ہیں۔“ چڑھنے سوچنے
سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

”ہونہے تو آپ اب آئیدیاں ہیں۔ اور ہم ایک بات بتا دوں۔
آپ کو اگر ہمارا آئیدیا پسند نہ آئے یا آپ اس پہلم نہ بنانا چاہیں تو ہمیں
 واضح طور پر بتا دیں۔ ہم کوئی ادبند دبست کر لیں گے۔ اور ساتھ ہی ایک او
باث کا بھی خیال رکھیں آپ کو ہم پہ اپنی ذہانت بھی ثابت کرنی ہوگی۔“ اتنی
بڑی فلم سہی کندہ ہن کے ڈائریکٹر پہ ڈیوسر کے حوالے نہیں کر سکتے۔
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ آئیدیا بتائیں جناب۔“ وسیلے نے فوراً ہی کہا۔ اس کے
لیے میں بے پناہ خوشامد تھی۔

”آئیدیا بڑا مختصر سا ہے۔ ہم تو آئیدیا ہی دے سکتے ہیں۔ باقی کام تو
پہ ڈیوسر اور ڈائریکٹر کا ہے۔ ڈیٹھی حضور نے کہا ہے کہ چند روز بعد پاکستانی
قومی کرکٹ ٹیم کریٹ لینڈ کے دورے پر جاہی ہے۔ اب یہ تو خدا بہتر
جانتا ہے کہ کون سی ٹیم جیتے گی اور کون سی ٹارے گی۔ لیکن ہم فلم میں کسی ایک
ٹیم کو جتوں کے لئے مجرمانہ کارروائی کو سکتے ہیں۔ ایسی کارروائی جعل سے

کھلاڑی کو نقصان نہ پہنچے اور ہماری مطلوبہ ٹیم بھی جیت جائے۔ ایسی خوبصورت
سازش ہو۔ ایسا خوبصورت آئیدیا ہو کہ جو فلم دیکھنے والوں کا ٹھہر
عمران نے کہا۔

چڑھنے اور لوسیا نے عمران کی بات سن کر معنی خیز نظر وں سے ایک
دوسرے کو دیکھا۔

”کھیل میں کیا مجرمانہ کارروائی ہو سکتی ہے جناب۔ زیادہ سے زیادہ
کھلاڑیوں کو گولی ماری جاسکتی ہے۔“ چڑھنے چند لمحے سوچنے
کے بعد کہا۔

”اوہ۔ معجون فلاسفہ۔ معجون فلاسفہ کی کمی ہے۔“ عمران نے ہمرا
سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”یس پس۔“ معجون فلاسفہ موجود ہے پس۔“ جو زندنے
فوراً سر کو جھکاتے ہوئے کہا۔

”میں اپنے لئے نہیں۔ ان پہ ڈیوسر اور ہیر دن کے لئے کہہ دیا ہوں۔
یہ تو مجھ سے بھی کندہ ہن ہیں۔ ان کے پاس کوئی آئیدیا ہی نہیں ہے۔ ٹھیک
ہے ہم چلتے ہیں۔“ سیکرٹری۔ انہیں انعام و اکام دے کر فارغ
کر دو۔ ہم کوئی اور پہ ڈیوسر ڈھونڈھیں گے۔ ہم خود مالی و ڈیجیل
کیسے نہیں نکلتا آئیدیا پچاس کر درڑ روپے میں نہیں نکلے گا تو ہم پچاس
ارب روپے لگا دیں گے۔ ضرور نکلے گا۔“ عمران نے تیز اور غصیلے
ہجھے میں کہا۔

”جناب میری گزارش تو نہیں۔ میرے ذہن میں ایک آئیدیا آیا ہے۔
آپ سن تو لیں۔“ وسیلے نے فوراً ہی لگھ کیا تھا تے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کیا سنیں۔ کیا ہم صرف سننے کے لئے پس بننے ہیں۔ اچھا تم عورت ہو اور بھاری ریاست ڈھمپ میں عورت کی بڑی عزت کی جاتی ہے۔ اس لئے ہم سن لیتے ہیں۔ بولو۔ عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

رچڈ بتا ف۔ پچاس کروڑ روپے کی بات ہے۔ لو سید نے فوراً ہی رچڈ کا ہاتھ دباتے ہوئے سرخوشیاں لہجے میں کہا۔ اور رچڈ کے چہرے پر ایک لمبے کے لئے تو تذبذب کے آثار نمایاں ہو گئے۔ جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہا ہو۔ پھر وہ کندھے اچھاتے ہوئے بولا۔

جناب۔ دات ہم دونوں نئی فلم کا آئینہ یا سوچ رہے تھے جناب۔ اور اتفاق کی بات ہے کہ آئینہ یا اس کرکٹ ٹیم کے بارے میں ہی تھا۔ مجھے تو یاد نہیں رہتا تھا میں لو سید نے یاد دلایا ہے۔ رچڈ نے کہا۔

اچھا۔ یکن اگر اچھا آئینہ یا ہوتا تو نواہ مخواہ ہمارا اوقت صائمت نے فوٹا ہی کہا۔

جناب۔ دو دنیا کی مشہور ٹیمیں ہیں۔ مثال کے طور پر یونہی سمجھ لیں۔ ایک ٹیم وہ ہے دوسری ب۔ دونوں ٹکر کی ہیں۔ یکن ایک بین الاقوامی مجرم گروہ کسی وجہ سے چاہتا ہے کہ ب ٹیم نہ جیت سکے۔ ب ٹیم وہ کے ملک میں پیغ کھلنے جا رہی ہے۔ رچڈ نے کہا اور خاموش ہو گیا۔

ہم سن رہے ہیں۔ ابھی تک تو کوئی آئینہ یا نہیں بننا۔ عمران

نے کہا۔

”آپ سنیں تو ہی۔ ابھی تو یہ تمہید ہے۔ رچڈ نے کہا۔“

”سنوم شریڑ۔ تمہید سے سخت لفڑت ہے۔ آپ تمہید ہے۔“

دیں۔ ہم نے تمہید کے لئے پچاس کروڑ روپے کا چیک آپ کے حوالے نہیں کہنا۔ ہم نے تو آئینہ میلے پر پچاس کروڑ روپے خرچ کرنے ہیں اس لئے اگر کوئی آئینہ یا ہے تو وہ بتائیں تاکہ ہم یہ چیک آپ کے حوالے کر کے ڈیٹھ می حضور سے سرخ رو ہو جائیں۔“ عمران نے کہا۔

”بالکل جناب۔ آئینہ یا بتانا ہوں۔ آپ کو یقیناً پسند آئے گا۔“

رچڈ نے جلدی سے کہا۔ اس کی انکھوں میں پچاس کروڑ روپے کے چیک کا حوالہ سن کر بے پناہ چمک آ جئی تھی۔

”ماں سناؤ۔ ہم ہمہ تن گوش بکھر گوشیں ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”جناب وہ بین الاقوامی مجرم گروہ سازش تیار کرتا ہے۔ وہ ایک گروہ کی خدمات حاصل کرتا ہے کہ ب ٹیم کے دو اعلیٰ تین کھلاڑیوں کو ٹیم میں شامل ہونے سے روک دیا جائے۔ چنانچہ اس گروپ کے افراد ب ٹیم کے ملک میں آتے ہیں۔ یہاں انہیں انکو اتری سے پتہ چلتا ہے کہ ایک کھلاڑی جسے روکنے سے اسے اپنی بیوی سے بے حد محبت ہے اور اس کی بیوی نے پہلا بچہ بھی ہونے والا ہے۔ وہ اس کے گھر جاتے ہیں اور اس کی بیوی کی کنپٹی پستول رکھ دیتے ہیں اور کھلاڑی کو ڈراٹے دھمکاتے ہیں کہ اگر اس نے انہوں کھیلنے سے انکار نہ کیا۔ تو اس کی بیوی کو قتل کر دیا جائے گا۔ اس کے ہونے والے بچے کو

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

گا۔ پیغم کے تمام کھلاڑیوں کو دہشت زدہ کیا جائے گا۔ ان کو اعصابی جھکنے دینے جائیں گے۔ اس طرح کہ وہ ذمی بھی نہ ہوں اور کسی کو بتا بھی نہ سکیں اور پیغ کے دران اپنا اصل کھیل بھی پیش نہ کر سکیں۔ اس طرح لازماً پیغم ہار جائے گی۔ — رچرڈ نے کہا۔

”آئندہ یا تو اچھا ہے لیکن آخر کس طرح دہشت زدہ کیا جائے گا۔“ عمران نے کہا۔

”کچھ بھی کیا جاسکتا ہے۔ ان کے کھانے میں کوئی چیز ملائی جاسکتی ہے۔ ان کے مجرم ہیں دھوین والے بھی چھوڑے جاسکتے ہیں۔ رات کو ان کا گلادبایا جاسکتا ہے دیگرہ دغیرہ۔“ — رچرڈ نے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ یورپی طرح وضاحت نہ کر رہا ہوا۔

”چلوٹک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ اجھا آئندہ یا ہے۔ لیکن دبایتیں غور طلب ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس بین الاقوامی مجرم گردہ کو آخر اس سارے ڈرانے کی کیا ضرورت پڑی ہے۔ اور دسری یہ کہ وہ بین الاقوامی مجرم گروہ ایسا ہونا چاہیئے۔ جس کے نام سے فلم دیکھنے والے درحقیقت واقع ہوں۔ تاکہ زیادہ لطف آسکے۔ ایسا کون سا گروہ ہونا چاہیئے۔ اور ایک بات اور کہ ٹمیں بھی اصلی ہوں۔ یعنی ایسے ملکوں کی ہوں جو واقعی مشہود ہوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جناب یہ تو معمولی سی بات ہے۔ فلم تو یورپی دنیا میں دکھائی جائے گی۔ اس لئے ٹمیں پاکیشیا اور گرین لینڈ کی بھی لی جاسکتی ہیں۔ یہ دونوں ہی ٹمیں کوکٹ کی دنیا میں مشہور ہیں۔“ — رچرڈ نے خوشگوار لمحے میں کہا۔ کیونکہ عمران کے لمحے سے اُسے یقین آگیا تھا کہ عمران کو آئندہ یا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

مار دیا جائے گا۔ کھلاڑی خوفزدہ ہو جاتا ہے۔ پہنچہ وہ نہ کہلنے کا اعلان کر دیتا ہے۔ اس کے بعد پیغم کے اعلان ہونے تک اُسے مسلسل فون پر ڈرایا دھمکایا جاتا رہتا ہے۔ کہ اگر اس نے کسی کو اصل بات بتا دی یا کہلنے کا رادہ ظاہر کیا تو اس کی بیوی کو مرک پر گولی مار دی جائے گی۔ — دوسرا رکھلاڑی کا ایک چھوٹا سا مخصوص بھی ہے۔ اس پر کو مجرم انگو اکر لیتے ہیں۔ اور پھر کھلاڑی کو بہانے سے ایک جگہ لے جایا جاتا ہے اور پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کے پرے کو اس کے سامنے ذبح کر دیا جائے گا۔ اور ذبح کرنے کا پورا ذرائعہ سیچ کیا جاتا ہے۔ — مخصوص پرے کی حالت دیکھ کر کھلاڑی جو اس کا باپ ہے لے رہا رہتا ہے اور وعدہ کر دیتا ہے کہ وہ ازخود کھلنے سے انکار کر دے گا۔ اور پھر اعلان کر دیتا ہے۔ اس کے مکان کی بھی نگرانی کی جاتی ہے۔ اور اسے بھی پیغم کے اعلان ہونے تک مسلسل ڈرایا جاتا ہے۔ — رچرڈ نے کہا۔

”واہ۔— بہت خوب۔— بہت شاندار ایکشن اور سپنسر سے بھر پور سین ہوں گے۔ گذشو۔ میرے خیال میں محبون فلاسفہ واقعی دماغ کے لئے آکیس کا درجہ رکھتی ہے۔ کہ صرف اس کا نام ہی آیا ہے۔ اور تمہارا دماغ چل پڑا ہے۔ لیکن میر پڑا۔ دو کھلاڑیوں کے نہ کھلنے سے تو ٹم نہیں مار سکتی۔ اور نہ اتنے مناظر سے ڈھائی گھنٹے کی فلم بن سکتی ہے۔“ — عمران نے کہا۔

”جناب یہ تو اس آئندہ یے کا ایک پہلو ہے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ جب ان کھلاڑیوں کے بغیر بیم اے۔“ پیغم کے لیکن میں پیغ کھلنے جائے گی تو دلائل وہ بین الاقوامی مجرم گروپ کا ردوانی شروع کرتے

پسند آیا ہے۔ اس لئے اب پیچاں کروڑ روپے کا چیک اُس سے ضرور مل جائے گا۔ اور پھر ایک بار چیک نیش ہو جائے اس کے بعد پس تو ایک طرف رہا اس کا باب پھی اُس سے تلاش نہیں کر سکتا تھا۔

"دیمی گڈھ۔ دیمی گڈھ۔" — داہ۔ اچھا یہ تو چلو ٹھہر ہو گیا باقی" — عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"باقی جناب گریٹ لینڈ میں ایک مشہور بن الاقوامی مجرم گردہ موجود ہے جسے عرف عام میں آرگناائزشن کہا جاتا ہے۔ اس کا چیف ڈیوڈ ہے۔ جو شیطان کی طرح پوری دنیا میں مشہور ہے۔ ہم اس کا نام فلم میں استعمال کریں گے" — رچڈنے کے لئے اچھا چلو یہ بھی ٹھیک ہو گیا۔ لیکن کیا بیٹم کے لئے مک میں کھلائیوں کو دشمن کے لئے بھی اتنا بڑا گردہ آتے ہے گا۔ یہ تو اس کی توبیں ہے"

عمران نے سر بلاتے ہوئے کہا۔ "نہیں جناب۔ اتنا مشہور گردہ اتنے معمولی کام کے لئے کہاں آتا ہے۔ ایک اور گردپہ بھی یہ ہے۔ جس کا نام براڈوے گردپہ ہے۔ یہ بھی مجرم گردپہ ہے۔ لیکن چھوٹا ہے۔ وہ اس کام کے لئے براڈوے گردپہ کی خدمات حاصل کر لیتے ہیں" — رچڈا ب مکمل طور پر کھل کر سب کچھ بتائے جا رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ تم واقعی لمحہ اور ذہن پر ڈیوسٹریو پیچاں کروڑ روپے تھیں ہی فلم بنانے کے لئے ملنے چاہیں۔ لیکن اب اصل مسئلہ یہ ہے۔ کہ فلم دیکھنے والوں کو کیسے مطمئن کیا جائے گا کہ آنزو وہ مجرم گردہ جسے تم آرگناائزشن کہہ رہے ہیں ہو۔ یہ سب کچھ کیوں کر رہا ہے۔ اُسے کیا دیکھی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہو سکتی ہے" — عمران نے کہا۔ "جناب آج کل کی جدید دنیا میں سب کچھ ہو رہا ہے۔ گریٹ لینڈ میں کھل پہاڑوں روپے کی شرطیں لگانی جاتی ہیں۔ اور جس ٹیم کا بھاڑا اونچا ہے وہ اگر ہمارے جانے تو شرطیں لگوانے والے ادارے کو کروڑ دن روپے پچھلتے ہیں۔ اس لئے وہ شرطیں لگانے والا ادارہ اونچے بھاڑا والی ٹیم کو ہمراں کے لئے ایسے خفیہ تھکنڈے سے استعمال کر سکتا ہے اور اس کے لئے وہ آرگناائزشن کی خدمات حاصل کر سکتا ہے۔" رچڈ نے جواب دیا۔

"اچھا۔ داہ۔ ایسے ادارے بھی ہیں جو شرطیں لگوانے والے کوون سا ادارہ گریٹ لینڈ میں ہو سکتا ہے" — عمران نے یقین ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ ٹیکی کار پوریٹ گریٹ لینڈ کا شرطیں لگوانے والا سب سے مشہور ادارہ ہے" — لو سیا یاک لخت بول بڑھی۔ "گڈھ۔ تو پھر پیچاں کروڑ روپے کے تھیں واقعی دے دیتے جائیں۔ تاکہ تم ہالی دلیں جا کر اس خوب صورت ایکشن اور سینس سے بھر پور آئیڈیے پر فلم بناسکو۔ سیکرٹری" — عمران نے بات کرتے کرتے پہنچنے کھڑے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس پسنس" — جوزف نے مودبانہ لمحے میں جواب دیا۔

"ان کو پیچاں کروڑ روپے کا چیک دے دیا جائے" — عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔ اور اس کو کھڑا ہو گیا۔ ظاہر ہے رچڈ اور لو سیا بھی احتراماً اس کھڑے ہوئے۔ ان دونوں کے پہرے

بلے پناہ مسروت اور کامیابی سے چمک رہے تھے۔ پچاس کروڑ روپے کم
نہیں تھے اور پھر اس طرح نقدم رہے تھے۔ ظاہر ہے ان کے پھرے
تو بے پناہ مسروت سے گھنارہ نہیں تھے۔

بوزف نے اپنا ماہنہ جیب کی طرف بڑھنے کی بجائے ایک بھنکے
سے ریوازنکال لیا۔ اُسی لمحے جوانا کا ریوازو بھی باہر آگیا۔

کس کی کیا مطلب "رچڈ اور لوسیا دنوں
کی آنکھیں ایک بار پھر پھینئے گئیں۔

"مطلب یہ مسٹر رچڈ اور لوسیا کہ فلم کا پہلا سین ہمیں مکمل ہو گا۔
یعنی برادر کے مسٹر رچڈ اور لوسیا پاکیشیا قومی ٹیم کے
دو کھلاڑیوں افسار اور ارشد کو ٹیم میں کھلنے سے روکنا چاہتے تھے۔

ادم انہوں نے روک دیا۔ یعنی تھوڑی سی تیم اس میں ہم نے بھی کر دی کہ
وہ دنوں پہٹے گئے اور بوزف اور جوانا کے ماتھے آ گئے۔ اس کے بعد
ظاہر ہے فلم بیویوں کے لئے ایک دلچسپ تماشا ہاتھ آ جلتے گا۔ جب
بوزف اور جوانا رچڈ اور لوسیا کے جسم بولیوں سے چھلنی کر دیں گے۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کبواس ہے۔ ہمارا کسی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ ہم تو فلم
پر دیوسر ہیں"۔ رچڈ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اسرار صاحب گواہوں کو لے آئئے"۔ عمران نے
اچانک اپنی آدانیں کہا۔

اور دسرے لمحے دردانہ کھلا اور کھرے میں افسار اور ارشد
داخل ہوئے ان کے تیچھے اسرار احمد تھے۔ رچڈ اور لوسیا نے

افشار اور ارشد کو دیکھا تو ان کے پھرے یک لخت زرد پڑ گئے۔
مسٹر افسار اور ارشد دیکھتے ہیں وہ لوگ تھے جنہوں نے آپ کو دھمکیا
دی تھیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں بالکل یہی وہ آدمی تھا جس کے حکم پر میرے پکے علی کو دیکھ کیا
جارہ ماتھا"۔ ارشد نے غصیلے لمحے میں کہا۔

"اور یہ دونوں وہی ہیں بالکل وہی ہیں جنہوں نے میری بیوی کو قتل
کرنے کی دھمکی دے کر مجھے کھلنے سے روکا تھا"۔ افسار نے
ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا وہ سب غور سے رچڈ اور لوسیا کو دیکھ
رہے تھے۔

"لیکن یہ دونوں کون ہیں۔ اور ان کا اس سے مقصد کیا ہے؟"

اسرار احمد نے حیرت پھرے لمحے میں کہا۔

"یہ گیرٹ لینڈ کے برادر کے گرد تیم کے نمبر ہیں اور ان کا یہی مقصد
تھا کہ افسار اور ارشد دونوں کو ٹیم میں کھلنے سے روک دیں۔

"ٹیم تو روانہ ہو گئی ہو گئی مسٹر اسما"۔ عمران نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"وہ آج صحیح روانہ ہوتی ہے۔ میں نے بھی ساتھ جانا تھا۔ لیکن ایرپورٹ
پر دیوسر ہیں"۔ رچڈ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ چنانچہ ان کے کہنے پر میں
رسک گیا۔ اور اب یہاں بھی تھے انہوں نے ہی بھیجا ہے"۔ اسرار احمد
نے حیرت پھرے انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ فی الحال ابھی آدمی ٹیم مکمل ہوتی ہے۔ آدمی باقی رہتی ہے۔
اس سے مسٹر افسار اور ارشد ابھی گیرٹ لینڈ نہیں جائیں گے جب باقی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

آدھنی فلم مکمل ہو جائے گی تو پھر ان دونوں کو بھی ٹیم میں شامل کر لیا جائے گا۔

"یکن بھئے یہ سارا چکر تو سمجھائیتے۔ آپ کون ہیں۔ اور یہ چکر کیا ہے؟" اسہار احمد نے حیرت بھرے ہجے میں کہا۔

"چکر تو آپ کو سلطان سمجھائیں گے۔ فی الحال آپ تشریف لے جائیے۔ میں اپنے ڈائرنر مکٹر سے مل کر فلم کا منظر نامہ تیار کر لوں۔ کیا نام رکھا جائے فلم کا۔" کیوں مسٹر چڑھ کیا نام ہو گا؟" عمران نے مسکراتے ہوئے چڑھ کی طرف دیکھ کر کہا۔

چڑھ خاموش رہا۔ وہ مسلسل دانتوں سے ہونٹ کا ٹنے میں مصروف تھا۔

اسہار احمد چند لمحے خاموش کھڑے رہے۔ پھر انہوں نے افتادہ اور اشہد کو پاہر چلتے کا اشارہ کیا اور وہ تینوں ایک دوسرے کے پیچے چلتے ہوئے باہر نکل گئے۔

"ان کا خیال رکھنا۔ سیکرٹری۔ کہیں یہ کیسے ہی فلم نہ بنانا شروع کر دیں؟" عمران نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایک لمحے میں ان کی گردیں ٹوٹ جائیں گی بس۔" جوزف نے بڑے گھبری سے ہجے میں کہا۔ اور عمران مسکراتا ہوا دردازے کی طرف بڑھ گیا۔ دردازے کے

قریب اس نے ساگوان کی لکڑی سے بنی ہوئی دیوار پر ایک جگہ ہاتھ مارا۔ تو ایک خانہ ساکھل گیا۔ اندر ایک ٹیکی فون میں موجود تھا۔ عمران نے پس اٹھا کر اس کا ایک نمبر پیش کیا۔

"من جو لیانا نافر و اٹھ۔ ہم علی عمران عرف پرنس آف ڈھمپ اپنے دیوان خلنے سے بول رہے ہیں۔ کیا آپ ہمارے دیوان خلنے کو روشنی بخشیں گی۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہماری نئی فلم "فاؤل پے" میں ہیروئن کا کردار ادا کیں۔" عمران نے خالص لکھنوی ہجے میں کہا۔ اور فون میں واپس گرپ میں رکھ کر خانہ بند کر دیا۔ اب دہلی دیوارہ بجا برہو چکی تھی۔ رچڑھ اور لوسیا دنوں ابھی تک خاموش کھڑے تھے۔ یکن اب رچڑھ کے چہرے پر حیرت کی بجائے اعتماد جھلک رہا تھا جیسے دھاچانک پلٹنے والے حالات سے سنبھل چکا تھا۔

"تو تمہارا تعلق یہاں کی پیشی ایکنیسی سے ہے۔" رچڑھ نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"پیشی ایکنیسی سے ہما را تعلق۔ تم ہماری توہین کر رہے ہے ہو مسٹر چڑھ دیو سر رچڑھ آف براڈوے گروپ۔ یوں کہو جم سے تمام پیشی ادنمان پیش ایکنیسیوں کا تعلق ہے۔" ہم نے ایک خصوصی خیرات فنڈ کھولا ہوا ہے۔ جس کے تحت یہ سب ایکنیسی کام کرتی ہیں۔" عمران نے بڑے فاخانہ ہجے میں جواب دیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور جو لیانا اندر داخل ہوئی۔ وہ حیرت سے بھرے کی نیساں اور عمران کو دیکھ رہی تھی۔ دوسرے لمحے اس کی نظر میں پسندیدہ گی کے آثار ابھرے تھے۔

"تم اسی میک اپ میں رہا کر عمران۔ بہت پچھ رہے ہو۔" جو لیانا نے ایسے ہجے میں کہا کہ عمران بے اختیار اپنے سر پر ملا کھڑا پھر نے لکھا۔ یکن ظاہر ہے سر پر تو تاج لکھا اس لئے ہاتھ سرگی بجائے تاج پر پھر گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"اے یہ تاج بنانے والے بھی احمد ہیں۔ کنارے تو کم ازکم گول کر دیتے۔ میری انگلی زخمی ہو گئی ہے" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی وہ اپنا ٹانکہ بھی جبکہ رہا تھا۔

"باکس میں روپے میں تو ایسا ہی تاج بن سکتا ہے" — جوزف نے جواب دیا۔

"میں روپے — اے تم اس بلاسٹک کے تاج پر میں روپے خرچ کر آئے ہو۔ اے غصب خدا کا پھر یہ ٹارڈی پر تو....." عمران نے ایسے بچے میں کہا جسے میں روپے خرچ ہونے کی بجائے اس کا پورا شاہی خزانہ ہی لٹ گیا ہو۔

"ان ٹارڈی پر پچاس روپے خرچ ہوتے ہیں باس جو روپے پچاس روپے" — جوزف نے سر ٹالتے ہوئے جواب دیا۔

"اے غصب خدا کا — پچاس روپے — اے یہ بوجو۔ میں لٹ گیا بہباد ہو گیا۔ اے اے اس سے اچھے تو کبڑا خانے سے پائچ روپے میں مل جاستے" — عمران نے دنوں ٹانکوں سے اینا منہ پیٹنا شروع کر دیا۔ "بکواسن ہو، کوہ۔ یہ ہی طرح بتاؤ کہ یہ کیا چکر ہے کس لئے مجھے یہاں بلوایا ہے۔ پہلے تو ڈرانگ روڈ میں بٹھائے رکھا اب یہاں بلایا۔ اور یہ فلم کا لیا سلسلا ہے کیا چکر ہلکار کھا ہے تم نے" — جولیانے بڑا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا سارا ارمانی موڑ ہی عمران کی باتوں سے غارہ تھا جو گیا تھا اور شاید عمران چاہتا بھی ہی تھا۔

"فلم — اے ہائی فلم — دیکھو جولیا یہ مسٹر چڑھدیں اور یہ مس بو سیا۔ یہ مسٹر چڑھدی مالی دڈ کے پر دیو سر ہیں اور یہ مس بو سیا مالی دڈ کی

مشہود ہیر و نہم یعنی پرس آف ڈھمپ ان کی مد میں ایک غلم بنا رہے تھے۔ جس کا نام ہم نے رکھا ہے گاؤں میں۔ پچاس کروڑ روپے خرچ آئیں۔ اس پر — لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ یہ دونوں اصل نہیں ہیں۔ یعنی غلم پر دیو سر اور ہیر و نہم کی سبکے مجرم ہیں۔ اور ہمارے مکاں میں پاکیشیا کی قومی ٹیکے خلاف سازش کرنے آئے ہیں۔ اس لئے ہم نے ان دونوں کو ان کے موجودہ عہد وی سے ڈسنس کر دیا ہے۔ اک دم ڈسنس۔ لیکن ہم نے بہر حال غلم ضرور بنانی ہے۔ اس لئے ہم نے سوچا کہ مس لاسیکا کی بجائے مس جولیا کو ہیر و نہم بنادیا جائے۔ نام تو ملتا جلتا ہے۔ اور مسٹر چڑھد کی سبکے ہم خود غلم پر دیو سر بن جلتے ہیں۔ — لیکن جوزف تم ہمارے سیکرٹری نہیں رہ سکتے۔ ورنہ تم تو پچاس کروڑ کی سبکے سے ہمارے پچاس ارب روپے خرچ کراؤ گے اور غلم کا ایک سین بھی مکمل نہ ہو گا۔

عمران بات کرتے کرتے جوزف سے مخاطب ہو گیا۔

"تمہارے ساتھ یہ بڑی مصیبت ہے کہ بات کرتے کرتے پیڑھی سے اتر جلتے ہو" — جولیا نے غلٹتے ہوئے کہا۔

"جب کاشا بدلنے والی تم جیسی حسینہ ہو تو کس کافرا نجیں کا دل چاہتا ہے پیڑھی پددھنے کو" — عمران نے ٹھیکھ عاشقانہ ہیچے میں کہا۔

لیکن دسر سے لمحے تھرے میں جیسے بھلی کونہ قی ہے اس طرح بھلی سی کونہ ہی اور چڑھدیک لخت اپنی جگہ سے اچھلا اور وہ جولیا کو ساتھ لئے دروازے سے جا ٹکرایا۔ — چونکہ وہ جولیا کو لھما کر لپنے سلے منہ کر چکا تھا۔ اس لئے جوزف اور جوانا دونوں کی انگلیاں ٹریکر دل پر حرکت کرتے کرتے رک گئیں۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"ہم تھیا رکھ چینا ک دو دنہ" — رچڈ نے ٹبی طرح چھتے ہوئے کہا۔ جو لیا اس کے ساتھی کہا تھا۔ اور رچڈ کا لکھا کی گردان میں تھا۔ جب کہ دوسرا جو لیا کی گمریں۔

"واہ — تمہیں تو فلم پر دیوسر کی بجائے ہیر و ہونا چاہیے تھا"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا فقرہ ابھی ختم ہی ہوا تھا کہ رچڈ بڑی طرح چھتا ہوا سر کے بل عمران کے ساتھی فرش پر ایک زور دار دھماکے سے آگما — جو لیلے بھلی سے بھی زیادہ تیزی سے خود جھک کر اُسے پانے سر کے اپر سے نضا میں اچھاں کریںچے پھینکا دیا تھا۔

"امے — گولی مت چلانا" — عمران نے چیخ کر کہا۔ اور دسرے

رچڈ نے عمران کی ٹانگ پکڑ کر زور سے ہٹانی چاہی لیکن عمران نے ذرا سماں ٹانگ کو مور دیا اور رچڈ کے ہلق سے اتنے زور سے چھینیں نکلنے لگیں جیسے اس کی روح کسی کا نٹوں بھری جھاٹی میں پھنسی ہوئی ہو۔ اور کوئی اسے نببر دستی گھسیٹ کر باہر کھینچ دیا ہو۔ اس کا جسم تازہ ذبح ہونے والی بکری کی طرح فرش پر پھر لکھ رہا تھا۔

"اٹھیاں سے پڑے رہو رچڈ۔ دنہ گردان توڑ دوں گا" — عمران نے غرتے ہوئے کہا۔ اور نہ صرف رچڈ کا پھر لکھا ہوا جسم یک لخت ساکت ہو گیا بلکہ اس کے ہلق سے نکلنے والی چھینیں بھی یک لخت اس کے ہلق کے اندر ہی گھٹ گئی تھیں۔

اسی لمحے لو سیا ایک دھماکے سے قالین پہ لہرا کر گئی۔ وہ بیو ش ہو چکی تھی۔

"پڑی ہے۔ چلو کچھ دیر آدم کر لے گی" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھی اس نے پیر کو مخصوص انداز میں جھکا دے کر علیحدہ کر لیا۔ رچڈ کا جسم ایک بار پھر زور سے تڑپا اور پھر سیدھا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے تھے۔

"اں دونوں کو اٹھا کر نیچے زیر دروم میں لے آؤ میں دہیں ان سے پوچھ گچھ کر دوں گا" — عمران نے سمجھا نہ ہبھی میں جو زف اور جوانا سے کہا۔ اور خود دروازے کی طرف مڑ گیا۔ دسرے لمحے ایک بار پھر مڑا۔ سر کے اپر سے نضا میں اچھاں کریںچے پھینکا دیا تھا۔

"آج بولیں — میں تمہیں پوری طرح بریف کر دوں تاکہ ضروری باتیں تم بھی یاد رکھو" — عمران نے خاموش کھڑی جو لیا سے کہا۔ اس کے ہبھی میں ایسا وقار تھا کہ جو لیا جو شاید ناراضی سی کھڑی بھی خاموشی سے سر جھکا سے اس کے تیچھے چل پڑی۔

یہ دنामاڑس کا ایک کمرہ تھا۔ اس سے باہر نکل کر عمران جو لیا کوے کر ڈرامنگ روم میں آیا اور پھر اس نے جو لیا کو اس ساری سازش کی کہانی مختصر طور پر سنادی۔

"لیکن یہ سرکاری کیس تو نہیں ہو سکتا۔ یہ تو پرائیویٹ ساکیس لگتا ہے۔ اور میں تو سرکاری ملازم ہوں۔ پرائیویٹ کیس میں کیسے کام کر سکتی ہوں" جو لیا نے منہ بنتے ہوئے جواب دیا۔

"پرائیویٹ کیس کی زیادہ فیس ملتی ہے میں جو لیں۔ اور اگر میٹا پیدا ہو تو مٹھائی اگد ملے گی" — عمران نے بڑے سنجیدہ ہبھی میں کہا اور جو لیا کارنگ سرخ پڑ گیا۔

"تم باز نہیں آؤ گے" — جو لیا نے اپنی شرم چھپانے کے لئے ہاتھ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

جوئی کی طرف جھکاتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ باز ہی آنا تھا تو پھر دو بول پڑھونے کی کیا ضرورت تھی۔ ایسے ہی کنوارہ رہتے دیا ہوتا" — عمران نے کہا اور ایک لخت اچھل کر ایک طرف ہو گیا ورنہ جو لیا کی پھینکی ہوئی سینٹل ٹھیک اس کے سر پر لگتی۔

"تم اب بکواس پر اتو آئے ہو۔ اس لئے میں جا رہی ہوں۔ سمجھئے" جو لیا نے غصلے لجھے میں کہا۔ اور پھر دروازے کے پاس پڑا ہوا سینٹل اٹھا کر پیریں پہننے لگی۔

"یعنی تمہارا مطلب ہے بکواس کسی ایمپورٹ کا نام ہے۔ جہاں جب ٹھیک ہے جہاں اتر سکتے ہیں۔ کمال ہے۔ میں تو آج تک بکواس کا اور ہی مطلب سمجھتا رہا۔ چلو اچھا ہوا آج تم نے اس کے اصل معنی سمجھا دیتے۔ ویسے ایک بات بتا دوں۔ یہ کام تمہارے چوہے نے میرے ذمہ لگایا ہے۔ اس لئے مجھے تمہارے جانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تم جانو اور تمہارا چوہا۔

دیسے ایک بات ہے۔ دلایتی بلیاں ہوتی کسی کام کی نہیں۔ ایک چوہا بھی نہیں کہا جاسکتا ان سے۔ بس صوف پر بیٹھی غراتی رہیں گی۔ اور دو دھیلیاں اور سوری۔ دلایتی بلیاں تو ظاہر ہے دو دھیلیاں کھانے کی بجائے دو دھ سودا ہی پتی ہوں گی۔ دراصل مجھے دلایتی بلیاں پہلنے کا سبب نہیں ہے۔ ویسے تمہارا دم غنیمت ہے۔ سیکھی جاؤ گا" — عمران کی زبان میرٹھ کی قینخی کی طرح مسلسل چل رہی تھی۔

"ذیکھو عمران — اگر داقعی ایکٹو نے یہ کام تمہارے ذمہ لگایا ہے تو ٹھیک ہے۔ میں کہ جاتی ہوں۔ یکنچہ ایکٹو سے اس کی تصدیق کراؤ۔ کیونکہ مجھے تمہاری بکواس پر ذرہ برا بر کیتی تھیں نہیں ہے۔"

جو لیے نے انتہائی سنجیدہ ہے لجھے میں کہا۔

"اگر ایکٹو تصدیق کر دے تو تب تم راضی ہو" — عمران کا لجھے بھی نیک لخت سنجیدہ ہو گیا تھا۔ اور جو لیا حیرت سے دیکھنے لگی۔ کیونکہ عمران کا ایسی بات پر سنجیدہ ہو جانا اُسے کچھ عجیب سا لگ رہا تھا۔

"میں بالکل۔ ظاہر ہے جب ایکٹو تصدیق کر دے گا تو پھر نہ راضی ہونے کی کیا کنجائش رہ جاتی ہے" — جو لیا نے سر ملاٹتے ہوئے کہا۔

اور عمران بڑی سنجیدگی سے ایک کونے میں پڑے ہوئے ٹیلی فون کی طرف پڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور ایکٹو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

"ایکٹو" — چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"آپ کا ناگادم علی عمران عرف پُرس آف ڈھمپ بول رہا ہوں جناب۔ آپ کی گداہی اور تصدیق کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ بڑی مشکل سے جو لیا اس بات پر راضی ہوئی ہے جناب کہ اگر آپ تصدیق کر دیں تو وہ تیار ہے" عمران نے بڑے لجاجت آئیز ہجھے میں کہا۔

"کیسی تصدیق" — ایکٹو کے ہجھے میں ہلکی سی حیرت موجود تھی۔ جیسے اُسے عمران کی بات کی سمجھنا آئی ہو۔

"سر" — مرد اور عورت کے درمیان ہونے والے ان کی زندگی کے سب سے بڑے دل قعہ کی تصدیق۔ جناب جس واقعہ کے بعد جناب کی تصدیق کراؤ۔ کیونکہ مجھے تمہاری بکواس پر ذرہ برا بر کیتی تھیں نہیں ہے۔"

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہے جنت کا کوئی فلکٹ کسے الٹ کر سکتے ہیں۔ اب اتنا تو آپ بھی جانتے ہوں گے کہ اللہ میاں کے اصول بے حد سخت ہوتے ہیں۔ بے چک۔ جن میں چوں چراکی کوئی گنجائش نہیں ہوتی اس لئے پیر تصدیق کر دین۔ میں تا عمر آپ کے بال بچوں کو ادھ سوری جناب ہونے والے بال اور نہ ہونے والے بچوں کو دعا میں دیتا ہوں گا" — عمران کی زبان تیزی سے چل رہی تھی۔ "جولیا موجود ہے یہاں" — جواب میں ایک ٹوکری سخت آواز سنافی دی۔

"بالکل موجود ہے جناب — اور اس کے کام آپ کی کو اہی کیلئے ترس رہے ہیں جناب" — عمران کا لمحہ اُسی طرح عاجزانہ تھا۔ "فون جولیا کو دو" — ایک ٹوکری نے انتہائی سخت لمحے میں کہا۔ "اچھا اچھا" — یعنی آپ براہ راست جولیا کو سنا کر گواہی دینا چاہتے ہیں۔ شکریہ جناب شکریہ" — عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اور جلدی سے سیور جولیا کی طرف بڑھا دیا جو حیرت بھرے انداز میں کھڑی عمران کو ایک ٹوہبی شخصیت سے ایسی بکواس کرتے سن رہی تھی۔ "یہ سر" — جولیا بول رہی ہوں سر" — جولیا نے رسیور لیتے ہی انتہائی موڈ بانہ لئے میں کہا۔

"جولیا — تم اس دقت کہاں ہو" — ایک ٹوکری نے کرنٹ لمحے میں پوچھا۔

"سر" — مانا ہاؤس میں موجود ہوں۔ عمران نے فون کر کے یہاں بوایا تھا کہ کوئی سر کاری کام ہے۔ لیکن جناب یہاں آ کر اس نے جو کام

بتایا ہے۔ وہ تو غیر سر کاری لگتا ہے۔ اس لئے میں نے عمران سے کہا۔ ہے کہ جب تک چھین باس نہیں کہیں گے میں اس کام میں ملوث نہیں ہو سکتی" — جولیا نے ہمے ہوئے ہوئے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جج — جناب شادی ایسی تک تو غیر سر کاری ہی کام ہے ہمارے لکھ میں" — عمران نے جلدی سے رسیور کے قریب ہوتے ہوئے نہ ہوتے زور سے کہا۔ اور پھر تیزی سے اس طرح ایک طرف کو ٹکٹکی جیسے اُس سے نظر ہو کہ ایک ٹوکری کا ماں تھر رسیور کے اندر سے نکل کر اُس سے لکھ پڑا دے گا۔

"کیا کام بتایا ہے میں عمران نے" — ایک ٹوکری نے جولیا سے پوچھا اور جولیا نے مختصر طور پر عمران کی بتائی ہوئی کہانی سنادی۔ "اوہ ٹھیک ہے" — یہ ملک کی عزت کے خلاف بین الاقوامی سازش ہے۔ اس لئے یہ کام سر کاری ہی ہے۔ سمجھیں۔ اور میں نے عمران کو اس کا اپناء ج بنادیا ہے۔ چنانچہ عمران جیسا کہ میں کہا ہے۔ باقی ہی عمران کی بکواس والی بات تو تم میرے بعد سیکٹ سروں کی چیف ہو۔ اس لئے تم خود بھی عمران کو سزا دے سکتی ہو۔ تھہارہی دی ہوئی سزا پر بالکل اُسی طرح عمل درآمد ہو گا جیسے میری دی سزا پر۔ بس اس سے زیادہ میں اور کچھ نہیں کہنا چاہتا"

ایک ٹوکری نے کرنٹ لمحے میں کہا اور ساتھی رابطہ ختم ہو گیا۔ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا۔ البتہ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چیک ابھر آئی تھی۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”کہو یہ تصدیق تمہارے کے اس چوہے سے بات نے جلوش کر ہے۔
اٹھنے آخ راج میری بھی سن ہی لی۔ میں اب بولو۔ کہاں چلتا ہے
ہمیں موں منانے ہے۔ لیکن ایک بات ہے جو لیما۔ یہ ہمیں اور موں والی
بات تو میری بھجھے میں آج تک نہیں آئی۔ چلو مان لیا ہمیں تو تم ہو گئیں۔
ذیسے بھی تمہارا نگ شہر جیسا ہے۔ لیکن یہ موں کہاں سے آئے
گا۔ میں تو کم از کم موں ہونہیں سکتا۔ کیونکہ موں یعنی چاند توبے چارہ
ویران پنچ سارے ہے۔ بے نگ بے بوٹا پ کا“

”عمران کی زبان ایک بار پھر حل پڑی۔

”سنو عمران۔ اب آئندہ میرے سامنے سنجیدہ رہا کرنا۔
ورنہ تم جانتے ہو میں بھی اب ایک طوکی طرح تمہیں سزا دے سکتی
ہوں۔ تمہارے سامنے ایک طو نے بھے اس کے اختیارات دے
دیتے ہیں۔“ جو لیا نے بڑے باد قارے سے ہجے میں کہا۔

”ہوں۔“ صرف سزا دینے کے اختیارات پر اتنی خوش ہو رہی
ہو۔ میری طرف سے تمہیں سارے ہی اختیارات مل جائیں گے۔ تم دو
بول تو پڑھ لینے دو۔ ہمارے مک میں سارے ہی اختیارات بیگمات کے
پاس ہوتے ہیں۔ سزا کے بھی اور جزا کے بھی۔ بے چارہ شوہر تو
بس تختہ مشق ہوتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”تم مکواں سے باز نہیں آؤ گے۔ ٹھیک ہے۔ چلو میں تیار ہوں تم
سے شادی کر لئے۔ چلو آبھی چلو۔“ جو لیا نے تیز بھے میں کہا اور
آگے بڑھ کر عمران کا بازو پکڑا اور دروازے کی طرف اُسے ٹھیک ہوئی
چل پڑی۔

”ارے ارے۔“ ابھی تو تمہارا شناختی کا رڈ ہی نہیں بنایا۔ اسے
کچھ جاؤ پلیز۔ تمہارے ہے میں نا بالغہ سے شادی جنم ہو گیا ہے۔“
عمران نے رو دینے والے ہجے میں کہا اور جو لیا نے ایک جھٹکے سے
اس کا بازو چھوڑ دیا۔

”سنو عمران۔“ اب اگر تمہاری زبان سے شادی کا لفظ نکلا تو
تمہیں اُسی وقت اُسی لمحے مجھ سے شادی کرنی پڑے گی۔ ورنہ میں تمہیں
گولی مار دوں گی۔ میں تنگ آ گئی ہوں تمہاری اس بک بک سے۔ سنا تم
نے۔ یہ میری طرف سے تمہاری ہی سزا ہے۔ اور ایک طو نے کہہ
دیا ہے کہ جو سزا میں تمہیں دوں گی اس پر پورا پورا عمل در آمد ہو گا۔
جو لیا شاید بھجن چلا ہٹ کی انتہا پر پہنچ چکی تھی۔

”نم۔ نم۔“ میری توبہ۔ میرے بب بب باب
کی توبہ۔ آج کے بعد جو میں نے شش شش شش شادی
کا نام بھی لیا۔ ڈیٹھی ابھی تک بھگت رہے ہیں۔ میں کس قطارِ شمار
میں ہوں۔“ عمران نے انتہائی خوفزدہ ہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میرا یہ فیصلہ اٹھا ہے۔ اب تباہ یہ کیا چکر ہے۔
ادھم نے کیا کرنا ہے۔“ جو لیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شش شش شش شش۔“ مسکرے تم مسکراتی توہی۔ ورنہ
تمہارا پڑھہ اٹھ کی پناہ۔ میری توبہ۔ میں نے کھنکنی بلی سے شادی کر کے
اپنا منہ پچوانا ہے۔ جس تم اسی طرح مسکراتی رہا کہو۔ باقی رہی شادی
تو میں کروں گا۔ آج بھی تم ریا کافون آیا تھا کہ اماں می نے ایک بڑا
چھارشترہ ملاش کر لیا ہے۔ لہ کی سینے پر دنے کی ماہر ہے۔ تیکیوں
چل پڑی۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کے غلافوں پر شعر کا طہ لیتی ہے۔ قیمہ بھرے کمیلے پکالیتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ان کریبوں کو کھانے کے لئے ان میں ایک کلو چینی بھی ڈالنی پڑتی ہے۔ سائن کا بر قعہ پہنچتی ہے جس پر بڑے بڑے پورے دودر جن میں ٹنکے ہوتے ہیں۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور جولیا ایک بار پھر ہونٹ کاٹنے لگی۔

" تو پھر جاؤ کرو اس قیمہ بھرے کمیلے سے شادی جاؤ مجھے کیوں سنارے ہو۔" جولیا نے چینکارتے ہوئے کہا۔

" ارے ارے کریلا تو مذکور ہوتا ہے۔ البتہ تم بھنڈ می کہہ سکتی ہو۔ جولیا تم خود سوچو سلیمان سے جان چھوٹ جائے گی۔ گولیوں اور بھوں کے دھماکوں کی آدازیں سنتے سنتے میرے کان پکڑتے ہیں۔ اب کم از کم چوڑیوں کی ترجمہ چھنکار سنوں گا۔ کوئی ہیئت تو آئے گی زندگی میں۔ ارے ارے تم کہاں چل دی۔ ارے سخن تو سبی۔" عمران نے یک لخت پہنچتے ہوئے کہا۔ یہ کچھ بھوکہ جولیا پیر پہنچتی ہوئی دایس در داڑے کی طرف چل پڑی تھی۔

" شٹ اپ۔" خردar۔ اب اگر مجھ سے بات کی تو۔" جولیا نے مڑکر غصیلے ہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں تیرتی ہوتی بُنی عمران کو صاف نظر آگئی تھی۔ اور شاید اسی بُنی کو چھپلنے کے لئے ده در داڑے کی طرف مڑ گئی تھی۔

" ارے ارے یہ تو میں سلیمان کی بات کر رہا ہوں۔ شریانے سلیمان کا رشتہ ڈھونڈھا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا بھی اس بارہ بے اختیار ہنس پڑی۔

" تم پکے سور ہو۔ پکے سور"۔ جولیا نے بنتے ہوئے کہا۔
"ابھی ہمارے ملک میں سور پکا کر کھانے کا رواج نہیں پڑا۔ اس لئے تم پکے کے چکر میں نہ پڑ۔ بس صرف کھانے والی ہیں۔"

عمران نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" دیکھو عمران۔ تھاہر ہی اس بکواس میں خواہ خواہ وقت ضائع ہوتا رہتا ہے۔ اب دیکھو جوزف اور جوانا نیڈ وردم میں ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے۔" جولیا نے بڑے بزرگا نہ انداز میں اُس سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" یعنی دو کی بجائے چار گواہ۔ وہ اسے کہتے ہیں۔ ارے ہپ دہ سڑا۔ ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ جوزف اور جوانا انتظار کر رہے ہیں۔" عمران نے جلدی سے منہ پہ ٹاٹھا رکھتے ہوئے فقرہ بدل دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جولیا نہ چلتے کے باوجود بھی منس پڑی۔

" یہ ایک ٹو نے تھیں صرف ہنسنے کے لئے تو سیکڑ سو روپیں نہیں رکھا ہوا۔ مس جولیا نا فڑ داڑ۔" عمران نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

اور جولیا چوناک کو عمران کو دیکھنے لگی جس کے چہرے پر ایسی سنجیدگی تھی جیسے وہ زندگی میں کبھی مسکرا یاتاک نہ ہو۔

" شٹ اپ۔" میرے ساتھ ایسے ہجے میں بات مرت کیا کرو۔ سمجھے۔ میں ایسا ہجہ بدداشت نہیں کر سکتی۔" جولیا تو جیسے ہتھ ستر ہی اکھڑ گئی تھی۔ اُس سے داققی عمران پر بے پناہ غصہ آگیا تھا۔ ارے نہ اس ہجے میں بات سنتی ہونا۔ اس ہجے میں۔ یا خدا میں کس

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

۔ مصیبت میں بھیس گیا ہوں۔ اچھا اب تم بتاؤ کس لمحے میں بات کیا کر دیں۔ عمران نے آسمان کی طرف منہ کرتے ہوئے کہا۔

”چلو ادھر زیرِ درم میں۔“ — جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عمران کے گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے سے دہابِ دائمی محفوظ ہوتی تھی۔

”زیرِ درم۔“ اور اے بھے تو یاد بھی نہیں رہا۔ دہان تو ہم نے فلمِ مکمل کرنی ہے۔ آؤ۔ اور سنو جولیا۔ پہلے سیری بات غور سے سن لو۔ پہلے بھی تمہاری وجہ سے کافی وقت ضائع ہو گیا ہے۔ پس منظر تو یہیں نے تھیں بتائی دریا سے — یہ دونوں ایک جھپٹے گردہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ پہلا گردہ گریٹ لینڈ کی کوئی مجرم تنظیم آر گناائزش ہے۔ جس کا چیف بس ڈیوڈ ہے۔ پاکیشیاٹیم کے خلاف اصل سازش وہی گروپ کر رہا ہے۔ پہنچ کا قد و قامت صفر سے بالکل متابعتیا ہے۔ اور بوسیا کا تم سے۔ اس لئے میں نے پر گرام بنایا ہے کہ ان سے معلومات حاصل کر کے صدر کو پہنچ کرنے میک اپ میں اور تھیں بوسیا کے میک اپ میں گریٹ لینڈ پہنچ دیا جائے تاکہ تم ان دونوں کے میک اپ میں اس آر گناائزش کے ہمید آفس کو ٹریس کر داول پھر ہم دہان پہنچ کر باقی فلمِ مکمل کر لیں۔ سمجھو گئیں اچھی بچی یا پھر ملکی بورڈ پر لکھ کر سمجھاؤں۔“ — عمران نے کہا۔

”پھر وہی بکواس۔“ ٹھیک ہے۔ میں سمجھو گئی ہوں۔ آؤ۔“ — جولیا نے غصے لمحے میں کہا اور دروازے کی طرف مر گئی۔

زیرِ درم کے دروازے پر پہنچتے ہی عمران بُرمی طرح ٹھٹھک گیا۔

کیونکہ دروازہ جس انداز میں کھلا ہوا تھا قطعی غیر فطری تھا۔ عمران تیزی

سے ہو گئے بڑھا۔ جولیا اس کے پیچے تھی۔ بیمورِ درم میں داخل ہوتے ہی ان دونوں کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے ٹھیک چل گئیں۔ کیونکہ کمرے میں جوزف اور جوانا فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ ان دونوں کے سینوں سے خون نکلنے کرے۔

ان کے جسموں کے ساتھ تالاب کی صورت میں جمع تھا۔ اور پھر ڈاول بوسیا دونوں غائب تھے۔ زیرِ درم کے انتہائی دائیں طرف دیوار میں ایک جھپٹا سادر دروازہ کھلا ہوا تھا۔

”جولیا۔“ پھر گٹ کا دروازہ ہے۔ دیکھو وہ لوگ ابھی سرگٹ میں ہیں یا نکل گئے ہیں۔ میں ان کو سنبھالتا ہوں۔“ — عمران نے تیز لمحے میں جولیا سے کہا۔ اور تیزی سے جوزف اور جوانا کی طرف بڑھا۔ دونوں زندہ تو تھے۔ یکنہ دونوں کی حالت خطرے سے باہر نہ تھی۔ گولیاں ان کے سینوں میں لگی تھیں اور خون کافی سے زیادہ بہہ چکا تھا۔ عمران نے جلدی سے جھک کر پہلے جوانا کو اٹھایا اور کاندھے پر لاد لیا۔ حالانکہ جوانا کا قد و قامت اتنا زیادہ تھا کہ بظاہر ہی نظر آتا تھا کہ عمران اُسے اٹھانا تو ایک طرف ہلا بھی نہ سکے گا۔ یکنہ عمران نے اُسے اس طرح اٹھایا تھا جیسے جوانا گوشت پوسٹ کی سچائے کاغذ کا بنایا ہوا ہو۔ اور دسرے لمحے وہ سچائی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔ وہ اُسے آپریشنِ درم میں لے جا رہا تھا۔

کھوڑی دیر بعد وہ واپس پڑا اور اس نے جوزف کو بھی اسی طرح کاندھے پر اٹھایا۔ اُسی لمحے جولیا اس سرگٹ دالے دروازے سے برآمد ہوئی۔

”دہ نکل گئے ہیں۔ سرگٹ کا آخری دروازہ کھلا ہوا ہے۔“ — جولیا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

نے تیز تیز لمحے میں کہا۔ اور عمران نے جواب دینے کی سمجھتے ہے صرف سر
ہلانے پر اکتفا کیا۔ اور جو زف کو اٹھلے تیزی سے درد انے کی طرف
مڑ گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ جو زف اور جوانا دونوں کی زندگیوں کے لئے
ایک ایک لمبے قسمتی ہے۔ کیونکہ ان دونوں کی حالت شدیدہ خطرے میں تھی۔
سب سے ٹہا امسکہ تھا کہ دونوں کی حالت ایک جیسی تھی اس لئے اُسے لازماً
بیک وقت دونوں کا آپریشن کرنا پڑے گا۔ ورنہ اگر اس نے ایک کا آپریشن
کیا تو دوسرا لازماً موت کا شکار ہو جائے گا اور یہ وہ بدداشت نہ کر سکتا تھا۔
” جولیا میرے پیچھے آؤ۔ فی الحال تو ان دونوں کی زندگیوں کا سوال ہے۔
باقی کام بعد میں۔ ایک کا آپریشن اب ہمہیں کرنا پڑے گا۔ تب ہی دونوں کے
بچنے کا کوئی امکان ہو سکتا ہے۔ ” عمران نے راہداری میں دوڑتے
ہوئے اپنے پیچھے آنے والی جولیے سے کہا۔

” مگر مجھے آپریشن کرنا تو آتا نہیں۔ ” جولیا نے مایوسی سے کہا
” کوئی بات نہیں۔ میں ساتھ موجود ہوں گا۔ جلدی آؤ۔ ایک ایک لمبے
قسمتی ہے۔ ” عمران نے کہا۔ اور اس کے قدر اور بھی نیادہ تیزی پر نے
لگکے۔ جولیا کو اس کا ساتھ دیتے کے لئے اب باقاعدہ بھاگنا ہی ٹھہر لے تھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

رچرڈ کی آنکھیں ایک چھٹکے سے کھل گئیں۔ اس کے سر کی
پشت اور گردن میں درد کی تیز ترین الہریں دوڑ رہی تھیں۔ ایک لمبے تک اُتے
پکھ سمجھیں نہ آیا کہ وہ کہاں ہے اور کس آپریشن میں ہے۔ یعنی دوسرے
لمحے جیسے ذہن میں بچلی کا کونڈا پیکتا ہے۔ اس طرح ساری صورت حال اس پر
 واضح ہو گئی وہ تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔
” ابھی طرح دیکھو رسی پیٹھی ہو گی۔ ورنہ سرگاں میں موجود الماری سے نکال
لاؤ۔ ” جو زف کی آواز سنائی دی۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو اس کے قریب وہی
جیشی کھڑا تھا۔ جسے عمران اپنا سیکرٹری کہہ رہا تھا۔ جب کہ دوسرے اجنبی
ایک دلوار کے قریب اس کی طرف پشت کئے کھڑا تھا۔ ساتھ کھڑے
جیشی جسے عمران نے جو زف کہا تھا بھی دوسرے جیشی کی طرف ہی دیکھ رہا
تھا اس کی توجہ رچرڈ کی طرف نہ تھی۔
اُسی لمبے ہلکی سی کھٹاک کی آواز سنائی دی۔ اور جہاں دوسرے اجنبی کھڑا

"جلدی چلو لو سیا۔ جلدی فوڑا۔" رچڈ نے بازد سے پکڑ کر ایک زور دار چھٹکے سے لو سیا کو اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ اس سے ساکھتے نے تقریباً گھیٹتا ہوا اُسی سرنگ کی طرف دوڑ پڑا جس کا دروازہ دوسرا بھی نے جب شی نے کھولا تھا۔ رچڈ جوزف کے منہ سے سرنگ کا لفظ سن چکا تھا اس لئے دہ اسی طرف دوڑا تھا۔ حالانکہ بھرے کا اصل دروازہ بھی کھلا ہوا تھا۔ لیکن رچڈ جانتا تھا کہ اس طرف اور بھی لوگ موجود ہوں گے اور ان کی نظر دل سے بخی نکلنے تقریباً ناممکن ہو گا۔ جب کہ لفظ سرنگ کا مطلب ہی ہی تھا کہ یہ باہر نکلنے کا خیفہ ماستہ ہو گا۔ اور اس وقت اسے ایسے راستے کی ہی ضرورت تھی اور قدرت نے یہ موقع اُسے خود ہی مہیا کر دیا تھا۔

رچڈ لو سیا کو بازد سے پکڑے سرنگ میں دوڑتا ہوا آج کے پڑھتا گی۔ سرنگ کافی طویل تھی۔ آج کے جا کر دہ اچانک بند ہو گئی۔ رچڈ نے لو سیا کا بازو چھوڑا۔ اور جلدی سے اس نے بند دیوار کی سائیڈیں ٹھوٹنی شروع کر دیں۔ اور چند ہی لمحوں میں وہ ایک دیوار کی جڑ میں ایک چھوٹا سا بٹن تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ جن پریس ہوتے ہی دیوار درمیان سے کھل گئی۔ اور وہ دنوں باہر نکل گئے۔ وہ ایک تنگ سی گلی میں موجود تھے۔ جگہی کہ اس کر کے جب دہڑے تو انہوں نے اپنے آپ کو ایک مصروف شک پر پایا۔ جہاں کھشل مارکیٹیں تھیں۔ اور فنٹ پاٹھ پر پسیدل چلنے والوں کا خاصاً جو موم تھا۔ رچڈ لو سیا کو ساکھتے لئے ان پسیدل چلنے والوں میں شامل ہو گیا۔ اور پھر کافی آج کے جا کر اس نے ایک خالی صیکسی روکی اور لو سیا سمیت اس کے اندر مل جو گیا۔ لو سیا خاموش میٹھی ہوئی تھی۔ "تھرٹین اسکوار" رچڈ نے میکسی ڈرائیور سے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

تھا دہلی ایک دروازہ کھلا۔ جوزف کا سائیڈ ہو سٹر بالکل بیٹھے ہوئے رچڈ کے ہاتھ کے قریب تھا اور اس میں ریوالور کا بھاری دستہ نمایاں نظر آ رہا تھا۔ رچڈ نے یہ موقع غنیمت سمجھا۔ اور دوسرے لمبے اس نے سجلی کی سی تیزی سے نہ صرف جوزف کے ہو سٹر سے ریوالور کی ٹھیکی بکھر کر کھڑا بھی ہو گیا۔ جوزف ریوالور کھنختے ہی تیزی سے مرٹا ہی تھا کہ رچڈ نے ٹریگر دبادیا۔ اور گولی سیدھی جوزف کے سینے میں گھس گئی۔ جوزف پنج ماڑ کے اچھلا اور پشت کے بل فرش پر گما۔ اُسی لمبے دہمہ احتشی بھی تیزی سے مرٹا۔ لیکن رچڈ نے دوسری گولی چلا دی۔ اور یہ گولی بھی ٹھیک دوسرے بھی شی کے سینے پہنچی اور وہ بھی جھٹکا کھا کر سچھلی دیوار سے فکر ایسا اور نیچے گرنے لگا لیکن اس کا ہاتھ تیزی سے ہو سٹر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ رچڈ نے پلے درپے دوادر گولیاں اس کے سینے میں اتاریں اور پھر اس نے تیزی سے مرٹ کر دو گولیاں نیچے گرے ہوئے جوزف کے سینے میں اتار دیں۔ کیونکہ جوزف اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ نیچے گر کر پہلو کے بل ہو کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا اور اتفاقاً اس کا وہ پہلو اور کھانا جس کا ہو سٹر خالی تھا۔ اس لئے دہ دبے ہوئے پہلو سے ریوالور بہ وقت نہ کھنچ سکا تھا۔ اتنی دیر میں رچڈ دوادر گولیاں اس کے سینے میں اتارنے میں کامیاب ہو گیا۔

جب اُسے یقین ہو گیا کہ دونوں بھی ختم ہو چکے ہیں تو وہ تیزی سے فرش پر پہنچی ہوئی لو سیا کی طرف بڑھا۔ اُسی لمبے لو سیا کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔ وہ شاید پلے درپے ہونے والے دھماکوں کی آوازوں کی وجہ سے ہوش میں آگئی تھی۔ اور دیے بھی وہ کسی چوتھی کی وجہ سے تو بے ہوش نہ ہوئی۔ بھتی۔ صرف خوف اور حیرت کی زیادتی کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی تھی۔

نے سر ملہتے ہوتے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔
چودھری دیر بعد وہ تھرٹین اسکو ائم پہنچ پکے تھے۔ رچڑھ کا بیوہ جو نکہ اس کی
جیب میں تھا۔ اس لئے اس سے کرایہ دینے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی۔
تھرٹین اسکو ائم کی تیسری ننزل کے ایک کمرے میں داخل ہوتے ہی
رچڑھ نے اٹھیناں کی ایک طویل سانس لی۔ لوسیا کا پھرہ اب بحال ہو چکا تھا۔
یہاں کی ایم غربی اور غیریہ پناہ گاہ بھی۔
”خدماں کی پناہ یہ پنہ تو انہاتمی خوف ناک آدمی ہے“

”میں اس سے زیادہ خوف ناک آدمی ہوں لوسیا۔ میں بے خبری میں بھنس
گیا تھا۔ اب میں اپنے ماں تھوں سے اس کی بوٹیاں نوچوں گا“۔ رچڑھ نے
غولتے ہوئے بباب دیا۔ اور تیزی سے ایک طرف پہنچے ہوئے ٹیکی فون کی
طرف بڑھ گیا۔ اس نے جلدی سے سیوراٹھا یا اونبھرڈائل کرنے شروع کر
دیئے۔

”یہ کیفے بلیو آدم“۔ چند لمحوں بعد دوسرا طرف سے ایک
آواز سنائی دی۔
”رچڑھ بول رہا ہوں“۔ لوسین سے بات کراؤ جلدی۔ رچڑھ نے
تلخ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یہی بس۔ ہولڈ آن کیجیے“۔ دوسرا طرف سے
فوڑاہی مودباش پہنچے میں کہا گیا اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دیور سے
ایک بھاری آواز سنائی دی۔
”یہ۔ یہی۔ تحریثی مشن کر کٹ پلے اوور“۔ رچڑھ نے کوڑ دوہرائی

”لوسین۔ میں رچڑھ بول رہا ہوں۔ ہمیڈ کوارٹر کے متعلق کیا پوچھتے ہیں؟“
رچڑھ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

”باس آپ کہاں تھے۔ ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ ہمیڈ کوارٹر پر
حملہ ہوا ہے وہاں موجود چاروں افراد ملک ہو چکے ہیں۔ میں آپ کو تلاش کرتا
رہا لیکن آپ کہیں نہیں ملے“۔ لوسین نے کہا۔

”سنلو لوسین۔ صورت حال بدین کجی ہے۔ پیشل ایکنسی نے اصل
صورت حال چیک کر لی ہے۔ ہماری سازش سامنے آگئی ہے۔ تم ایسا کرو کہ
فوراً مچک۔ اور گذشتی کو اطلاع کر دو کہ وہ نگرانی بٹتا کہ روپوش ہو جائیں میں تھرٹین
اسکو ائم ہو جو ہوں۔ پیشل ایکنسی اب ہمیں تلاش کو رہی ہو گی۔ میں جیف باس
سے بات کہ کے آئندہ کی مہیا ایات حاصل کرتا ہوں۔ اس کے بعد مزید یہ میں
مہیا ایات دوں گا“۔ رچڑھ نے تیر لہجے میں کہا اور دیور کھوڑ دیا۔

لوسین کیفے بلیو آدم کا منتحر تھا۔ اور ایم غربی رلیٹے کا کام کرنا تھا۔
دیسیور دکھ کر رچڑھ تیزی سے ایک الہامی کی طرف بڑھا۔ اس نے
الہامی کھولی اور اس میں سے ایک ٹرانس میٹر نکال کر باہر میز پر رکھا۔ اور
اس کو آپنیٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ٹرانس میٹر سے
ٹوٹ ٹوٹ کی مخصوص آدازیں نکلنے لگیں۔

”ہیلو رچڑھ کامنگ پھیٹ باس اوور“۔ رچڑھ نے ایک مٹن دیا کہ
تلخ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یہی فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔
لوسین۔ چھیٹ باس اٹھنڈنگ کو ڈینتا اوور“۔ چند لمحوں بعد

دوسری طرف سے ایک بھاری مگر انہاتمی کھنڈ آواز سنائی دی۔
”بی۔ جی۔ تحریثی مشن کر کٹ پلے اوور“۔ رچڑھ نے کوڑ دوہرائی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"باسی۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آکیلا دہاں رک جاؤں۔ میں اس پرنس سے انتقام لینا چاہتا ہوں اور"۔ رچڈ نے عاجز اٹھا لیجئے کہا۔

"پاگل ہو گئے ہو۔ انتقام لیتے یتے اگر تم دوبارہ اس کے قبضے میں آ جائے تو وہ تمہاری بولیاں نو پچڑائے گا۔ اور سنو جہاں تک میرا آئیڈیل ہے۔ یہ لوگ لازماً یہاں۔ گریٹ لینڈ آئیں گے۔ یکونکہ انہوں نے فلم کی آڑ میں تم سے تمام منصوبہ دریافت کر لیا ہے۔ اگر آگنا نویشن یکٹن ٹیم کا اعلان تو کر دیا گیا ہے اور ٹیم بھی روانہ ہو چکی ہے اور"۔ باس نے کہا۔

تو پھر مبارودے گروپ کا ایک فرد بھی زندہ نہ بچے گا۔ اس نے تم فوراً واپس آ جاؤ۔ تو سین کو کہو وہ واپسی کا سامنا انتظام کرو دے گا۔ تم نے ہواٹی جہاڑوں سے واپس نہیں آتا۔ یکونکہ پیشل ایجنٹی نے لازماً ہاں پکٹنگ کر رکھی ہو گی۔ تو سین کے پاس واپسی کا تمام منصوبہ موجود ہے۔ وہ تم سب کو یہاں سے مخصوص لانچوں کے ذریعے ہمسایہ ملک پہنچا دے گا۔ اور دہاں سے تم آسانی سے واپس آ جاؤ گے۔ یہاں اگر یہ لوگ آئے تو پھر میری طرف سے اجازت ہے کہ تم دل بھر کر ان سے انتقام لے لینا اور"۔ چیف باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"میک ہے باس۔ جیسے آپ کا حکم اور"۔ رچڈ نے ڈھیلے لہجے میں جواب دیا۔

"اور اینڈ آل"۔ چیف باس نے کہا اور رچڈ نے ٹرانسپرٹ کو کے اُس سے واپس الہامی میں رکھا دیا۔

"اچھا پرنس۔ فی الحال تو چیف باس نے تمہیں میرے ہاتھوں سے کچا تیز لہجے میں کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"یہ کیا پورٹ ہے اور"۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا ایچہ خاصابدل گیا تھا۔

اور جواب میں رچڈ نے اب تک ہونے والی تمام تفصیلات پوری ایمانداری سے بتا دیں۔

"ادہ۔ اس کا مطلب ہے کہ صورت حال یا کس لخت بمل گئی ہے۔ یکٹن ٹیم کا اعلان تو کر دیا گیا ہے اور ٹیم بھی روانہ ہو چکی ہے اور"۔ باس نے کہا۔

"یہ باس۔ اور یہ دونوں کھلاڑی ٹیم میں شامل نہیں ہیں۔ ویسے وہ پرنس کہہ رہا تھا کہ یہ دونوں کھلاڑی بھی بعد میں شامل کر لئے جائیں گے اور رچڈ نے کہا۔

"یہ سچا ہے۔ دردھری نہیں ہے۔ ہمارے ذمے جو کام لگایا گیا تھا دہ پورا ہو گیا۔ دونوں کھلاڑیوں نے کھیلنے سے ازخود انکار کر دیا اور ٹیم میں ان کے نام شامل نہیں ہیں اور ٹیم بھی روانہ ہو چکی ہے۔ اس نے سچاہ امشن نعمت ہو چکا ہے۔ اب ہمیں مزید دردستی کی فرودت نہیں ہے اب آگنا نویشن جانے اور اس کا کام۔ کہ بعد میں کیا ہوتا ہے اور کیا نہیں ہوتا۔ دیسے بھی آگنا نویشن کے چیف باس ڈپوڈ اور نمبر ٹوراپرٹ سے میری بات ہو چکی ہے۔ یہی نے اتھیں ہٹن کی کامیابی کی پورٹ بھی دے دی۔ اور ساٹھ ہی بقطیار قم بھی وصول کر لی ہے۔ اس نے تم سب لوگوں سہیت فوراً اپس ملک آ جاؤ اور"۔ چیف باس نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

یہ سے۔ اگر تم گریٹ لینڈ کے تو پھر میں دیکھوں گا کہ تم کس طرح بچ کرہے والیں ہتے ہو۔ چڑھنے بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور فون کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ لوسین کو فون کر لے۔ البتہ لوسیا کی آنکھوں میں اطمینان کے آثار تھے۔ وہ شاید پنس سے خاصی خوف زده ہو گئی تھی۔ وہ دل ہی دل میں چھپنے والیں کا شکر یہ ادا کر رہی تھی کہ اس نے چڑھ کر کنے کی اجازت نہ دی۔ درنہ ظاہر ہے۔ اس سے بھی چڑھ کے ساتھ رکنا پڑتا اور وہ اب ایک لمبھ بھی یہاں نہ رکنا چاہتی تھی۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہوٹل ایکارڈ کے دیجع دعوییں لان میں خاصی چیل ہیل تھی۔ پولیس کی خاصی بڑی تعداد بھی وہاں نظر آ رہی تھی۔ یہ گریٹ لینڈ کا انتہائی گراں اور شہرت یافتہ ہوٹل تھا۔ اور آج کی اس رونق کی وجہ پاکیشیا کی قومی کرکٹ ٹیم کی یہاں آمد تھی۔ پاکیشیا کی قومی کرکٹ ٹیم کو اسی ہوٹل میں ٹھہرایا گیا تھا۔ اور ابھی تھوڑی دیر بعد ان کے اعزاز میں استقبالیہ دیا جانا تھا جس میں گریٹ لینڈ کے وزیر اعظم نے شرکت کرنی تھی اس لئے ہر طرف سیکورٹی کے انتظامات کئے گئے تھے۔ گریٹ لینڈ کی خفیہ ایمنسی سکاٹ لینڈ یا رڈ کے بھی کئی افراد سادہ لباس میں موجود تھے۔ وہ سب یہاں وزیر اعظم کی سیکورٹی کے سلسلے میں موجود تھے۔ اخباری پورٹر دل اور نیوز ڈلوگر افراد کی کثیر تعداد بھی یہاں موجود تھی۔ گریٹ لینڈ کے علاوہ پاکیشیا سمیت دنیا کے ہر ٹیکے ملک کے نیوز پورٹر زاد نیوز ڈلوگر افرز موجود تھے۔ انہیں خصوصی پریس کارڈ جامہ می کئے

گئے تھے۔

استقبالیہ ہوٹل کے ایک بڑے مال میں دیا جاتا تھا۔ جس میں گریٹ لینڈ اور پاکیشیا کی کرکٹ ٹیم کے ارکان کے ساتھ ساتھ پاکیشیا کے سفارت خلائق کے اعلیٰ حکام اور گریٹ لینڈ کے اعلیٰ سرکاری حکام نے بھی شرکت کرنی تھی۔

حافظتی انتظامات کو جدید سامنی آلات سے چیک کیا جا رہا تھا کیونکہ دیبا غظم استقبالیہ میں شرکت کے لئے پہنچنے والی داری میں اس مقامیہ دیا جانا تھا دہائیں کا ایک ایک تو نہ اور ایک ایک ٹیبل کو اچھی طرح چیک کیا جا رہا تھا۔ ہوٹل کی سب سے ادبی و امی منزل میں ایک بڑی ہیز کے پیچے میکی میٹھا ہوا تھا۔ وہ ہوٹل کے منیجھر کے روپ میں دہائیں موجود تھا۔ کیونکہ ہوٹل آر گل انویشن کی ملکیت تھا۔ اس کی تیز نظر میں کونے میں پیٹے ہوئے میکی دیشان کی سکرین پر جبکی ہوئی تھیں۔ جس میں وہ ہمال نظر آ رہا تھا جس میں چینگنگ کی جا رہی تھی۔

اسی لمحے میز پر رکھے ہوئے میکی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور میکی نے چونک کردیور اٹھایا۔

"یہ میکی" — میکی نے تیز پہنچ میں کہا۔ "باس — راجربول رہا ہوں۔ آپ نے کہا تھا کہ استقبالیہ کے شروع ہونے سے پہلے آپ کو فون کیا جائے"

"میں — تمہارے آدمی یہاں موجود ہیں" — میکی نے کہا۔ "یہ میں باس — حکم کے مطابق سب ویرودن کے روپ میں موجود

ہیں۔ آپ کے احکامات کی وجہ سے انہیں ایک ہفتہ قبل ہی یہاں بھجوادیا گیا تھا۔" راجہ نے جواب دیا۔

"او۔ کے اب میری ہدایات غور سے سنو۔ ابھی پاکیشیا ٹیم استقبالیہ میں شرکت کے لئے مال میں پہنچ گئی۔ اس میں ٹیم کے ارکان کے علاوہ منیجھر اسٹینٹ منیجھر کو پہنچ دیا گی۔ اس کے شام ہوں گے۔ ان کے کمرے اس دو ان خالی دہائیں کے تمہارے آدمیوں نے ٹیم کے ممبر اعظم جو کہ نیا ابھرتا ہوا باڈل ہے کے کمرے میں داخل ہو کر دہائیں تھرٹی فائیونصب کرنا ہے۔ یہ ٹرانسیور اس کے بیٹھ کے پہنچ نصب ہو گا۔ اور باقی تمام کھلاڑیوں کے کمروں میں ایسی سکس، الیون، سکس فٹ کر دینا۔ کسی بھی ایسی جگہ جہاں نظریں نہ پہنچ سکیں، صرف پکتان کے کمرے کو نہ چھپڑا جائے" — میکی نے کہا۔

"میکی سے بآس ہو جائے گا۔ لیکن بآس ہو سکتا ہے۔" کونے میں پیٹی کے تخت کھلاڑیوں کے کمرے جدید آلات سے چیک کر کے جائیں" راجہ نے کہا۔

"نہیں۔ اس کے انتظامات میں نے کر لئے ہیں ہوٹل سکرین فی افسر ہمارے آدمی ہے۔ وہ ہر حال میں او۔ کے روپرٹ دے گا۔ لیکن تمام کام انتہائی ہو شیاری سے ہونا چاہیتے۔ اور مجھے روپرٹ دینا" — میکی نے تیز اور سکھما نہ ہجے میں کہا۔

"ایسا ہی ہو گا بآس" — راجہ نے اعتماد بھرے ہجے میں جواب دیا اور میکی نے او۔ کے کہہ کردیور کہ دیا۔ اور ایک بار پھر اس کی نظریں سکرین پر ہم گیئں جہاں اس وقت گریٹ لینڈ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کے کھلاڑی داخل ہو رہے تھے۔ اور پھر جنہی ملحوظ بعد پاکیشیا ٹائم کے کھلاڑی
اندرا خال ہوئے۔ انہوں نے سبز زنگ کے کوٹ پہنچے ہوئے تھے اور
وہ سب انہی مہشاش نظر آ رہے تھے۔

”ابھی پہلے ٹیکٹ میں کسی ردیقہ پڑے ہے ہیں۔ میں دیکھوں گا تمہاری
بناشت کب تک قائم رہتی ہے۔“ بیکی نے ہوتٹ کاٹتے ہوئے
برڈ برد کہ کہا۔ اور پھر ما تھہ بڑھا کر اس نے ہیز کے کنارے پر موجود ایک بٹی
پر میں کھڑے شیلی دیڑن سکریں آف کر دی۔ اور اطمینان سے کسی کی
پیشت سے پشت لگا کر بیٹھ گیا۔ اس نے پاکیشیا ٹائم کے کھلاڑیوں
کو اعصابی طور پر مفلوج کر دینے کا یک خوب صورت افساقی پلان بنایا تھا۔

اد آج سے اس پلان پر عمل ہونا تھا۔ تقریباً آجھے چھٹے بعد شیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر سچ اٹھی۔ اور بیکی
نے چونک کر دیور اٹھا لیا۔

”یہ۔“ بیکی پیکنگ۔“ بیکی نے تیز لمحے میں کہا۔
”ماجر بول رہا ہوں باس۔“ دوسری طرف سے راجہ کی آداز
سنائی دی۔

”یہ۔“ کیا پورٹ ہے۔“ بیکی نے چونک کر آگے کی
طراف جھکتے ہوئے پوچھا۔ اس سے کہے میں اشتیاق کی جھلکیاں نمایاں

کامیابی باس۔ تمام کام بالکل اور کے طریقے سے مکمل
کر دیا گیا ہے۔“ راجہ نے کہا۔

”ویرمی گٹ۔“ اب تم اپنے آدمیوں کو ہدایات دے دو کہ صبح

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بیسی ٹائم ناشتے کے لئے ڈینگ ہال میں جائے انہوں نے فوری طور
پر سب ہیزیں مہادینی ہیں۔“ بیکی نے جواب دیا۔
”تو یہ سارا انتظام صرف ایک رات کے لئے ہے باس۔“ راجہ
نے حیرت بھر کے ہیچے میں پوچھا۔

”ہاں۔“ کل رات کے لئے علیحدہ ڈینگ نے۔ اس طرح پیچ
شروع ہونے تک مختلف پلانگ تیار کی گئی ہیں تاکہ کوئی بات ٹریس نہ
ہو سکے۔ اور خاص طور پر ہم نے اس بات کا خیال کھنکا ہے کہ کوئی بات
پر میں میں لیکاں آؤٹ نہ ہو۔“ بیکی نے وضاحت کرتے ہوئے
کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔“ راجہ نے جواب دیا۔ اور بیکی نے
مکراتے ہوئے لا تھہ بڑھا کر کریٹل دبادیا اور پھر اس نے تیزی سے ڈائل
پر مختلف نمبر پر میں کرنے شروع کر دیتے۔

”یہ۔“ رابرٹ فرام اے پیکنگ۔“ رابطہ قائم ہوتے
ہی آگنا کوئی شیع کے نمبر ٹو رابرٹ کی آداز سنائی دی۔
”بیکی بول رہا ہوں رابرٹ۔“ بیکی نے کہا۔

”اوہ یہ بیکی مشن کا کیا ہوا۔“ رابرٹ نے چونک کر یوچھا۔
آج رات سے مشن شروع ہو جائے گا۔ میں نے تمام انتظامات مکمل
کر لئے ہیں۔ تم دیکھنا کہ کسی کو کانوں کا نہ خبر بھی نہ ہو گی اور پاکیشیا کے
کھلاڑی اعصابی طور پر درسم پر ہم ہو جائیں گے۔“ بیکی نے پڑے
باعتماد ہیچے میں جواب دیا۔

”سب کام انہی احتیاط سے کرنا۔ اگر پر میں کو اس سارے معاملے

کی ذرا بھی بھنگ پر گئی تو پوری دنیا میں ایک طوفان کھڑا ہو جائے گا۔
مابرٹ نے پریشان سے بچتے میں کہا۔

"تم بیکی کی صلاحیتوں کو تو جانتے ہی ہو۔ پھر اسی بات کرد ہے ہو۔ تم
دیکھنا کہ ہوتا کیا ہے۔" — بیکی نے بڑا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔ اس
کے لیے میں ناراضگی کا غضبہ بنایاں تھا۔

"ارے تم تو ناراض ہو گئے۔ ایسی بات نہیں۔ ممحنے اور بہادر کو تمہاری
صلاحیتوں پر مکمل اعتماد ہے۔ لیکن یہ سارا مسئلہ آر گنا نزیشن کی عزت کا
مسئلہ بن گیا۔" — ٹی ٹی کارپوریٹ کا حیثیت باس آر تھم کی بار اس پائے
میں پوچھ چکا ہے۔ وہ سخت پریشان ہے۔ کیونکہ اب تو پاکیشیا ٹیم کا بھاؤ
ریکارڈ ساز بلندی پر پہنچ چکا ہے اور اب اگر پاکیشیا ٹیم پیغم جیت کی
تو پھر یوں سمجھو۔ ٹی ٹی کارپوریٹ کے ساتھ ساتھ آر گنا نزیشن بھی شدید
نقചان سے دوچار ہو جاتے گی" — مابرٹ نے وضاحت کرتے
ہوئے کہا۔

"تم بے فکر ہو۔ اور آر تھم کو بھی آر گنا نزیشن کی طرف سے مکمل تسلی
دے دو۔ وہی ہو گا جو ہم سب چاہتے ہیں۔ پاکیشیا ٹیم پیغم کسی حالت
میں بھی ناجیت سکے گی۔ یہ میرا وعدہ ہے" — بیکی نے کہا۔

"دشیں یو گڈ لک" — مابرٹ نے ہنسنے کے لئے کہا اور بیکی
نے تھینک یو کہہ کر دیوار کھا دیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

عمران نے کار بندگاہ کی مشہود باریخ کلب کے ساتھ
روکی اور پھر دروازہ گھول کر نیچے اتر آیا۔ ساتھ دالی سینٹ پر صدر تو بجود تھا۔
وہ بھی کار رکتے ہی نیچے اتر آیا۔
"عمران صاحب۔" — یہاں آپ کیا پیک کرنے آئے ہیں؟

صدر نے کلب کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے عمران سے
پوچھا۔ کیونکہ عمران پر اس وقت سنجیدگی کا دورہ پڑا ہوا تھا۔ اور راستے میں
کسی بار صدر نے عمران سے گفتگو کی کوشش کی لیکن عمران ہوں ہاں کر کے
ٹال گیا۔

صدر کو عمران نے دانا پاؤں سے ٹیلی فون کر کے بلا یا تھا اور جیسے
ہی صدر وہاں بہنچی وہ اسے کار میں بٹھا کر جل ریا۔ اس لئے صدر کو قطعاً
حالات کا کوئی علم نہ تھا۔ — دیسے عمران کی سنجیدگی دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا
کہ حالات غاصہ سیریں ہیں۔ کیونکہ عمران عام حالات میں کبھی اس

طرح سنجیدہ نہیں ہوا کرتا۔
”خاموشی سے میرے ساتھ پہلے آؤ صفرد۔ جب ضرورت ہوگی میں تمہیں خود بتا دوں گا۔“ — عمران نے انہتائی سنجیدہ ہبکے میں جواب دیا اور صفرد کندہ ہے اچکا کر رہ گیا۔

ہار کے دروازے میں داخل ہوتے ہی سستی شراب کے بھیکے ان کی ناک سے ٹکرائے اور صفرد نے ہونٹ پھینک لئے۔ ٹکب کے بٹے ہمال میں بیٹھے ہوئے افراد کی زیادہ تعداد کا تعلق شہندر سے تھا۔ اور وہ گھٹیا اور سستی شراب پی پی کر خواہ مخواہ قہقہے لگانے میں مصروف تھے۔ — گھٹیا ٹاپ کی عورتیں بھی ہمال میں جگہ جگہ بیٹھی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ ہمال کچھ ضرورت سے زیادہ ہی گندہ نظر آ رہا تھا۔ ہر طرف خالی بوتوں اور ڈبے فرش پر لٹکتے پھر رہتے تھے۔ ہمال میں کہوے تباکو کی بُواس قدر پھیلی ہوئی تھی کہ صفرد کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی گڑ لائی میں پہنچ گیا تو۔ — گھٹیا شراب اور کٹوے بتا کو کی یونے مل کر ماخول کو انہتائی مکمل کر دیا تھا۔ لیکن ہمال میں بیٹھے ہوئے افزاد اس طرح خوش اور سست سے قہقہے لگا رہے تھے جیسے وہ جنت کے کسی خوش بجود اباغ میں بیٹھے ہوں۔

ہمال کے ایک کونے میں بڑا سا کاؤنٹر بنایا ہوا تھا۔ جس کے پیچے ایک اور پنج سوٹول پر ایک بانس کی طرح لمبا اور پتلہ آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ البتہ اس کا سر اور یہرہ اس کے جسم کی مناسبت سے کہیں زیادہ بڑا تھا۔ اور اس قسمی بڑی آنکھوں میں گھری سرخی تھی۔ سیر دیسان سے گنجاتھا جب کہ سایہ ٹوں پر سفید اور کلے بالوں کی جھال رسی تھی۔ اور پر

کو اٹھی ہوئی ناک کے نیچے بڑی بڑی مونچیں تھیں۔ دہ سمجھیت مجموعی عجیب غریب سی شخیت نظر آ رہا تھا۔ صفرد پونکہ پہلی بار یہاں آیا تھا اس لئے وہ یہرہ سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ — کاؤنٹر پر بیٹھے ہوئے شخص کی نظر ان دونوں پر جبی ہوئی تھیں۔ اور چہرے کے اعصاب میں پھر کھڑا ہٹ سی واضح نظر آ رہی تھی۔ وہ رنگ روپ سے رو سیاہی نظر آ رہا تھا۔

عمران ہمال میں داخل ہوتے ہی سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔
”ہیلو ٹنکو۔“ — سن ہے تھا رے سہر کا وزن پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گیا ہے۔ — عمران نے کاؤنٹر کے قریب پہنچتے ہوئے کاؤنٹر پر بیٹھے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی سنجیدہ کی اب یکسر دوڑ ہو گئی تھی۔ اور وہ وہی پہلے والاغر ان نظر آئے لگا تھا۔

”عمران صاحب۔ آپ کو یہاں دیکھ کر مجھے واقعی اپنا سہ زیادہ بھاری لگنے لگ گیا ہے۔“ — ٹنکو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”لوگ بغلوں کے نیچے بیساکھیاں رکھتے ہیں تم سر کے نیچے رکھ کر بیٹھا کرو۔ ورنہ ایسا نہ ہو کہ کبھی کاؤنٹر پر اٹھنے کھڑے نظر آنے لگو۔“ عمران نے کاؤنٹر پر دونوں کہنیاں لٹکاتے ہوئے کہا۔ اور ٹنکو کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”اچھا اب ہنسنا بند کر کے یہ بتا دو کہ تمہارا بھائی ٹنکو کہا ہے۔“ عمران نے کہا۔
”مشکاف۔“ — اور اس سے کیا غلطی ہو گئی ہے کہ آپ جیسی شخیت

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہو سے پوچھنے کیلئے آگئی ہے۔ ٹنکو نے یک لخت پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"اگر غلطی ہوتی تو پھر مٹکو کا مٹکا اب تک ٹوٹ چکا ہوتا اور تم اس کی خالی ف" کو دفن کرنے کی تیاریاں کر رہے ہوئے ہوتے" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ٹنکو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ "دہ اپر اپنے کمرے میں ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک خوبصورت لڑکی کہیں سے اٹھا لایا ہے" — ٹنکو نے سنتے ہوئے کہا۔

"اس سے بات کردار اس سے بتاؤ کہ اس کی باقی خوب صورتی کو ابھی فی الحال باقی رہنے دو۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ میں خوبصورت لڑکی کے بد صورت ہونے تک انتظار کرتا رہوں" — عمران بنے کہا۔ اور ٹنکو نے بڑا ساتر بوز نہماں سر ملاحتے ہوئے کاڈنٹر کے یونچے سرخ بڑھایا اور انٹر کام کا رسیور اٹھا کر کانوں سے لگایا۔

"مشکاف" — عمران صاحب کہیں پوچھتے ہوئے آتے ہیں۔ اور کاؤنٹر پر موجود ہیں" — ٹنکو نے دوسری طرف سے بات سنتے ہوئے کہا۔

"ارے کیا دماغ خراب ہو گیا ہے تھا را۔ جانتے تو ہو عمران صاحب کی عادت۔ ابھی پورا کلب تھہ و بالا ہو جائے گا۔ سیدھی طرح یونچے آؤ۔" جلدی اور فوراً۔ اس لڑکی کو دفع کر کے فوراً" — ٹنکو نے اس بار خلصے غصے ہو چکے میں کہا اور رسیور دا پس کاؤنٹر کے اندر رکھ دیا۔ "کچھ ضرورت سے زیادہ ہی عیاش ہو گیا ہے۔ کیا نیال ہے۔ اس کی عیاشی کی حس کچھ کم نہ کر دی جائے" — عمران نے مسکراتے

ہوئے ٹنکو سے کہا۔

"ارے نہیں عمران صاحب۔ ابھی بچا ہے۔ آپ بے فکر رہیں اب تیر کی طرح آئے گا۔" ٹنکو نے سر ملاحتے ہوئے کہا اور صفر، کھڑا ہیرت سے یہ ساری باتیں سن رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ سوچ رہا تھا کہ عمران کی بھی سنجانے کے لیے کہاں کہاں دہشت پھیلی ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ زندگی میں یہی باراں کو دیکھ رہا تھا۔ جب کہ عمران اور ٹنکو کی باتوں سے بھی ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ صدیوں سے ایک دوسرے سے دافق ہوں۔

چند لمحوں بعد سیڑھیوں سے ایک بحیثیم شیعیم آدمی اچھتا ہوا یونچے اترنا نظر آیا۔ اس کا جسم ٹنکو سے بالکل مختلف تھا۔ بے حد پھیلا ہوا۔ لیکن جسم میں ٹھوس پن نہیاں تھا۔ البتہ شکل ٹنکو سے ملتی جلتی تھی۔ اور صفر دی سوچ کر سی دل میں نہیں پڑا۔ کہ یہ اسے بچ کرے جا رہا تھا۔ اس کے جسم میں سرخ رنگ کی بانٹ آستینوں والی بنیان تھی۔ جس پر ایک عورت کی بڑی سی نیم عریاں تصویر بنتی ہوتی تھی۔ اس کے پڑھے پر البتہ قد رے جھنجلا ہٹ اور ناگواری کے ہمارا ضغط طور پر نظر آ رہے تھے۔ عمران کی نظریں بھی اس پر جمی ہوتی تھیں اور پڑھے پر ہمکی سی مسکراہٹ کتھی۔

"ہاں" کیا بات ہے عمران صاحب۔ یونچے تکلیف کی" اسے دائرے نے لٹھا مارنے والے انداز میں عمران کے قریب یونچے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے سے لمبے وہ یوں جیتا ہوا اچھل کر پشت کے بل فرش پر گما جیسے وہ واقعی بچا ہوا اور کسی بڑے نے اُسے تھیٹر مار دیا ہو۔ عمران کا ماتھہ اس کا نقہ ختم ہونے سے پہلے ہی گھوم گیا تھا۔ تھیٹر کی زرد دار آواز اور مشکو کے گرنے کے دھماکے نے پورے ہاں کو چونکا دیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اور ہر شخص حیرت سے گردیں ہوڑ کر اور ہر دیکھنے لگا۔ ملکو اُسی طرح بے حصہ و حمکت اپنے سٹول پر بیٹھا رہا۔ اس کے چہرے پر لا تعلقی کھی جیسے اس کا اس سارے دل قفعے سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

گرنے والا تیزی سے اٹھا۔ اس کی آنکھوں میں غصے کے چراغ سے جل اٹھتے تھے۔ لیکن اس نے دانت بخیخ رکھتے تھے۔

"ایک ہی کافی رہے گھایا مزید پر ملکش کی ضرورت ہے ابھی" عمران نے غرتے ہوئے کہا۔

"ملکو۔ میں نے تمہیں کتنا بار سمجھایا ہے کہ عمران صاحب ہمارے محسن ہیں۔ اور یہ کبھی بلا وجہ کسی کو کچھ نہیں کہتے پھر ہی تمہیں سمجھنے نہیں آتی،" اس بار ملکو نے کاٹ کھانے والے ہیچے میں اپنے بھائی سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ فرمائے عمران صاحب" ملکو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک ہاتھ اپنے اس گھال پر رکھا ہوا احتاجیں پر عمران کا تھیڑہ لٹپٹا تھا۔ اس کے ہیچے سے بے بی نہایاں کھتی۔

"لوسین نے کتنا آدمی ہمسایہ ملک بھیجنے کا آرڈر دیا ہے تمہیں" عمران نے سپاٹ ہیچے میں پوچھا۔

"لوسین نے کیا مطلب۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے" ملکو نے واضح طور پر پوچھتے ہوئے جواب دیا۔

"دیکھو ملکو۔ تم اپنے آپ کو بڑا غنہ ہو اور بدہ معاش سمجھتے ہو۔ لیکن تمہارا ڈمبا بھائی ملکو جانتا ہے کہ میری نظروں کے سامنے تمہاری کیا یہیثیت ہے۔ اس لئے تمہاری بھتری اسی میں ہے کہ صحیح صحیح جواب دے دو۔ اور یہ بھی سن بوکہ میں صرف ملکو کی وجہ سے ہو کہ ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ اس

کر رہا ہوں۔ ملکو مجھ سے ہمیشہ تعاون کرتا ہے۔ اس لئے میں اس کا لحاظ کرتا ہوں۔ دردہ شاید میرے سوال کا انداز کچھ اور ہوتا" — عمران نے سخت ہیچے میں کہا۔

"ملکو۔ عمران صاحب جو کچھ پوچھ رہے ہیں اس کا درست جواب دے دو۔ دردہ گھٹائی میں رہو گئے" — ملکو نے بھائی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ وہ شاید ضرورت سے زیادہ ہی عمران سے مروعہ تھا۔ "میں لوسین کو جانتا ہر دو ہوں۔ لیکن اس نے مجھے کوئی کام نہیں دیا" — ملکو نے سپاٹ ہیچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے لوسین نے خود بتایا ہے کہ اس نے ملکان کے ذریعے آدنی بیٹھے ہیں۔ آخر ہی بار کہہ رہا ہوں کہ سوچ کر صحیح جواب دینا" — عمران کے ہیچے میں غرامیٹ نہایاں کھتی۔

"وہ جو مرضی میں آئے کہتا رہے۔ میں جو کہہ رہا ہوں درست کہہ رہا ہوں" — ملکو اپنے جواب پر اٹھا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہارے دماغ پر وہ لڑکی چڑھی ہوئی۔ یہے جادا اپس۔ لیکن اب یہ لفظ کہ لیں کہ تمہاری سب لاپتھیں سمندریں۔ ملکوں کی طرح بھر جائیں کی۔ اور کے ملکو۔ لگہ بانی" — عمران نے تیز ہیچے میں کہا۔ اور دا پس بیرونی در دا نسے کی طرف مڑ گیا۔ صفت بھی خاموشی سے اس کے ٹیپھے چل پڑا۔

چند لمحوں بعد ان کی کار تیزی سے ساحل سمندر کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ یہلے تو صفر دیکھا کہ عمران گھٹ کی طرف جا رہا ہے۔ لیکن یہ جب عمران کی گھٹ کی سایہ سے ہو کہ ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ اس

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

دیتے۔ اور میں کم از کم چلو بھر سمندر کے پانی کو ناپاک نہیں کرنا چاہتا تھا اس س لئے مجبوراً سنجیدگی کو کار کی ڈگی میں رکھ دیا۔ عمران نے کہا اور صفر نے قہقہہ مار کر بہنس پڑا۔

”میسے آپ کی بات درست ہے کہ کم از کم اس خلاف معمول سنجیدگی کی وجہ تو بتا دیں۔ واقعی مجھے اسی لئے شدید بے چینی محسوس ہو رہی ہے۔“ صفر نے سر ہلا کتے ہوئے کہا۔

”تمہیں معلوم ہے کہ جوزف اور جوانا دونوں کے سینوں میں تین تین گولیاں ماری گئی ہیں اور جو لیا نے جوزف کا آپریشن کیا ہے۔ اور کہنی کا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفر نے سانس لے کر بہنس پڑا۔

”کیا جوزف اور جوانا کو گولیاں ماری گئی ہیں۔ لیکن کس نے ماری ہیں اور کیوں۔“ صفر نے حیرت سے منہ پھاٹتے ہوئے پوچھا۔ اور جواب میں عمران نے اُس سے رچہڈا اور لو سیا کے بارے میں دلائل بتا دیتے۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ واقعی کرکٹ ٹیم کے خلاف سازش ہو رہی ہے تو کیا آپ اس رچہڈا اور لو سیا کو ڈھونڈھتے پھر ہے سیں۔“ صفر نے پوچھا۔

”ہاں۔ تمہارے ایک ٹیموں کے ٹریننگ سینگر شنے نے ایک کال پیچ کی ہے جس میں نہ صرف رچہڈ کا نام بھی آیا ہے بلکہ مشن کر کر پیلے کا حوالہ بھی تھا۔ ایک ٹیونے وہ بیٹ پ مجھے بھجوادی۔ اس سے ساری تفصیلات سلسلے آئی ہیں۔“ رچہڈ اور لو سیا رانا ناہا اس

راستے پر مڑ گئی جو کافی درجہ دل کی بستی کی طرف جاتا تھا تو وہ سمجھ گیا کہ عمران کا رخ اب نچہ دل کی بستی کی طرف ہے۔

”سائینسرو دا قی دلایتی لگتھے ہے۔“ عمران نے اچانک صفر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”سائینسرو کوں سا سائینسرو۔“ صفر نے بے اختیار پوچھ کر کہا۔

”دہی جو تمہارے منہ میں فٹ ہے۔ کہاں سے خرید لئے کوئی سی کہنی کا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفر ایک طویل سانس لے کر بہنس پڑا۔

”تو آپ کی سنجیدگی ختم ہو گئی ہے۔“ دیسے عمران صاحب جب آپ زیح کرتے ہیں تو جی لیکی چاہتا ہے کہ آپ سنجیدہ رہیں تو کتنا اچھا ہو۔ لیکن جب آپ سنجیدہ ہو جائیں تو بڑی بے چینی سی محسوس ہوتی ہے۔“ صفر نے ہفتے ہوئے کہا۔

”یعنی میری سنجیدگی تمہارے اعصاب پر اثر انداز ہوتی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بالکل ہوتی ہے۔ اب آپ خود دیکھئے۔ آپ کی اب تک کی سنجیدگی نے میرے اعصاب کو سخت بے چین کر رکھا ہے۔“ صفر نے سر ہلا کتے ہوئے کہا اور عمران بہنس پڑا۔

”یہ بے چینی میری سنجیدگی کی وجہ سے نہیں بلکہ میری سنجیدگی کا پس منظر جاننے کر لئے ہے۔ دیسے میں نے دیکھ لیا تھا کہ اگر میں کچھ دیر اور سنجیدہ رہتا تو ہم یقیناً چلو بھر سمندر میں ڈوبنے کا پروگرام بنانا شروع کر

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

سے مکمل کر کھڑیں اسکو از پہنچے اور دہان سے پڑوڑنے گئیٹ لینڈ میں اپنے چیف بائس سے بات کی۔ چیف بائس نے ۱۹۸۴ سے ۱۹۸۵ء نے کے لئے کہا۔ کیونکہ اس کامش صرف اتنا ہی تھا کہ ٹیم میں دو کھلاڑی شامل نہ ہوں۔ اور ساتھ ہی لوسین کلب والے لوسین کا حوالہ بھی تھا۔ لوسین کو تم جانتے ہو۔ اس کا تعلق بھی گئیٹ لینڈ سے ہے۔ ساتھ ہی چیف بائس نے بتایا تھا کہ لوسین انہیں لائیوں کے ذریعے ہے۔ ملک بھجوائے گا۔ اور دہان سے وہ گئیٹ لینڈ جائیں گے اور تمہارے ملک جانے والی تمام لانچیں اس مشکو کی ہیں۔ اس لئے میں مشکو کو ٹھوٹونا چاہتا تھا۔

عمران نے تفصیل بتلتے ہوئے کہا۔

"یکن مشکو تو انکادی ہے۔ آپ نے لوسین کو کیوں نہیں کپڑا۔ اس سے سب کچھ معلوم ہو جاتا۔" صفدر نے کہا۔

"کال ناٹیٹ پیٹھ ملک پہنچنے میں کافی دیر ہو گئی ہے۔ کیونکہ میں جوزن اور بجوانا کو فوری طی امداد دے کر ہسپتال نے گیا تھا۔ فوری آپریشن کے باوجود ان کی حالت ابھی خطرے سے باہر نہ رکھی۔ اور ہسپتال میں مجھے اس وقت تک رکنا پڑا جب تک ان کی حالت خطرے سے باہر نہ ہو گئی۔ اس کے بعد میں رانا ہاؤس واپس پہنچا تو مجھے ایک ٹوکی کال ملی اور پھر ٹیپ مجھ تک پہنچی۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اگر میں لوسین کے پیچھے گیا تو ہو سکتا ہے۔ پچڑا اور لوسینا اس دوران نکل نہ جائیں۔"

عمران با قاعدہ پوری وضاحت سے سب کچھ بتا رہا تھا۔

"یکن بائس۔ ایک ٹوہبی تو کال کا پتہ چلتے ہی لوسین کے خلاف حکمت میں آسکتا تھا۔" صفدر نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"تم جانتے ہو کہ وہ اصولوں کے معاشرے میں بے حد سخت ہے۔ چونکہ یہ معاملہ ابھی تک غیر مرکاری ہے۔ اس لئے وہ بے حرکت بیٹھا رہا۔ اس کے کل پر زے صرف اُسی وقت حرکت میں آتے ہیں جب مرکاری پڑ دل اس میں پہنچتا ہے۔" — عمران نے کہا۔ اور صفرد سہ مہلاتا ہوا انہیں پڑا۔

اُسی لمحے کا رجھروں کی بستی کے قریب پہنچ گئی۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر دراہد کر بینی ہوئی بڑھی سی جھونپڑی کے سامنے روک دی۔ اور پھر اس سے پہنچ کر وہ کار سے اترتے جھونپڑی کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان رجھرا بابر مکمل آیا۔

"اُر سے عمران صاحب آپ۔" — نوجوان عمران کو کار سے اترتا دیکھ کر اس طرح عمران کی طرف پیکا جسے کوئی پرانا دوست اچانک کسی دوست کو سامنے دیکھ کر اس کی طرف پیکتا ہے۔

"کیسے ہو شنکر۔" — عمران نے مسکلتے ہوئے کہا۔

"آپ کی دعائی ہے عمران صاحب۔ خوب ٹھاٹھ سے گزر رہی ہے۔ آئیتے آئیتے۔ ماتا جی آپ سے مل کر بے حد خوش ہوں گی۔ یقین کیجیے وہ اب تک ہر روز پر ارکھنا کرتے وقت آپ کے لئے سب سے زیادہ دعائیں مانگتی ہیں۔" — شنکر نے مسٹر کی زیادتی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ اور صفرد ایک بار پھر حیرت کے سمندر میں غوطہ نہ ہو گیا اُس سے سمجھا نہ آ رہی تھی کہ آخر عمران یہ سارے چکر کس طرح چلا لیتا ہے۔ پہلے وہ مشکو اور مشکو کا سلسلہ تھا تو اب یہ رجھرے والا داقعہ اس سے بھی زیادہ منفرد تظر آ رہا تھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"ماں آدمیں نے بھی سوچا تمہاری ماتاجی سے کافی حصے سے ملاقات نہیں ہوئی۔ ان کی خیریت معلوم کر آؤں" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر شنکر انہیں اپنے ہمراہ لے کر جھونپڑی میں داخل ہو گیا۔

"ماتاجی ماتاجی" — عمران صاحب آئے ہیں" — شنکرنے بڑی سی جھونپڑی کے اندر داخل ہوتے ہی زور سے کہا اور دوسرے لمحے جھونپڑی کے ایک علیحدہ بنے ہوئے حصے میں سے ایک بوڑھی سی عورت باہر آگئی۔ اس نے سفید زنج کی ساڑھی پہنی ہوئی تھی۔

"میرا دیوتا آ گیا" — "میرا دیوتا" — بوڑھی عورت نے خوشی کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کے پیروں میں جھکنے لگی۔

"ارے ارے۔ یہ آپ کیا کہ رہی ہیں۔ میں بھی شنکر کی طرح آپ کا بیٹا ہوں" — عمران نے اُس سے بازدھی سے بکڑتے ہوئے کہا۔ اور بوڑھی عورت کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ ہنٹے گئے۔

"تم دیوتا ہو عمران دیوتا" — بھگوان ساری عمر تمہارے سر پر اپنی بکتیں نازل کرتا رہے" — بوڑھی عورت نے عمران کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"بس آپ دعا دے دیا کریں۔ اور سنائیں آپ کی صحت تو فیک ہے۔ یہ شنکر تینگ تو نہیں کرتا" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تینگ" — یہ تواب بالکل تیر کی طرح سیدھا ہو گیا ہے۔ میری بڑی خدمت کرتا ہے اور میں تو ہر لمحے بھگوان سے بس تمہارے سر لئے ہی دعائیں مانگتی رہتی ہوں۔ تم بیٹھو۔ میں تمہارے لئے شربت لے آتی

"ہوں" — بوڑھی عورت نے کہا۔

"ارے بس ماتاجی شربت دہنئے دیجئے۔ آپ کی دعائیں میرے لئے سب سے میٹھا شربت ہیں۔ میں نے شنکر سے کچھ باتیں کرنی ہیں" — عمران نے کہا۔

"اچھا جیسے تمہاری مرضی۔ میں جانتی ہوں تم جب انکار کر دیتے ہو تو وہ انکار ہی ہوتا ہے" — عورت نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ادا ایک بار پھر دعائیں دیتی ہوئی واپس اُسی علیحدہ حصے کی طرف مڑ گئی۔ اور صفر دیوں سر ہلانے لگا جیسے اب بات اس کی سمجھی میں آتی ہو۔ کہ آخر عمران نہیں تھا کہ نہ کتنے ایسی کتنی عورتیں اس کے لئے دن رات دعائیں احساس ہو رہا تھا کہ بچکنے ایسی کتنی عورتیں اس کے لئے دن رات دعائیں مانگتی رہتی ہوں گی — ظاہر ہے عمران نے ان پر کوئی بہت بڑا احسان کیا ہو گا۔ تبھی یہ ماں بیٹے اس پر فدا ہو رہے ہیں۔ اور صفر را یہی طرح جانتا تھا کہ عمران ایسے ستم رسیدہ لوگوں کی بے غرض امداد سے کبھی نہیں چوکتا۔ وہ فیاض سے کمائی ہوئی تمام دولت اسی طرح غریبوں میں تقسیم کر دیا کرتا تھا کہ بعض اوقات انہیں یہ بھی معلوم نہ ہوتا تھا کہ ان کے دل در دو رکنے والا ہے کون۔

"آئیے عمران صاحب ادھر بیٹھتے ہیں" — شنکرنے کہا۔

اور پھر وہ عمران اور صفر کو لے کر جھونپڑی کے کچھلے حصے کی طرف بڑھ گیا۔ یہاں ایک اور پورشن تھا۔ جسے باقاعدہ ڈرائیور دم کی صورت دی جائی تھی۔ دیاں ایک خوب صورت اور قیمتی صوفہ اور میز موجود تھی۔ وہ تینوں صوفے پر بیٹھ گئے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"تمہارا کاروبار کیسا جارہا ہے۔ کوئی مسئلہ تو نہیں" — عمران نے بیٹھتے ہی شنکر سے پوچھا۔

"اوے نہیں عمران صاحب۔ آپ کی دلائی ہوئی ایک لاپنچ سے اب میں پانچ لاپنچوں کا ماکاں بن چکا ہوں۔ لیکن عمران صاحب مجھے آپ کا بتایا ہوا سبق اچھی طرح یاد ہے کہ غیر قانونی کام نہیں کرنا۔ یقین کجھے مجھے بڑی بڑی آفرز ہوئی ہیں لیکن میں کبھی لاپنچ میں نہیں آتا" — شنکرنے بڑے فاختانہ ہجھے میں کہا۔

"ویری گڈ" — اچھا یہ بتا د کہ مٹکاف کے پاس کتنی لاپنچیں ہیں" عمران نے کہا۔

"مٹکاف کے پاس — اس کے پاس میں لاپنچیں ہیں۔ وہ تو یہاں کا دادا نمبر ایک ہے" — شنکرنے جواب دیا۔

"سنو شنکر کیا تم یہ معلوم کر سکتے ہو کہ گذشتہ چوبیں گھنٹوں کے دوران مٹکاف نے کچھ غیر ملکیوں کو غیر قانونی طور پر ہمسایہ ملک تو سمکل نہیں کیا۔ ان میں ایک عورت بھی شامل ہے" — عمران نے سنجیدہ ہجھے میں پوچھا۔

"اوہ — معلوم کیا کرنا۔ میرے خیال میں دس غیر ملکی اس وقت بھی اس کے خفیہ اڈے سے میں موجود ہیں۔ میں ابھی اپنے ایک دوست سے مل کر آ رہا تھا کہ میں نے انہیں کاروں سے اتر کر اس کے خفیہ اڈے سے میں داخل ہوتے دیکھا ہے۔ ان میں ایک غیر ملکی نوجوان عورت بھی شامل ہے" شنکرنے جلدی سے جواب دیا۔

"کیا ہلیہ تھا اس عورت کا" — عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

اور شنکر نے جلدی سے ہلیہ بتانا شروع کر دیا اور عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ کیونکہ ہلیہ سو فیصد تو سیما کا تھا۔

"گڈ" — یہی میرے مطلوبہ آدمی ہیں۔ یہاں مٹکاف کا نمائندہ کون ہے" عمران نے پوچھا۔

"راکم ہے۔ چھٹا ہوا بدمعاش ہے۔ ویسے بھی یہاں اس کے کافی مسلح محافظ موجود ہیں۔ تقریباً بیس افراد ہوں گے۔ انتہائی خطرناک لوگ ہیں" شنکر نے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر اب خوف کے آثار ابھر ہوتے تھے۔

"اس وقت تو دن ہے۔ کیا راکم دن کے وقت ان غیر ملکیوں کو سمکل کر لے گایا رات کا انتظار کرے گا" — عمران نے پوچھا۔

"عمران صاحب۔ یہاں سے کافی دو سمندر میں ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ جو مٹکاف کا خفیہ اڈہ ہے۔ اس کا طریقہ کاری یہ ہے کہ وہ سمکل کرنے والے آدمیوں کو پہلے دہان پہنچا دیتے ہیں۔ اور پھر دات کو دہیں سے آگے لے جلتے ہیں" — شنکر نے جواب دیا۔

"او۔ کے — تم ایسا کہو کہ تمہیں اس جزیرے کے تک پہنچا دو"

عمران نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"مم — مم" — لگ عمران صاحب۔ وہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ انہیں معلوم ہو گیا۔ تو وہ نہ صرف میرے لاپنچیں تباہ کر دیں گے بلکہ ان سے یہ بھی بعید نہیں کہ وہ مجھے اور میری ماتا جی کو بھی گولی مار کر ہلاک کر دیں" شنکر نے انتہائی خوفزدہ ہجھے میں کہا۔

"بھیک ہے۔ تم رہنے دو۔ صرف اس جزیرے کا محل و قوع بتا دو"

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

عمران نے کہا۔ اور شنکر نے جلدی جلدی اس جزیرے کا محل و قوع بتانا شروع کر دیا۔
”دہائی کتنے آدمی ہوتے ہیں۔ تم کبھی جگئے ہو دہائی“ — عمران نے
سر مللتے ہوئے پوچھا۔

”ماں عمران صاحب۔ ایک بارگیا ہوں۔ راجم میر می لانچیں زبردستی مکمل کر
لے گیا تھا۔ میں انہیں یعنی دہائی کی طرف پڑھنک دیا۔ اس کی حالت
بے حد خراب تھی۔ اس کی بوڑھی ماں اس سے پہٹ پہٹ کر ردر ہی تھی اور
غندہ بے اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔ اچانک میرادہاں سے گزر ہوا تو
پھر میں نے ان غندہ دل کو تھوڑا سا سبق دیا۔ شنکر کا علاج کر دیا۔ اس کے
بعد میں نے اسے ایک لانچ لے دی تاکہ یہ کام کر سکے۔ بس اتنی سی بات
ہے۔“ — عمران نے سر مللتے ہوئے کہا۔

اور صفر راس کی اتنی سی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔ اُس سے معلوم
تھا کہ جسے عمران اتنی سی بات کہہ رہا ہے وہ کتنی بڑی بات ہے۔
شنکر نے تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

”مشکاف کی سادی لانچیں وہیں جزیرے پر ہوتی ہیں“ — عمران
نے پوچھا۔

”جی ماں۔ اس کی لانچیں جو کام پر نہیں ہوتیں وہیں ہوتی ہیں“
شنکر نے جواب دیا

”او۔ کے شنکر ہم اب چلتے ہیں۔ تم سب کچھ بھول جاؤ“ — عمران
نے کہا اور پھر شنکر سے ہاتھ ملا کر دالپس چل ریا۔

”صاحب — صاحب میں شرم نہ ہوں۔ کہ میں نے انکار کیا ہے۔“
شنکر نے پنجھے پنجھے چلتے ہوئے انتہائی معدودت بھر کے لانچیں کہا۔
”کوئی بات نہیں۔ تمہاری بیات درست تھی پنجھے یہاں تمہاری پوزیشن
کا خیال نہ رہا تھا۔ ویسے بے فکر ہو۔ جلد ہی تم خوشخبری سن لو گے۔ اینی
ماتاجی کو میرا سلام کرنا“ — عمران نے جھونپڑی سے باہر آتے ہوئے

شنکر سے باقاعدہ مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ اور شنکر سلام کر کے واپس ٹرکیا۔

عمران کی کاراپ دوبارہ گھاٹ کی طرف جا رہی تھی۔

”بنجنے آپ نے کہاں کہاں دعائیں ملنگئے والی بٹھار کھی ہیں۔“
صفدر نے ہفتے ہوئے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ شنکر پہلے غندہ گردی کرتا تھا۔ ایک غندہ کے
لئے گیا تھا۔ میں انہیں یعنی دہائی کی طرف پڑھنک دیا۔ اس کی حالت
بے حد خراب تھی۔ اس کی بوڑھی ماں اس سے پہٹ پہٹ کر ردر ہی تھی اور
غندہ بے اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔ اچانک میرادہاں سے گزر ہوا تو
پھر میں نے ان غندہ دل کو تھوڑا سا سبق دیا۔ شنکر کا علاج کر دیا۔ اس کے
بعد میں نے اسے ایک لانچ لے دی تاکہ یہ کام کر سکے۔ بس اتنی سی بات
ہے۔“ — عمران نے سر مللتے ہوئے کہا۔

اور صفر راس کی اتنی سی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔ اُس سے معلوم
تھا کہ جسے عمران اتنی سی بات کہہ رہا ہے وہ کتنی بڑی بات ہے۔

”تو اب آپ نے اس جزیرے پر یہاں پر مارنا ہے۔“ — صفر نے
اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

”میں مشکاف کو اس کے جھوٹ کی پوری پوری سزا دینا چاہتا ہوں۔ اور
ساتھ ہی پچڑا اور لوسیا کو بھی بتانا چاہتا ہوں کہ جو زف اور جوانا کے
سینے میں گولیاں آتارنے کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔“ — عمران نے بڑے
سبزیدہ ہلکے میں کہا۔ اور صفر سر ملکا کر خاموش ہو گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

میں بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ فرمان کی یہ بات من کمیزان رہ گیا۔ اور پھر فرمان نے نہ صرف اسے قومی کر کٹ ٹیم کے کمپ میں شامل کیا بلکہ اس نے اعظم کو باقاعدہ فاسٹ باولنگ کی ٹریننگ بھی دی۔ کیونکہ فرمان خود دنیا کا مادرف تین فاسٹ باولر تھا۔ اور پھر یہ فرمان ہی تھا جس کی سفارش یہ اسے باقاعدہ قومی کر کٹ ٹیم میں شامل کر لیا گیا تھا۔ اس نے بطور ٹینسٹ کھلاڑی کئی پیچ کھلے تھے۔ اور فرمان کی سہر پستی اور اس کی ہدایات پر عمل کرنے کی وجہ سے اس کی کام کردگی دن بدن نکھرتی جا رہی تھی۔ لیکن بہر حال اتنا دہ جانشناختا کہ ابھی فرمان کی سُنج پر پہنچنے کے لئے اس سے کافی وقت چاہیے۔ اس لئے وہ فرمان کا اس طرح ادب کرتا تھا جیسے شاگرد کسی استاد کا کرتا ہے۔ اور فرمان بھی اس یہ مخصوص توجہ دیتا تھا۔ حالانکہ عام طور فرمان کے متعلق یہی سمجھا جاتا تھا کہ وہ انتہائی مفرد۔ اکھڑا اور ضدی آدمی ہے۔ لیکن اعظم جانشناختا کہ اصل میں ایسا نہیں ہے۔ بس یہ اور بات ہے کہ فرمان اصولوں کا پابند اور کم گو آدمی تھا۔

وہ اصولوں کے مقابلے میں کسی بڑی سے بڑی شخصیت کی بھی پرواہ نہ کرتا تھا۔ اور اعظم کے ساتھ تو اس کے خصوصی تعلقات تھے۔ اب بھی استقبالیہ فتح ہونے کے بعد اسے اعظم کے کمرے میں ہی آگیا تھا۔ اور پھر آئندہ ہونے والے پیچ کے بارے میں ان کے درمیان بات چیت ہوتی رہی۔ اعظم پونکہ پہلی بار گریٹ لینڈ آیا تھا اس لئے فرمان اُس سے یہاں کے موسم، تماشا یوں کی اتفاقیات، کھلاڑیوں کے انداز اور یہاں کی پیچرے کے بارے میں تفصیلات بتانا رکھتا تھا۔

فرمان کے جانے کے بعد اعظم اٹھا اور اس نے کمرے کا دروازہ بنہ کیا۔ اور پھر با تدریم میں داخل ہو گیا۔ اس کی سچیں سے ہی عادت تھی کہ وہ سونے سے پہلے غسل ضرور کرتا تھا۔ چلے ہے موسم کتنا ہی سرد ہوتا۔ وہ جس کے شاید تصور میں بھی۔ تھا کہ وہ اس طرح قومی کر کٹ ٹیم کے کمپ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

"او۔ کے اعظم تمہاری آنکھوں سے معلوم ہو رہا ہے کہ تمہیں نیند آرہی ہے۔ پیش کر رہے تھے سو جاؤ۔ صحیح نیٹ پریکٹس کے لئے بھی جانا ہے۔" فرمان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ماں فرمان صاحب۔ میں کچھ تھک سا گیا ہوں"۔ اعظم نے فرمان پاکیتیاً قومی کر کٹ ٹیم کا پاکستان تھا۔ اور اعظم ایک ابھرتا ہوا نیا فاسٹ باولر۔ اعظم کی دریافت فرمان کے ہی سرھنی۔ فرمان نے ایک بار ایک عام سے پیچ میں اس سے باولنگ کرتے دیکھا تھا۔ فرمان اس پیچ میں بطور ہجان خصوصی شامل ہوا تھا۔ اور پھر پیچ کے اختتام یہ فرمان نے اس سے خاص طور پر بلا یا اور اس کے باولنگ کے انداز کی تعریف کرتے ہوئے اسے قومی ٹیم کے کمپ میں شامل ہونے کے لئے کہا۔ اور اعظم جس کے شاید تصور میں بھی۔ تھا کہ وہ اس طرح قومی کر کٹ ٹیم کے کمپ

غسل کئے بغیر سوہی نہ سکتا تھا۔ باقاعدہ میں گرم پانی مہیا کیا گیا تھا کیونکہ گریٹ یعنی طب کا موسم خاصاً سرد تھا۔ اعظم خاصی دیر تک نہلے کا لطف لیتا رہا۔ پھر ناسٹ سوٹ پہن کر وہ باکھہ دم سے نکلا اور بیٹھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بڑی بیان بنگیں اور بیٹھ لائٹ جلا کر دہ نرم دگماز بستر پر دراز ہو گیا۔ اس کے ذہن میں ہونے والے پنج کے مختلف مناظر گھوم رہتے تھے۔ اور وہ دیکھ رہا تھا کہ وہ کس طرح دکھن پر وکھیں لے رہا ہے۔ اور تماشانی گس طرح اس کے کھیل کی داد دے رہتے ہیں۔ یہی سوچا سوچتا دہ نیند کی دادی میں آت گیا۔

یکن ابھی اُسے سوئے تھوڑی ہی دیر ہوتی تھی کہ اچانک اس کی آنکھ کھل گئی۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے سجم پر چوتھیاں سی رینگ ہی ہوں۔ اور یہ سربراہی آہستہ آہستہ بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ چکا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ کا بٹن آن کر دیا۔ اُسی لمحے سربراہی خود بخود غائب ہو گئی۔ جیسے اس کا سر سے وجد ہی نہ رہا ہو۔ اعظم نے اپنے کپڑے آمارے انہیں چیک کیا۔ بستر کو چیک کیا میکن دیا۔ چھوٹی یا کسی بھی کیرٹے کا کوئی وجود تک نہ تھا۔ اعظم کو اپنے آپ پر ہنسی آگئی۔ اس نے یہی سمجھا کہ نئی جگہ پر آنے کی وجہ سے اس کے اعصاب متاثر ہو ہے ہیں۔ اس نے دوبارہ بیاس پہن اور پھر لائٹ بنڈ کر کے سو گیا۔ یہ اُس نے جیسے ہی آنکھیں بندر کیں۔ دوسرے سے لمحے وہ یک لمحت پرخ مار کر اپنی جگہ سے اچھلا اور بستر سے نیچے آتی آیا۔ اُسے داقعی احساس ہوا تھا جیسے کوئی سانپ اس کی پنڈلی پر کھشک رہا ہو۔ بالکل صحیح احساس تھا۔ اس کا جسم پسینے سے تو بتر ہو رہا تھا۔ اس نے جلدی سے اپنے کپڑے نے جھاؤ دے

اور پھر ڈرتے ڈرتے اس نے بستر کو چاروں ہاتھ سے گھوم کر دیکھا۔ لیکن سب کچھ درست تھا۔ سانپ تو ایک طرف کوئی چھوٹا سا کیڑا بھی موجود نہ تھا۔ "یہ آخر اج بھھے کیا ہو رہا ہے؟" — اعظم نے بڑھ ڈالتے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر لیٹری لیٹر گیا۔ لیکن اس بار اس نے میں لائٹ بنڈ نہ کی۔ اور آنکھیں بنڈ کر لیں۔ کافی دیر تک اس کے اعصاب تنے رہتے ہیں جیسے وہ دوبارہ کسی انہوں نے واقعہ کا منتظر ہو۔ — لیکن پھر جب کافی دیر تک پچھہ نہ ہوا تو اس کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑتے گئے اور وہ ایک بار پھر نیند کی دادی میں اتر گیا۔

چیخ نکلی اور وہ اس طرح اچھلا کہ سیدھا نیچے قائم پر آ گرا۔ اس کا ہاتھ گردن پر جما ہوا تھا۔ اس نے اس طرح ہاتھ سمیٹا ہوا تھا۔ جیسے کسی چیز کو کھٹکنے کی کوشش کر رہا ہو۔ اس کا چہرہ خون سے بگڑ گیا تھا۔ اور دل اتنے زدے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی سینہ توڑ کر باہر آ جائے گا۔ پورے جسم میں خون کی اچھتی ہوئی لہریں اُسے واضح طور پر محسوس ہو رہی تھیں۔

یکن گردن پر کچھ ہوتا تو وہ اُسے پکڑتا۔ حالانکہ اُسے بالکل واضح طور پر ہی محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے اس کی گردن میں باریک سے دانت آمادیتے ہوں۔ وہ اٹھ کر ڈریٹنگ ٹیبل کے آئینے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی ٹانگیں ابھی تک کاپن پر ہی تھیں۔ اس نے آئینے میں گردن کی وہ جگہ دیکھی۔ جہاں اُسے کسی چیز کے دانت اترتے محسوس ہوتے تھے لیکن وہاں کسی چیز کا معمولی سا بھی نشان تک نہ تھا۔ حتیٰ کہ سرخی تک نہ تھی۔ وہ حصہ بالکل گردن کے دوسرے حصے کی طرح تھا۔ اعظم کافی دیر تک گردن کو آئینے میں دیکھتا رہا پھر ایک طویل سانس لے کر مٹا اور ایک طرف بنی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

یا پکتیان سے اس مطلع ہے میں بات کرے۔ لیکن پھر پہلے سوچ کر دک گیا کہ وہ انہیں بتائے گا کیا۔ ظاہر ہے نہ ہی وہاں کوئی کیڑا تھا اور نہ سانپ۔ نہ منہ لگا کہ عنہ عنہ پانی پیتا گیا۔ یہ اس کے اپنے ملک کا پانی تھا۔ جسے باقاعدہ کیساں تجربہ کرنے کے بعد تو انہوں میں بھرا گیا تھا۔ اور مفہوم اسرار احمد نے کہا۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اُسے کمزور اعصاب کا مالک سمجھیں۔ اور اعظم جاننا تھا کہ کمزور اعصاب فاسٹ بادل کی سب سے بڑی خامی سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح اس کا کمیری بھی خطرے میں پڑ سکتا تھا۔ اس لئے وہ خاموش بیٹھا رہا۔ البتہ اس کا ذہن شدید آنہ ھیوں کی نہ میں تھا اس سارے چکر کی سمجھ نہ آہی تھی۔ آج سے پہلے کبھی اس کے ساتھ ایسا نہ ہوا تھا۔ وہ کافی دیر بیٹھا سوچتا رہا۔ آخر اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ سب اس کا دہم ہے۔ اور اُسے اپنی کمزوری اشکار نہیں کرنی پڑتی۔ چنانچہ وہ اٹھا اور بستر پر دبارہ دراز ہو گیا۔ اس بار اس کے اعصاب پہلے سے بہت زیادہ تنہ ہوتے تھے۔ لیکن جب کافی دیر تک کچھ نہ ہوا تو اس نے آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کی اور پھر واقعی اُس سے نیند آگئی۔ سختی سے ہدایت ہلکی کہ وہ کھانے کے عادی تھے۔ باورچی بھی ٹھیم کے ساتھ آتے تھے۔ اور پھر کھانا پکنے کے بعد اس کا باقاعدہ کیساں تجربہ کیا جاتا۔ اور پھر تمام کھلاڑی ایک جگہ اکٹھے ہو کر کھانا کھلتے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں سختی سے ہدایت ہلکی کہ وہ کھانے کے علاوہ اور کوئی چیز نہ دیٹرے منکرو ایں اور نہ استعمال کریں۔ پانی کی بولیں انہیں مہیا کر دی گئی تھیں۔ اور یہ خاصی تعداد میں تھیں۔ یہ سب انہیں چاق و چوبنہ اور صحیح رکھنے کے لئے ضروری انتظامات تھے جو برٹھم کا مفہوم کو بیرونی دورے پر لے جاتے ہوئے کرتا تھا کہ کھلاڑیوں کی صحت ہیچر کے دوران درست رہے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

ہوئی المارٹی کھول کر اس نے اس میں رکھی ہوئی پانی کی سرمهہر لٹر میں سے ایک بوتل نکالی۔ اس کی سیل چیک کرنے کے بعد اس سے کھولا اور بوتل سے منہ لگا کہ عنہ عنہ پانی پیتا گیا۔ یہ اس کے اپنے ملک کا پانی تھا۔ جسے باقاعدہ کیساں تجربہ کرنے کے بعد تو انہوں میں بھرا گیا تھا۔ اور مفہوم اسرار احمد نے انہیں سختی سے ہدایات کی تھیں کہ وہ پانی پینے سے پہلے اس کی سیل کو اچھی طرح چیک کر لیں۔ یہ سادا انتظام اس لئے کیا گیا تھا تاکہ پانی بلنے کی وجہ سے ان کی طبیعت پر اثر نہ پڑے۔ ورنہ ہو سکتا ہے وہ کسی بجاہتی کا شکار ہو جائیں اور پھر کھیل میں فرق پڑ جائے۔ اسی طرح وہ سوالے مقررہ وقت کے کھانا بھی نہ کھا سکتے تھے۔ کیونکہ ان کے لئے اسرار احمد صاحب کی مگر انیں خصوصی طور پر کھانا پکتا تھا۔ انہی مصالحوں کے ساتھ جس کے وہ پاکیشیاں کھانے کے عادی تھے۔ باورچی بھی ٹھیم کے ساتھ آتے تھے۔ اور پھر کھانا پکنے کے بعد اس کا باقاعدہ کیساں تجربہ کیا جاتا۔ اور پھر تمام کھلاڑی ایک جگہ اکٹھے ہو کر کھانا کھلتے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں سختی سے ہدایت ہلکی کہ وہ کھانے کے علاوہ اور کوئی چیز نہ دیٹرے منکرو ایں اور نہ استعمال کریں۔ پانی کی بولیں انہیں مہیا کر دی گئی تھیں۔ اور یہ خاصی تعداد میں تھیں۔ یہ سب انہیں چاق و چوبنہ اور صحیح رکھنے کے لئے ضروری انتظامات تھے جو برٹھم کا مفہوم کو بیرونی دورے پر لے جاتے ہوئے کرتا تھا کہ کھلاڑیوں کی صحت ہیچر کے دوران درست رہے۔

پانی پینے کے بعد اعظم کی حالت کافی سنبھل گئی۔ اس نے خالی بوتل والی پس المارٹی کے نیچے خالنے میں رکھی اور پھر بستر پر لیٹنے کی بجائے وہ آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ ایک بار اس کا دل چاہا کہ فون کاہ سیوہ اٹھا کہ مفہوم

پر رکھا۔ اور ایک بار پھر کسی پر بیٹھ گیا۔ اب اُسے سونے سے ہی خوف محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے پافی کی ایک فٹ بوٹل پی۔ اور پھر وہ ساری رات جاگتا رہا۔ اور صحیح جب انہیں ناشتے کے لئے بلا یا گیا تو اس کا سر بھاری ہو رہا تھا۔ اور وہ چاق و چوبنڈ ہونے کی سجائے بالکل ڈھیل پڑ گیا تھا۔

”اعظم کیا بات ہے۔ تمہاری یہ حالت کیوں ہے؟“ — میجر اور کپتان فرعان نے اُسے دیکھتے ہی پوچھا۔

”میں بالکل ٹھیک ہوں سد۔ بالکل ٹھیک ہوں“ — اعظم نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ تمہاری طبیعت خراب لگ رہی ہے۔ یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے تم ساری رات جلتے رہے ہو“ — میجر اسماراحمد نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ایسی بات نہیں جناب البتہ نیند قدرے کم آفی ہے۔ کیونکہ نیچگہ تھی اور پہلی رات تھی،“ — اعظم نے بات بنلنے کی کوشش کرتے ہوئے تھے۔ اس کا سانس انتہائی تیز تیز چل رہا تھا اور جسم پسیے سے شر اور ہو رہا تھا۔ پورے جسم میں کھلا دسا تھا۔ اور ذہن بھاری سامنے محسوس ہو رہا تھا۔

”ایسا ہو جاتا ہے جناب۔ مجھے بھی رات کو عجیب سا احساس ہوتا رہا ہے۔ جیسے میرے کانوں میں تیز ہوا کے جھکڑ چل رہے ہوں“ — ایک اور کھلاڑی نے ہستے ہوئے کہا۔

”جناب تمہیں کبھی کچھ اس قسم کے ملتے جلتے احساسات سے واسطہ رہا ہے۔“ — باقی کھلاڑیوں نے بھی کہا۔ اور اسماراحمد نے سر ملا دیا۔ وہ قدرے مطمئن نظر آ رہے تھے۔

ناشتے کے بعد وہ سب تیار ہو کر نید پر کیٹس کے لئے گراونڈ میں پہنچ

ٹوٹی وزن آپڑا ہو۔ اور وہ اس بھاری وزن کے نیچے پس ملا ہو۔ اس کے ذہن پر تایمکی کا دبیزیر پر دہ سایہ ٹھیک گیا۔ دہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اور پھر نجانے کس وقت اس کی آنکھ کھل گئی۔ اور وہ لاشوری طور پر ایک چھٹے سے اٹھا کر بیٹھ گیا۔ — چند لمحے تو وہ آنکھیں پھاڑ لے ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ جیسے اُسے سمجھنا آرہی ہو کہ وہ کہاں موجود ہے۔ پھر آہستہ آہستہ چھپت ٹوٹنے اور اس کا جسم چھپت کے ملے میں دبنے کا پورا منظر اس کے ذہن پر ابھرا۔ اور وہ بے اختیار پھینا ہوا اچھل کر بستر سے نیچے اتر آیا۔ اس نے تیزی سے سر اٹھا کر اپر چھپت کی طرف دیکھا۔ لیکن چھپت بالکل ٹھیک ٹھاک اپنی جگہ پر موجود تھی۔ کہیں سبھری یادیت کا ایک ذرا تک موجود نہ تھا۔ ہر جیز بالکل اُس کے

”یادا یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟“ — اعظم نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر کپڑتے ہوئے کرسی پر گرتے ہوئے کہا۔ اس کے اعصاب شل ہو رہے تھے۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم میں جان ہی باقی نہ رہی ہو۔ اس کا سانس انتہائی تیز تیز چل رہا تھا اور جسم پسیے سے شر اور ہو رہا تھا۔ اور ذہن بھاری سامنے محسوس ہو رہا تھا۔

وہ کافی دیر تک اسی طرح سر کپڑے بٹھا رہا۔ پھر وہ اٹھا اور ٹیکی فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ٹیکی فون کا رسیور اٹھایا۔ لیکن دوسرا لمحہ وہ چونک پڑا۔ کیونکہ اُسے یک لخت خیال آ گیا تھا کہ وہ کیا کرنے جا رہا ہے۔ اگر اس کی اعصابی کمزوری کا حال میجر ایکپتان کو معلوم ہو گیا تو ہو سکتے ہے کہ وہ اس کا نام ہی پیچ سے کاٹ دیں۔ اس نے جلدی سے رسیور واپس کر دیا۔

گئے۔ دہماں اعظم نے باڈلنگ شروع کی۔ تو اسے جلد ہی احساس ہو گیا۔ کہ اس کے اعصاب اس کا ساتھ نہیں دے رہے۔ لیکن ظاہر ہے وہ اپنی کمزوری ظاہر نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے طبیعت پر جبرا کے پریمیٹس میں لگا رہا۔ لیکن فرhan جو اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اسے ایک طرف لے گیا۔

سنہ اعظم۔ تمہاری حالت داققی خراب ہے۔ تمہاری باڈلنگ ایسی ہے جیسے جسم تمہارا ساتھ نہیں دے رہا۔ حالانکہ بظاہر جنم بالکل بیٹھک بٹھا کر اور صحت مند ہو۔ مجھے بتاؤ کیا بات ہے۔ کھل کر بتاؤ۔ فرhan نے گھاس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں فرhan صاحب۔ بس ذرا طبیعت دھیلی اسی ہے میرے خیال میں موسم کی تبدیلی کا اثر ہے۔“ اعظم نے جواب دیا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ فرhan اصولوں کے معاملے میں قطعاً بے لچک واقع ہوا ہے۔

”نہیں۔ موسم کی تبدیلی کا اثر اس طرح اچانک نہیں ہوتا۔ کہ سارے اعصاب ہی مفلوج ہو جائیں۔ میرا تجربہ بتارہ ہے کہ کوئی اور بات ہے۔ رات کو کیا ہوتا رہا ہے۔“ فرhan نے کہا۔

”رات کو کچھ بھی نہیں۔“ اعظم نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔

”دیکھو اعظم۔ تم اچھی طرح جلتے ہو کہ مجھے جھوٹ سے شدید انفرت ہے۔ اور یہ بھی سن لو کہ اگر میں چاہوں تو اب بھی تمہیں ٹیم سے علیحدہ کیا جاسکتا ہے۔ تمہارا پیڑہ بتارہ ہے کہ تم نہ صرف جھوٹ بول رہے ہیں تو بلکہ کچھ بچپا رہے ہو۔“

اس لئے تمہارے حق میں ہی بہتر ہے کہ سب کچھ صحیح صحیح بتاؤ۔“ فرhan کا ہجھ کیک لخت بے عدالت ہو گیا۔ اور اعظم کی نظریں بے اختیار

چک گیئں۔ وہ چند لمحے خاموش بیٹھا ہو نٹ کا ٹنارہ رکھ رکھ جیسے وہ کسی نتیجے پر پہنچ گیا۔ اس نے سراہٹا یا اور پھر اس نے رات گزرنے والی تمام کیفیات اُسے تفضیل سے بتا دیں۔

”ہونہیہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن تم نے یہ سب کچھ بچپا کیوں کیا تھا۔“ فرhan نے طویل سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

”نم۔“ مم۔ میں اب بھی یہی سمجھو رہا ہوں کہ یہ نہیں اور ہم ہے۔ اور میں اسے اپنی اعصابی کمزوری سمجھو رہا ہوں۔ اور میں اپنی کوئی کمزوری سلانے نہ لانا چاہتا تھا۔“ اعظم نے امکتے امکتے کہا۔

”میں بالکل تم نے اچھا کیا ہے۔ یہ واقعی تمہارا دہم ہے۔ جب میں بھی پہلی بار غیر ملک میں کھیلنے کیا تھا تو میرے ساتھ بھی ایسا ہی تماشا ہوا تھا۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ میں نارمل ہو گیا تھا۔“ تم نے مجھے بتا کر اچھا کیا ہے۔ اب تم بے فکر ہو جاؤ۔ تم آہستہ آہستہ نارمل ہو جاؤ گے۔ کوئی خطرے والی بات نہیں۔“ فرhan نے اس کے کانہ ہے پر تھککی دیتے ہوئے کہا۔

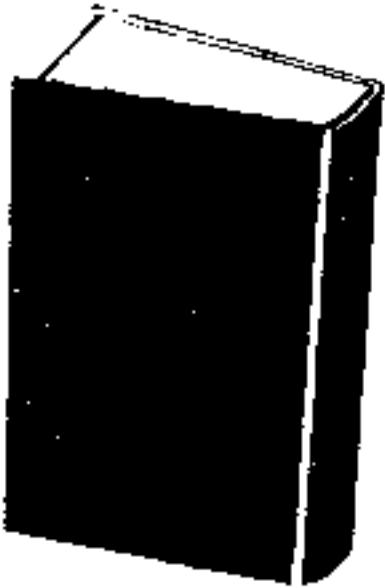
اور اعظم کا سُتا ہوا چہرہ کھل اٹھا۔ اس کے چہرے پر الہمیناں کے آثار چھا گئے۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس نے کسی بہت بڑے بوجھ سے بچا کر لی ہو۔

”او سنو۔“ جو کچھ تم نے مجھے بتایا ہے۔ اس کے متعلق اور کسی کو کچھ نہ بتانا دردنا بات پر یہیں میں حلی جائے گی۔ اور خواہ مخواہ پاکیشیا ٹیم کی مسکی ہو گی۔“ فرhan نے لٹھتے ہوئے کہا۔

اعظم بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اور دوبارہ نیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ کھوڑی دیر بعد جب وہ دوبارہ باڈلنگ کر رہا تھا۔ تو اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ دوبارہ اپنی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نامہل پوزیشن پر آتما جاری ہے۔



چار لاپچیس انڈھیرے میں تیزی سے سمندر میں آگے بڑھی جا رہی تھیں
یہ خاصی بڑی بڑی لاپچیں تھیں۔ ان پر کوست گارڈ سوارت تھے۔ لاپچوں پر کمبل انڈھرا
تھا۔ خاصی دور جا کر وہ لاپچیں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر سفر کرنے
لگیں۔ سب سے آگے والی لاپچ میں عمران اور صدر موجود تھے۔ ان کے
ساٹھ کوست گارڈ کا چیف آفیسر بڑھا ہوا تھا۔ اس نے آنکھوں سے دو دین
لگائی ہوئی تھی۔ اس کے ایک ہاتھ میں چھوٹا سا مایک ہوا۔ جس سے وہ
دوسری لاپچوں کو مہماں دے رہا تھا۔

پچھے فاصلے پر جا کر لاپچیں رک گئیں۔
اسی لمحے ساتھ پڑے ہوتے ایک چھوٹے سے ٹرانسیمیٹر سے ٹوٹ ٹوٹ
کی آوازیں نکلیں اور چیف آفیسر نے جلدی سے اس کا بٹن دبایا اور اس
کا مایک اٹھایا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"ہیلو ہیلو۔ جی دن کانگ اور" — ٹرانسیمیٹر سے ایک آواز

ملکی۔ "یس۔ چیف آنڈھنگ اور" — چیف نے سمجھا نہ ہجے
میں کہا۔

اسد جزیرے پر خاصی نقل و حکمت دکھانی دے رہی ہے۔ دہان
تیس چالیس کے قریب افراد موجود ہیں۔ وہ لوگ ٹاریخی بھی جلا رہے ہیں۔
شمالی سمت پر وہ لاپچیں بھی کھڑی نظر آ رہی ہیں اور" — جی۔ دن کی آواز
سناتی دی۔

"تیس چالیس افراد۔ کیا وہ مسلح ہیں اور" — چیف نے پوچھا۔

"یہ بارس۔ میں یہاں ہوا میں سے بھی ان کے پاس جدید ترین
اسلحہ دیکھ رہا ہوں اور" — جی۔ دن نے جواب دیا۔

"اوہ کے۔ ٹھیک ہے۔ نگرانی جادہ کھو اور اینڈ آل" —
چیف نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ پر ٹھاکر ٹرانسیمیٹر آن
کر دیا۔

"عمران صاحب۔ جزیرے پر تو خاصا جمع ہے۔ میرے خیال میں
محضے اور آدمی منگوانے پڑیں گے۔ یہ توفی آپریشن ہو گا" — چیف نے
قریب بیٹھے عمران سے منا طلب ہو کر کہا۔

"آپ شاید پوری فوج منگوانا چاہتے ہیں۔ آپ کے پاس چار لاپچیں
مسلح افراد سے بھری ہوئی ہیں۔ اور آپ پھر بھی ڈر رہے ہیں" —
عمران کا الجھ بے حد تلخ تھا۔
آپ ان لوگوں کو نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ جزیرے میں ہونے کی وجہ

سے ہم سے زیادہ بہتر پوزیشن میں ہوں گے۔ بجانے ان کے پاس دہان
جدید ترین اسلحے کا کتنا ذخیرہ موجود ہو۔” — چیف نے پھر جاتے ہوئے
کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسی آپ کی مرضی — اعلیٰ حکام کو آپ نے خود ہی
جواب دینا ہے۔ آپ ایسا کریں ایک لائچ خالی کمرے میں دے
دیں۔ ہم جانیں اور جزیرہ جلنے۔“ — عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے
ہوئے کہا۔

”اوے نہیں جناب۔ میں تیجھے نہیں ہٹ رہا۔ آپ غلط سمجھے
ہیں۔ ٹھیک ہے۔ میں آگے بڑھتا ہوں۔“ — چیف نے کہا۔ اور
پھر اس نے مائیک کا ٹین دبایکہ باقی لاپچوں کو ہدایات دینی شروع کر
دیں۔ دوسرے لمبے چاروں لاپچیں تیزی سے آگے بڑھنے لگیں۔
لھوڑی دیر بعد جزیرہ سامنے نظر آنے لگ گیا۔ لاپچیں اب
چاروں طرف سے بکھر کر جزیرے کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ عمران والی
لاپچ کا رخ شمالی سمت تھا۔

”لاپچ کافی پہلے روک لیں اور اپنے آدمی بھیج کر ان کی لاپچیں کھلوا کر
کھلے سہند میں لے آیں۔ تاکہ انہیں بھاگنے کا موقع نہ مل سکے۔“
عمران نے چیف سے کہا۔ اور چیف نے سر ملا دیا۔ اور پھر اس نے
لاپچ میں موجود افراد کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔ ادھر عمران دل سی دل
میں تیج و تاب کھارہ تھا۔ اُسے اب اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ آخر
اس نے کیوں ایکٹو کو کہہ کر کوست گارڈ کے چھاپے کا انتظام کیا۔
وہ سیکرٹ سردار کو ساتھ لے کر بھی چھاپے مار سکتا تھا۔ بس وہ صفرد کی

دھم سے یہ پھر چلا بیٹھا تھا۔ کیونکہ وہ صفرد کو بتا پچھا تھا کہ غیر سرکاری کام
میں ایکٹو بر اور راست ملوث نہیں ہوتا۔ لیکن ظاہر ہے اب اس سورج تھا
کو بھگتتا ہی تھا۔ صفرد کبھی شاید بورہ ہی ہو رہا تھا۔ لیکن وہ خاموش بیٹھا
ہوا تھا۔

لائچ سے غولہ خور سمندر میں اترے اور پھر غائب ہو گئے۔ لاپچیں
رک گئی تھیں۔ عمران نے گھر میں پڑھی ہوئی دوسریں کو آنکھوں سے لگایا
یہ نائنٹ ٹیکلی سکوپ تھی۔ اُسے جزیرہ اب صاف دکھانی دے رہا تھا۔
جزیرے پر کوئی درخت وغیرہ نہ تھا۔ شاید یہاں بارشیں نہ ہوتی تھیں۔
بس جھاؤیاں موجود تھیں۔ لھوڑی دیر بعد اس نے جزیرے سے کے ساتھ
موجود لاپچوں کو حکمت میں آتے دیکھا۔ اور پھر لاپچیں آہستہ آہستہ
حکمت کرتی ہوئیں ادھر آنے لگیں جدھر عمران وغیرہ کی لاپچ موجود تھی۔
جب لاپچیں کافی فاصلے پر آگئیں تو اپناموج نے جلدی سے مائیک
میں ایکشن کا حکم دیا اور ساتھی اس نے چھک کر اپنے قدموں میں پڑا ہوا
مائکر دفن اٹھایا۔ اس کی لاپچ اب تیزی سے کنارے کی طرف
بڑھ رہی تھی۔ دوسرے لمبے سب لاپچوں پر نصب سرچ لائٹس روشن
ہو گئیں۔

”خبردار۔“ جزیرے پر موجود ہر شخص کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ وہ
بھیجا رکھنیں کر جزیرے سے کے کناروں پر آ جائیں۔ وہ سب کو سٹ گارڈ
کے گھیرے میں ہیں۔ اور ان کی لاپچوں پر کبھی قبضہ کر لیا گیا ہے۔“
چیف نے پنج پنج کر کہنا شروع کر دیا۔ لیکن جزیرے پر پہنچنے کوئی
رد عمل ظاہر نہ ہوا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے جزیرے پر کوئی ذمی درج

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

ہیلی کا پڑھ سے جزیرے پر میزائل پھیکھا اور جزیرے پر یہ ایک لخت ناک دھمک ہوا۔ اور اس دھمک کے ساتھ ہی ہونے والی فائر نگ یہ لخت رک گئی۔ لیکن دوسرے لمحے دوسرے دھمک فضائیں ہوا اور یہی کاپٹر کے فضا میں ہی پہنچے اڑ گئے۔

”عمران صاحب۔“ یہاں تو جزیرے پر داقعی پوری نوج موجودتے ہیں۔ اسی لمحے صفر نے عمران کے قریب یا فی سے سر نکالے ہوئے کہا۔ ”ماں۔“ وہ چیزوں پر سے رینگ کر کنار دل کی طرف بڑھ رہے ہیں اور ”بی۔“ یہاں داقعی صورت حال توقع سے کہیں زیادہ سنگین ہے۔ عمران نے سر ملاحتے ہوئے کہا۔ جزیرے پر کچھ دیم زید فائر نگ ہوتی رہی۔ اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ عمران اور صفر یا فی سے سر نکالے دہیں تیر رہے ہیں۔ ان کی نظریں جزیرے پر ہی جھی ہوئی تھیں۔

لکھوڑی دیر بعد انہوں نے جزیرے پر سے چند افراد کو پہنچے پاپی میں چھلانگیں لگاتے ہوئے دیکھا۔ ان سب نے غوطہ خودی کا لباس پہننا ہوا تھا۔ پانی میں پہنچ کر وہ تیزی سے ان لانچوں کی طرف بڑھ جئے جزیرے سے سے ہٹا لیا گیا تھا اور جوا بھی تک، دہیں پانی میں ہی تیر رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے دو لاکھیں ناکارہ ہو چکی تھیں۔

”جلدی کرو صفر اس عیسیٰ لایخ میں حیطہ جاؤ۔“ اس میں ایک کیپن موجود ہے۔ دہاں حصہ اجا سکتا ہے۔“ عمران نے تیز لمحے میں پاس موجود صدر سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ یا فی میں غوطہ لگا گیا۔ صدر بھی اس کے پیچے تھا۔ اور چند لمحوں بعد وہ دونوں اس لایخ کے قریب ابھرے۔ اور پھر اچھل کر لایخ کا کنارہ پکڑ کر اس کے اندر کو دھجے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

جو جو موجود ہے۔ اسی لمحے میں ہی اسی لمحے سے ٹوں ٹوں کی آذانیں ابھریں۔ لیکن چیف بس نے کوئی توجہ نہ دی۔ وہ بار بار وہی اعلان دوھرا رہا تھا۔ عمران نے پاتھہ بڑھا کر میں آن کر دیا۔

”ہمیلو ہیلو۔“ دن سینکنگ۔ باس جزیرے پر نقل و حرکت تیز ہو گئی ہے۔ وہ لوگ چٹانوں پر سے رینگ کر کنار دل کی طرف بڑھ رہے ہیں اور ”بی۔“ دن نے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک جزیرے پر سے روشنیاں سی چمکیں اور پھر خود ناک دھماکوں کی آذانیں سنائی دیں۔ ”صفر کو دجاو۔“ عمران نے یہ لخت پہنچ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے یہ لخت مرکب سمندر میں چھلانگ لگادی۔ صدر نے بھی اس کی پروردگاری کی۔

اور اس کے ساتھ ہی سمندر چمکوں اور دھماکوں سے گونج اٹھا ہم کاری لایخ کے پہنچے اڑ چکے تھے۔ اس پر میزائل فائر کیا گیا تھا۔ عمران نے جزیرے پر ہوئے والی چمک سے ہی اندازہ لگایا تھا کہ وہ لوگ کیا کرنے والے ہیں اور اس کا اندازہ درست تھا۔

چند لمحوں بعد جب اس نے سمندر کی سطح پر سر نکالا تو داقعی لایخ تباہ ہو چکی تھی۔ اور ارڈر گرد سر کاری آدمیوں کی لاشیں تیرتی پھر رہی تھیں۔ جزیرے سے اب مسلسل اور تیز فائر نگ کی جاری ہی تھی۔ اور جزیرہ اب اس طرح رونن تھا جیسے دہاں روشنی کا سیلا ب آگیا ہو۔ اسی لمحے عمران نے ایک ہیلی کاپٹر کو جزیرے کی طرف جھکتے دیکھا۔

لانچیں لے جانے والے ابھی ان سے کافی دور تھے۔ لائیخ میں پہنچتے ہی وہ رینگتے ہوئے اس کیبن کی طرف بڑھ گئے۔

لکھوڑی دیہ بعد ایک آدمی لائیخ پر چڑھا۔ لیکن اس نے کیبن میں آنے والا پنج کا اسخن چلاسے کی سجلتے صرف اتنا کیا کہ اس لائیخ کو دوسرا لائیخ کے ساتھ ہاک کیا اور پھر اچھل کر دوسرا لائیخ پر چڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد سب لانچیں تیزی سے جزیرے کی طرف بڑھنے لگیں۔ "اب یہ لوگ فوری طور سے یہاں سے منتقل ہوں گے" — عمران نے صفر کے سے کہا۔ اور صفر نے سر ہلا دیا۔

لکھوڑی دیہ بعد لانچیں جزیرے کے کنارے پر پہنچ کر دک گئیں اور پھر اس پر موجود انہزادیوں سے پر پڑھتے چلے گئے۔ جب وہ جزیرے پر پہنچ کر غائب ہو گئے تو عمران اور صفر تیزی سے آگے بڑھے۔ اور لانچوں کو پہلا نگتے ہوئے جزیرے کی پیٹاں پر یہ طھوڑے گئے۔

جزیرے پر خاموشی طاری کھلتی۔ دہ چٹاں کی آڑ لیتے ہوئے اپر ٹھتے گئے۔ اور جب وہ جزیرے کی سنجیر پہنچے تو انہوں نے ارد گرد کا جائزہ لینے کے لئے چٹاں کی آڈ سے سر نکال کر ادھر ادھر دیکھا۔ اور دوسرے لمحے ان کی آنکھیں تیرت سے پھٹ گئیں۔ جزیرے پر یہ چاروں طرف چٹاں کی آڈ میں باقاعدہ ہیساں اکل بردار انتہائی جمیہ قسم کی گئیں۔ نصب نہیں۔ اور یقیناً انہیں اپنے کی مدد سے کوئی سٹ، گاڑی کی لانچوں کو اور بیلی کا پیڑ کوتباہ کیا گیا تھا۔ — جزیرے کے درمیانی حصے میں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

ایک کیبن تھا۔ جو تباہ ہوا یا ماتھا۔ ہیلی کا پیڑ نے اس کیبن پر میزائل بھینکا تھا۔

ان گنوں کے ساتھ دودھ آدمی موجود تھے۔ جب کہ اور کوئی آدمی جزیرے پر نظر نہ آ رہا تھا۔

عمران نے مرکر صفر کو اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں یتھگتے ہوئے نندیکی گن کی طرف بڑھنے لگے۔

"آذانہ نکلے" — عمران نے صفر کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

اور صفر نے سر ہلا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران چاہتا ہے کہ ان گن مینوں پر قابو پاتے ہوئے ان کی آذانہ نکلے تاکہ جزیرے پر موجود دوسرے افراد پوکنا نہ ہو جائیں۔

وہ دونوں یتھگتے ہوئے ان گن مینوں کی سائیڈ میں پہنچے اور پھر انہوں نے بیک وقت ان پر حملہ کر دیا۔ انہیں زیادہ تگ دو دن تک فی پیٹھی۔

پہنچے ہی جملے میں وہ انہیں بے ہوش کر دینے میں کامیاب ہو گئے۔ عمران اور صفر نے شین گنیں اٹھائیں اور دوبارہ جزیرے کی اندر وہی طرف کو رینگنے لگے۔ عمران آگے آگے تھا اور صفر اس کے پیچھے۔ ابھی وہ دونوں کی سائیڈ پر پہنچتے کہ آسمان پر ہیلی کا پیڑ کی آذان سنائی دی۔

ان دونوں نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک ہیلی کا پیڑ عین جزیرے کے اور پہ موجود تھا۔ ہیلی کا پیڑ کو سٹ گارڈ دالوں کا تھا۔ کیونکہ اس پر کو سٹ گارڈ کا مخصوص نشان نمایاں طور پر نظر آ رہا تھا۔ ہیلی کا پیڑ آستہ آہستہ پہنچے اتر رہا تھا۔ اور پھر عمران کو تباہ شدہ کیبن کی دوسری سائیڈ

عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اٹھ کر تیزی سے اس خلاکی طرف بڑھ گیا۔ ظاہر سے صفر نے اس کی پیر دمی کرنی تھی۔ قریب جا کر انہوں نے دیکھا کہ یہ ایک مصنوعی غار کا دہانہ تھا۔ اور سر نگ کنار استہ اندر جا رہا تھا۔ آگے جا کر وہ مر گیا تھا۔ موڑ کی دوسری طرف روشنی نظر آئی تھی۔ وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھے۔ اور پھر موڑ کے پاس پہنچ کر رک چکے۔ دوسری طرف سے یاؤں کی آوازیں سنائی دیے رہی تھیں۔ عمران نے آہستہ سے سر نکال کر دیکھا تو وہ یہ دیکھ کر جو نک پڑا کہ آگے ایک بڑا مال نما کمرہ تھا۔ جس کی سایہ دوں میں پیٹیوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ ان پیٹیوں کی ساخت بتا رہی تھی کہ یہ سب اسلحے کی پیٹیاں تھیں۔ جب کہ درمیان میں رکھی ہوئی کرسیوں پر اس وقت بارہ کے قریب افراد بیٹھے ہوئے تھے اور پھر ان میں سے عمران کو رچڑا دلو سیاہی نظر آگئے۔ مٹکاف کو سٹ گارڈ کا اعلیٰ افسر اور دوسرے مسلح افراد دہانہ موجود نہ تھے۔ وہ سایہ آگے کہیں چلے گئے تھے۔

عمران نے شین گن سیدھی کی۔ اور دوسرے لمبے وہ مال نما کمرہ گولیوں کی تڑا تڑا اہٹ اور انسانی پیچوں سے گونج اٹھا۔ عمران کی الگی جیسے ہی پیگز سے ہٹی۔ مال کمرے میں موجود دس افراد فرش پر پڑے تڑپ سے تھے صرف رچڑا اور لوسیا پاگھوں کے سے انہا نہیں لکھ رہے تھے۔

عمران نے یک لخت چھلانگ لگانی اور قریبی پیٹیوں کی آڑ میں ہو گیا۔ جب کہ صفر نے دوسری طرف چھلانگ لگادی۔ دوسرے لمبے اندر سے دوڑتے ہوئے تدوں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور پھر چار مسلح افراد کے ساتھ مٹکا ہوا۔ اور کو سٹ گارڈ کا اعلیٰ افسر پیٹیوں کی آڑ میں سے نکلا ہوئے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

سے چار افراد دوڑ کر کیسین کی طرف آتے دکھائی دیتے۔ ان کے باہم میں شین گنیں تھیں۔ عمران اور صفر کو کٹھی کے بڑے شہتیر کی سائیڈ میں تھے۔ اس لئے جب تک کوئی بالکل نہ دیکھ آ کر نہ دیکھتا وہ نظر نہ آ سکتا تھے۔ اس لئے وہ دونوں الہمیناں سے پڑے دیکھتے رہے۔

عمران حیران تھا کہ کو سٹ گارڈ کا ہیلی کا پڑا تئے الہمیناں سے کیسے جو زیرے پر اتر رہا ہے۔ اور یچھے سے اس پر کوئی فائز نگ بھی نہیں کی جا سکی تھی۔ کیونکہ وہ چاروں آدمی پڑے مطمئن انداز میں کیسین کی سائیڈ میں کھڑے ہیلی کا پڑ کو دیکھ رہے تھے۔

چند لمحوں بعد ہیلی کا پڑ جنرے کی زمین پر ٹک گیا۔ اور دوسرے لمبے ہیلی کا پڑ سے دو افراد نیچے اترے۔ ان میں سے ایک تو مٹکاف تھا۔ اور دوسرے کو دیکھ کر عمران کے ہونٹ بجھی طرح پہنچ گئے۔ کیونکہ دوسرہ آدمی کو سٹ گارڈ کا ڈائریکٹر جنرل اسلام ریاض تھا، کو سٹ گارڈ کا سب سے بڑا چیف۔ وہ ادھر ادھر دیکھتا ہوا ان چاروں افراد کی طرف بڑھا۔ اور پھر ان سب نے مصافحے کئے اور وہ چھپ کے چھو جنرے کے کی اندر دو فی ستمت پیل پڑے۔

”تو یہ اصل غدار ہے۔“ عمران نے غلتے ہوئے کہا۔ اور پھر آگے رینگنے لگا۔

مسئلہ رینگتے ہوئے وہ ان چھ افراد کا تعاقب کرتے حریرے میں کافی اندر تک پہنچ گئے۔ دہانہ ایک بڑی چیخان اس طرح اپر کو اٹھی ہوئی تھی جیسے صندوق کا ڈھکن اٹھا ہوا ہو۔ وہ چھ افراد خلائیں سے ہوتے ہوئے اندر غائب ہو گئے۔

"وہ۔۔۔ وہ ان پیشیوں کی آڑ میں چھپ گئے ہیں۔ دو آدمی ہیں"۔
رچرڈ نے ان کے نمودار ہوتے ہی پیچ کر کرہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ
ختم ہوتا۔ عمران نے ایک بار پھر ٹریگر دبادیا۔ اور چاروں مسلح افراد پختے ہوئے
نیچے جا گئے۔ مٹکاف نے جلد ہی سے جیب سے ریواور نکالا لیکن اُسی
لمحے صفرہ کی طرف سے فائر ہوا اور ریواور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا
گرا۔

"خبردار۔۔۔ با تھا اٹھادو۔ درنہ"۔۔۔ عمران نے یک لخت آگے آتے
ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں ٹین گن موجود تھی۔

ادر پر ڈا در لو سیا نے سب سے پہلے با تھا اٹھادیتے۔ اور اس کے
بعد مٹکاف اور کوسٹ گارڈ کے ڈائرنیکٹر جیزل نے با تھا اٹھادیتے۔
صفر پیچے ہٹ جاؤ"۔۔۔ عمران نے مٹے بغیر کہا۔ اور صفر تیزی
سے پیچے کی طرف بھاگ گیا۔ اور لو سیا کے ساتھ ساتھ مٹکاف کی آنکھیں بھی عمران کو دیکھ کر
ریز ڈا در لو سیا کے ساتھ ساتھ مٹکاف کی آنکھیں بھی عمران کو دیکھ کر
پہل گئی تھیں۔

"میں نے تمہیں کہا تھا مٹکاف کہ سچ بتا دو۔ لیکن تم نے سچ نہیں بتایا۔
اس لئے تم جھپٹی کرو۔ میں ٹنکو سے معدرت کروں گا"۔۔۔ عمران نے طنزیہ
لہجے میں کہا۔ اور مٹکاف پر فائر کھول دیا۔ مٹکاف بُری طرح پیچتا ہوا اچھل کر
پشت کے بل گرا اور ترپنے لگا۔ ڈائرنیکٹر جیزل کے چہرے پر دہشت کے ہثار
نمایاں ہوئے۔۔۔ کا جسم کا نہنے لگا۔

اُسی لمحے عقب سے فائر نگاہ کی تیز آوازیں ابھریں۔ لیکن عمران نے
مٹکر نہ دیکھا۔

"تم اسلم یا یاض صاحب۔۔۔ تم میرے ملک کے غدار ہو،
عمران نے اور آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں....."۔۔۔ اسلم یا یاض نے دہشت بھرے
ہے میں کچھ کہتا چاہا۔ لیکن الفاظ نے اس کا ساتھ نہ دیا تھا۔
غداروں کے لئے میرے پاس کوئی معافی نہیں ہوا کرتی۔۔۔ عمران نے
بونس پیچھے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر ٹریگر دبادیا۔ اسلم یا یاض کا سیدہ گوبیوں سے
چھلنی ہو گیا۔ وہ بُری طرح پیچتا ہوا نیچے گر گیا۔ اور جنہ لمحے ترپنے کے بعد تھنڈا
ہو گیا۔ اُسی لمحے دور سے ایک بار پھر فائر نگ کی تیز آوازیں ابھریں۔ اور
پھر حاموشی چھا گئی۔

'ہاں تو مسٹر رچرڈ اور میں لو سیا کیا خیال ہے۔ فلم میں یہ سین کیسا ہے۔۔۔
گا"۔۔۔ عمران نے مسکلتے ہوئے کہا۔

ست۔۔۔ ست۔۔۔ تم کوئی بھوت ہو۔۔۔ لو سیا نے بُری طرح
ہکلاتے ہوئے کہا۔ چرڈ بونس پیچھے خاموش کھڑا تھا۔

عمران صاحب۔۔۔ اب ہر یہ سے یہ کوئی زندہ آدمی نہیں بچا۔
اُسی لمحے عقب سے صفرہ کی آواز سانی دی۔

"تو ہم تین مردہ لفڑا رہے ہیں"۔۔۔ عمران نے مٹکر کر کہا۔ اس نے
جان بوجھ کر عمر موردا تھا۔ تاکہ رچرڈ اس پر جملہ کرنے کا موقع مل سکے۔
اور عمران کی تو قع کے عین مطابق رچرڈ نے یک لخت اس پر جھیلانگ لگا
دمی۔ لیکن چونکہ عمران نے خود ہی اُسے یہ موقع دیا تھا۔ اس لئے وہ تیزی
سے ایک طرف بٹا۔۔۔ اور پر ڈپنچتا ہوا صفرہ کے پیروں میں جا گرا۔ اور صفرہ سے
کی لات گھومی اور پر ڈپنچتا ہوا صفرہ کے پیروں میں جا گرا۔ اور صفرہ سے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

شین گن کی نال اس کی کپٹی سے نکادی۔ اسے اسے کیا ہوا رچڑ کو۔ کیا مرگی کا دورہ یہ ٹگیا سے۔ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے دوسیا کی طرف بڑھ گیا جو ابھی تک اپنی جگہ مم کھڑی تھی۔

”مس دوسیا آپ اٹھیناں سے کرسی پر مٹھ جائیں۔ میر اسا تھی خالص کنوارہ ہے۔ اور اس کی عادت ہے کہ وہ کنواری لٹکیوں کو قتل نہیں کرتا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے دوسی سے کہا۔

”نم۔ نم۔ مگر میں نو شادی شدہ ہوں رچڑ کی ہوئی ہوں۔“ دوسی نے اس طرح گھر لئے ہوئے ہے میں کہا ہے سادھی شدہ ہونا اس وقت اس کی سب سے بڑی بد قسمی ہی گئی تھی۔ اور بھرپھی گھرنے کی صردوت نہیں۔ میں صرف کنواری لٹکیوں کو قتل کرتا ہوں۔ شادی شدہ کو نہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ رچڑ اُسی طرح اوندھے مہہ فرش پر پڑا ہوا تھا۔ کیونکہ صقدار کی شین گن کی نال اس کی کپٹی سے لگی ہوئی تھی۔

”صفدر شدم کم۔ ایک آدمی مہماںے قدموں میں گز کر معاافی مانگ رہا ہے۔ اور تم اکٹے کھڑے ہو۔ اسے اٹھا کر اس سے گے ملو۔“ عمران نے کہا۔

صفدر نے یک لخت ہاتھ میں پکڑی ہوئی شین گن ایک طرف پھینکی اور دوسرا سے لمحے اس نے سچلی کی سی تیزی سے جھاک کر رچڑ کو گردان سے پکڑا اور ایک جھٹک سے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ رچڑ نے اٹھتے ہی یک لخت اچھل کر صقدار کے پیٹ میں گھٹنا مارنا چاہا۔ لیکن دوسرا سے لمحے بڑی طرح چینخا ہوا

پشت کے بل فرش پر گما۔ اس کا گھٹنا اٹھنے سے پہلے ہی صقدار کی لات اس کی ناف پر پڑھ گئی تھی۔

”ارے ارے۔ میری فلم کا دائرہ یکڑ ہے۔ اختیاط سے کوئی ہنسی نہ ٹوٹ جائے۔“ — عمران نے کہا۔

اسے چھوڑ دو۔ پلیز چھوڑ دو۔ میں دخواست کرتی ہوں۔“ — دوسیا نے یک لخت جھاک کر عمران کے پیر کٹ پڑ لئے۔

”ارے ارے محترمہ۔ میرے بوٹ تو اتنے قدمتی نہیں ہیں۔“ عمران نے یک لخت پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

لیکن دوسرا المحاں کے لئے بھی انہتائی حیرت لیگزتا بت ہوا۔ جب یک لخت دوسیاے اچھل کر اس کی ناف پر زور دار ضرب لگائی۔ عمران پونکہ ہمرے سے اس کی توقعی نہ کر مار ہاتھا۔ اس لئے اس ایسا ک ضرب لگنے سے وہ لڑ کھڑا یا۔ اور یچھے رکھی کرسی سے نکلا کر نیچے گرا شین گن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔

ادھر ہی حال صقدار کا ہوا۔ اس سے غلطی یہ ہوئی تھی کہ وہ رچڑ کی طرف سے توجہ میا کر دوسیا اور عمران کو دیکھنے لگا تھا۔ اس طرح وہ بھی مار کھا گیا۔ اور رچڑ نے یک لخت اچھل کر اس کے ہاتھ سے شین گن بھپٹ لی تھی۔ اور دوسیا نے عمران کے ہاتھ سے نکلی ہوئی شین گن بھپٹ اور پھر تیزی سے یچھے ہٹتی گئی۔

”یہ ڈن دوسیا۔ تم نے داقعی کمال کر دیا۔“ — رچڑ سے فوراً ہی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

”اں کو گولیوں سے بھومن ڈالنا چاہیئے۔ یہ خشن راک لوگ ہیں۔“ — دوسیا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نے تیز تیز لمحے میں کہا۔ جیسے اتنا پچھہ کر لینے کے باوجود وہ عمران سے خوفزدہ ہو۔
لیکن اس سے پہلے کہ پچھڑ کوئی جواب دیتا اچاکی کے بعد دیگرے دو دھمکے
ہوئے اور لوسیا اور پچھڑ دونوں ہی میخنتے ہوئے نیچے کی طرف جھکے۔ شین گنیں
ان کے ہاتھوں سے نکل گئی تھیں۔ عمران نے گرتے ہوئے ایک ہاتھ جبیں
میں ڈالیا تھا۔ اور یہریہ اس کے نشانے کی سچائی تھی کہ کوت کی جیب کے
ندر سے فارکرے کے بعد نشانے بالکل درست لگتے تھے۔ دوسرے
لمحے عمران نے یہاں اور پاہر نکالا اور انہی کھڑا ہو گیا۔

لوسیا اور پچھڑ بھی سیدھے ہو گئے۔ لیکن وہ مسلسل اپنے ہاتھ جھک
رہے تھے۔ جن میں سے خون فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔ اور صفر نے
یک لمحت چھلانگ لگائی تھی۔ اور وہ دونوں ٹین گنیں سمیٹ لینے میں
کامیاب ہو گیا تھا۔

”ہوں۔ تو تم مجھ سے معافی مانگ رہی ہیں۔ لیکن مجبوری ہے کہ میں
صرف کنواری لڑکیوں کو گوائی مارتا ہوں۔ البتہ میرا ساکھی.....“

عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہوا تھا کہ ریٹ
ریٹ کی آوانزوں کے ساتھ ہی لوسیا بڑی طرح چھتی ہوئی لٹوکی طرح گھومی۔
اور پھر فرش پر ڈھیر ہو گئی۔ صدر عمران کا اشارہ سمجھ گیا تھا اس نے اس نے
اشکارے پر عمل کرنے میں دیونہ کی تھی۔

پچھڑ کے پہرے یہاں قدر شدید خوف کے آثار ابھرائے
تھے کہ وہ اپنا خون نکلتا ہوا ہاتھ جھٹکنے بھی بھول گیا تھا۔ اس کا جسم بڑی طرح
کاپنے لگا تھا۔

”میں شادی شدہ مردوں کو البتہ قتل کر دیا کرتا ہوں۔“ عمران نے

بڑے سنجیدہ ہیجے میں کہا اور یہاں پر پچھڑ کے سمتے کی طرف تاں لیا۔
”مم۔ مم۔ مجھے کچھ نہ کہو۔ تمہیں تمہارے خدا کا داسٹے۔“
پچھڑ نے یک لمحت بڑی طرح کاپنے ہوئے کہا۔

”اگر تم میرے چند سوالوں کا جواب دے د تو یقین کو دیں تمہیں کچھ
نہیں کہوں گا۔“ عمران نے اُسی طرح سنجیدہ ہیجے میں کہا۔
”میں بتا دوں گا سب کچھ بتا دوں گا۔“ پچھڑ کی قوت مراحت اب
مکمل طور پر ختم ہو گئی تھی۔

اور عمران نے اس سے گریٹ لینڈ کی آنگنانز یشن اور یو ڈی کے متعلق
سوالات کرنے شروع کر دیئے۔ پچھڑ نے واقعی اُس سے آنگنانز یشن
کے صدر دفتر کا بیتہ بتا دیا۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ یہ کام دراصل فی۔ فی
کار پوریٹ والوں کا ہے۔ جس کا جیفت باس آر ٹائم ہے۔

”پاکیشیاٹیم کے متعلق ان کا آئندہ کیا پروگرام ہے۔“ عمران
نے پوچھا۔

”بچھے نہیں معلوم۔“ بہر حال اتنا معلوم ہے کہ انہوں نے اس
کے لئے مشہور مجرم بلیکی کی خدمات حاصل کی ہیں۔ پچھڑ نے گھلیٹتے
ہوئے جواب دیا۔ اور پھر عمران کے لگھے سوال پر اس نے بلیکی کا حلیہ
وغیرہ بتا دیا۔

”بس کافی ہے۔ میں تو وعدے کا بڑا سچا ہوں۔ اس لئے میں تو کچھ
نہیں کہوں گا۔ البتہ میرا ساکھی صدر شادی شدہ عورتوں کا ہی نہیں مردیں
کا بھی شکاری ہے۔ اسے شادی کے نام سے ہی نفرت ہے۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تمہرہ ایک بار پھر ریٹ ریٹ کی آوانزوں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اور پرڈ کی جنگوں سے گونج اٹھا۔ اس بار بھی صفر نے اشارہ ملتے ہی ٹرینگ
دیا دیا تھا۔

چلو فلم کا یہ سین تو مکمل ہو گیا۔ اب تم ان پیٹیوں کی تلاشی لو۔ کہ ان میں
کیا ہے۔ میں ٹرانسیمیٹر ڈھونڈھوں۔ تاکہ اس چکر کا خاتمہ بالآخر مکمل طور پر ہو
سکے۔ عمران نے صفر سے مناطب ہو کر کہا۔ اور خود وہ اس طرف
بڑھ گیا جو ہر سے مٹکاف چار مسلح افراد اور اسلام ریاض خودار ہو گئے تھے۔ عمران
کو یقین تھا کہ ادھر لقینی کوئی ٹرانسیمیٹر موجود ہو گا جس کی مدد سے یہاں کے
لوگوں نے کو سڑ گارڈ کے ریڈ کی اطلاع مٹکان کو دی ہو گی۔ اور پھر مٹکان
اس اعلیٰ آفیسر کو ساتھ لے کر یہاں پہنچا ہو گا۔

اسرار احمد صاحب۔ آپ نے مجھے پاکیشی میں بتایا تھا کہ پاکیشیا
ٹینم کے خلاف کوئی بڑی سازش ہو رہی ہے۔ لیکن میں نہیں کر ٹال گیا تھا ایک
اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ کچھ نہ کچھ ضرر ہو رہا ہے۔ فرحان نے
سچمنے پڑھے ہوئے اسرار احمد سے مناطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں اس
وقت ہوٹل کی مخصوص دی۔ آئی۔ پی لا بنی کے ایک کونے میں پڑھے
ہوئے تھے۔ اس دی۔ آئی۔ پی لا بنی میں صرف مخصوص افرادی داخل
ہو سکتے تھے۔ اور آج کل تو ہوٹل والوں نے اسے صرف پاکیشیا ٹینم کے
کھلاڑیوں کے لئے ریزرو کر رکھا تھا۔ ڈیال پیس روپر پڑا پر پر تیس
ٹوٹو گرا فرت کا بھی داخلہ سختی سے منوع تھا۔ تاکہ کھلاڑی آزادانہ طور پر
گھنٹو کر سکیں۔ باقی کھلاڑی تو نیٹ پرکش کے بعد اپنے اپنے گھر دن
میں آرام کرنے پڑے گئے تھے۔ جب کہ فرحان اسرار احمد کو لے کر
اس لا بنی میں آگیا تھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”کیا مطلب — تمہیں یہاں پہنچ کر یہ لقین کیسے کیا۔“ — اسرار احمد
نے بڑی طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔
”آپ نے اعظم کی حالت دیکھی تھی“ — فرمان نے انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا۔

”ماں — کیا ہو۔ کیا اس نے کچھ بتایا ہے“ — اسرار احمد
نے بڑی طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔
”ماں — اس نے تمام تفصیل تبادلی ہے“ — فرمان نے کہا۔ اور
پھر اس نے پوری تفصیل سے اعظم کے ساتھ گزد نے والے سامے
واقعات بتادیتے۔

اسرار احمد پنہ لمحے خانوش بیٹھے رہے۔ جیسے کچھ سوچ رہے
ہوں۔ پھر وہ بولے۔
”ہو سکتا ہے اعظم کو وہم ہوا ہو۔ جب چھت لہی نہیں کوئی کھڑا چونٹی
سانپ۔ دہان کچھ بھی موجود نہیں ہے۔ تو پھر آخر ہم کیسے لقین کوئی کہ یہ
سب کچھ کسی سازش کے تحت ہوا ہے۔ اور دوسرا بات کہ آگر ایسا
ہوا بھی ہے تو اس کا مقصد“ — اسرار احمد نے کہا۔

”مقصد تو یہی ہو سکتا ہے کہ اعظم اعصابی طور پر مفلوج ہو جائے۔
اور اچھا کھیل نہیں کر سکے۔ اس کے سوا تو کوئی اور بات سمجھیں نہیں
آتی۔“ — یکن آپ کی ہی بات بھی درست ہے۔ کہ ان سب باتوں کا
ثبوت کیا ہو سکتا ہے۔ — فرمان نے ہفتونیں اچکاتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے اعظم ہیلی بار غیر ملک میں کھیلنے آیا ہے۔ اس کے
اعصاب پر لازم ادا موجود ہو گا۔ اور یہ سب کچھ اس اعصابی دباؤ کا نتیجہ

ہے۔ ایک دو روز میں وہ خود بخود نارمل ہو جائے گا۔ ویسے ہم احتیاط ہوٹل
کے سیکورٹی آفیسر کو ساتھے کے سامے کھلاڑیوں کے گھرے چیک کر
لیتے ہیں۔ ہم اس کے لئے احتیاطی تدبیر کا بہانہ بن سکتے ہیں۔“
اسرار احمد نے کہا۔

”ٹھیک ہے جیسے آپ مناسب سمجھیں کریں۔ آپ نے چونکہ سازش
کا ذکر کیا تھا اس لئے میرے ذہن میں یہ خیال آیا تھا۔“ — فرمان نے
کہسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔
”نہیں۔ یہاں ایسی کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ جو کچھ ہو سکتا تھا پاکیش
میں ہو سکتا تھا۔ بہر حال تم اپنے گھرے میں جا کر آرام کر دیں۔ میں سیکورٹی
آفیسر سے بات کرتا ہوں۔“ — اسرار احمد نے کہا۔ اور فرمان
سر ملتا ہوا الابی کے بیرد قی گیٹ کی طرف چل پڑا۔ جب کہ اسرار احمد
اپنی کہسی پر بیٹھے رہے۔ جب فرمان الابی سے باہر چلا گیا تو وہ اٹھتے اور
ایک سائنس ڈپرٹمنٹ نے ہمئے شلی فون کا رسیور اٹھایا اور پھر اس پر نمبر
ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔ پس سے بچنے کے لئے یہاں شلی فون
کا بھی خصوصی نظام کیا گیا تھا۔ یہاں سے پوری دنیا میں کال برآہ راست
کی جا سکتی تھی۔ ہوٹل کی ایکس چینج سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔ اور پھر اس
بات کے بھی خصوصی اشتھانات کرنے تھے کہ اس شلی فون کی کال کہیں
سے بھی نہ سنی جاسکے اور نہ ٹیپ کی جاسکے۔ لیسے اشتھانات ہمیشہ^{تھے}
غیر ملکی ٹیموں کے لئے کئے جاتے تھے۔ اس لئے یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔
اور اسرار احمد یہ سب کچھ اچھی طرح جانتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اطمینان
سے رسیور اٹھایا۔ ساتھ پڑھی کہسی گھیٹ کو اس پر بیٹھ گئے اور پھر

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نمبر پریس کرنے شروع کر دیتے۔
ہمیلو — پی۔ اے۔ ٹو سیکرٹری خارجہ" — چند لمحوں بعد سر سلطان
کے پی۔ اے۔ کی آواز سنائی دی۔ اسرار احمد نے پاکیشیا سر سلطان
کے دفتر میں براہ راست کال ملائی تھی۔

"میں گریٹ لینڈ سے اسرار احمد بول رہا ہوں۔ پاکیشیا کرٹ ٹیم
کا منیچر سر سلطان سے بات کراؤ" — اسرار احمد نے دھماکت
کرتے ہوئے کہا۔ یونکہ وہ جانتا تھا کہ سیکرٹری خارجہ بہت بڑی پوسٹ
ہے۔ اس لئے وہ عام آدمیوں کے فون اٹھنا نہیں کرتے۔
"یہ سر ہولڈ آن کیجئے" — دوسرے لمحے پی۔ اے کی
آواز سنائی دی۔ اور اسرار احمد خاموش ہو گیا۔

"انگلی میں اسرار احمد بول رہا ہوں گریٹ لینڈ سے" — اسرار احمد
سر سلطان کی بادقا ر آواز سیور میں گوئی۔
"نیز تیز ہجھے میں کہا۔
"اوہ اسرار کیا بات ہے۔ نیزست ہے" — سر سلطان نے

"انگلی۔ آپ پیز فون ڈائریکٹ کر لیں۔ ایک انتہائی اہم بات کرنی ہے۔
ایمان ہو کر آپ کے پی۔ اے۔ کے کانوں میں بات پڑ جائیے اور پریس کو
علوم ہو جائے" — اسرار احمد نے انتہائی سنجیدہ ہجھے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایک لمحہ ہولڈ کرو" — سر سلطان نے کہا۔ اور
اسرار احمد خاموش ہو گیا۔ چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کیا بات ہے۔ میں نے کال ڈائریکٹ کر لی ہے"
سر سلطان نے کہا۔ ان کے ہجھے میں تشویش کی جھنکیاں موجود تھیں۔ اور
جواب میں اسرار احمد نے اعظم کے ساتھ ہونے والی ساری بات تفصیل
سے بتا دی۔ اور ساتھ ہی اپنا خیال بھی کہ کسی سازش کے تحت ٹیم کے
کھلاڑیوں کو اعصابی طور پر مفلوج کیا جا رہا ہے۔

"یکن اس ساری بات کا ثبوت تو نہیں ہے۔ پھر....."

سر سلطان نے پریشان ہو کر کہا۔
"ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے تو میں نے آپ کا فون کیا ہے۔

اسرار احمد نے جواب دیا۔

"اچھا تم کچھ دیکھ ہولڈ آن کرو۔ میں عمران کو تلاش کر رہا ہوں۔ وہی اس
مسئلے کا کوئی حل نکال سکے گا" — سر سلطان نے کہا۔ اور اس کے
ساتھی رابطہ لیک طرح سے بند ہو گیا۔

تقریباً دو تین منٹ بعد سر سلطان کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یہ انگلی" — اسرار احمد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"عمران ملا نہیں۔ تم ایسا کرو کہ مجھے اپنا شکلی فون نمبر بتا دو۔ جیسے وہ ملا
میں اُسے بتا دوں گا اور پھر وہ تمہیں خود ہی فون کر لے گا۔ اس پر کمبل
بھروسہ کرنا" — وہ ہر لحاظ سے پاکیشیا کی ناک ہے۔ اس نے بڑی
بڑی سازشوں کے بغیر ادھر طردیتے ہیں۔ اس کی ظاہری حماقت پر
نہ جانا" — سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے انگلی۔ مجھے آپ پر کمبل بھروسہ ہے۔ ہم یہاں
ہوٹل ریکارڈ میں کٹھرے ہوتے ہیں۔ یہاں فون کرو کے میرا نام لے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

لیں۔ مجھ سے بات ہو جلتے گی"۔ اسرار احمد نے کہا۔
 "اوہ کے بیٹا۔ تم بے فکر ہو جاؤ۔ سب کچھ ٹھیک ہو جلتے گا"۔
 سرسلطان نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔
 "بہتر انگل۔ خدا حافظ"۔ اسرار احمد نے کہا۔ اوہ
 پھر دوسری طرف سے خدا حافظ کے الفاظ سن کر اس نے رُسیور
 رکھ دیا۔

عمران خیلے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا
 بلیک زیر دبول پڑا۔

"عمران صاحب۔ ابھی تکھوڑی دیہ پہلے سرسلطان کا فون آیا تھا
 وہ آپ کو پوچھ رہے تھے"۔ بلیک زیر دنے کہا۔

"پوچھ رہے تھے۔ کیا پوچھ رہے تھے۔ اگر خیریت پوچھ رہے تھے
 تو تم نے بتا دینی کھی کہ خیریت موئش ہوتی ہے۔ اور موئش کا مجھ جیسے
 ان لوگوں سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ اور اگر وہ بال بچوں کو پوچھ
 رہے تھے تو تمہیں پتا ہی ہے کہ نہ ہی بال ہے نہ پکے۔ اسے ہاں۔

بلیک زیر دبول نے سنا ہے کہ تم نے اردو میں ماسٹرڈگوئی حاصل کی
 ہوئی ہے۔ یہ تو بتاؤ کہ یہ بال سے کیا مطلب ہوتا ہے۔ اور پھر ساتھ
 ہی بچوں کا لفظ بھی ایسی ہوتا ہے۔ ویسے ایک تو بال بیز نگ ہوتا ہے۔ جو
 مشینوں میں فٹ ہوتا ہے۔ ویسے بیز نگ تو خط بھی ہوتے ہیں۔ وہ تو

مشینوں میں فٹ نہیں ہوتے۔ عمر کے بال بھی ہوتے ہیں اور انگریزی میں
بال گیند کو بھی کہتے ہیں۔ یعنی گیند بچوں میرے خیال میں گول مٹول بچوں کو
بال پکے کہا جاتا ہوا۔ کیوں۔ عمران نے کہ سی پڑھیر جو نکے
انداز میں کہا۔ اس کا پورا جسم تو ایسے ڈھیلابڑ رہا تھا جیسے وہ انہماں تھا
ہوا ہو۔ لیکن زبان اس طرح چل رہی تھی کہ دنیا کی تیزترین کاربھی اس کا
 مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔

"سارے معنی تو آپ نے خود ہی بتا دیتے ہیں نے تو خواہ مخواہ ماسٹر
ڈگری حاصل کی ہے"۔ بیک زید نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو دا پس کر دو۔ دیسے بھی ڈگری کس کام آتی ہے۔ تو گرمی تو ملتی
نہیں۔ ڈگری کی سجائے اگر ایک بھینس سی دے دی جائے تو کم از کم آذی
ددھیز پک کر ہی گزارہ کر لے"۔ عمران نے بُما سامنہ بنتے ہوئے
جوab دیا۔ اور بیک زید کے قہقہے چھٹ پھاڑنے لگے۔

"بزرگ کہتے ہیں جو زیادہ ہنستا ہے اس کا دل مردہ ہوتا ہے۔ دیے
ایک بات تو بتاؤ کہ مردہ ہنستا کس طرح ہے"۔ عمران نے ایک
اور ٹاپک چھڑ دیا۔

"عمران صاحب پیز۔ وہ سر سلطان سے بات کر لیں۔ انہوں نے
سخت تاکید کی تھی"۔ بیک زید نے ہنستے ہوئے اصل موضوع پر
آتے ہوئے کہا۔

"کتنی سخت۔ دیے آج کل سینٹ کے سخت ہونے کی بڑی پلسی کی
جاری ہے۔ یعنی یہ سینٹ اتنی سخت ہے کہ کسی کی بات ٹانٹی ہی نہیں۔
اگر بھی ہونی بوری میں بھی ہوتی ہے"۔ عمران کی زبان ایک بار پھر

چل پڑھی اور اس بار بیک زید نے دو ہیں مانکوں سے اپنا سر کھڑک لیا۔
کیونکہ اس کے سواب اس کے پاس اور کوئی چارہ کار بھی نہ رہا تھا۔
اچھا۔ یعنی تمہارا سردار ایں بائیں ہے مگر گیا ہو گا اس لئے پکڑے
بیٹھے ہو۔ چلو ٹھیک ہے۔ نہیں کہنے کی عادت ایچھی نہیں۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ظاہر ہے دایں بائیں سر ہلنے کا مطلب انکار ہی ہوتا ہے، بیک زید
نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموش بیٹھا رہا۔ عمران نے اس کی یہ حالت دیکھی
توبے اختیار ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اب بیک زید پوری طرح نچ
ہو چکا ہے۔ دیے بھی اتنی بکواس کرنے کے بعد وہ ذہنی طور پر پوری طرح
فرش ہو چکا تھا۔ عمران کی اب خواہ مخواہ کی بکواس کرنے کی عادت سی پڑ
گئی تھی۔ ادھس طرح لوگ کھیل کر با غبانی کر کے یا مطالعہ کر کے ذہنی
طور پر فرش ہوتے ہیں۔ اس طرح عمران اوت پیلانگ باتیں کر کے فرش
ہوتا تھا۔ وہ خاصا تھکا ہوا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے اس نے آتے ہی بکواس
شروع کر دی تھی اور اب وہ فرش ہو چکا تھا۔ اس نے ٹیکی فون اپنی طرف
کھسکایا اور سیوراٹھا کو سر سلطان کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔
"سلطان سپیلنگ"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسرا طرف سے
آواز سنائی دی۔

"عمران ناں سپیلنگ بلکہ ناں جھپولے سپیلنگ"۔ عمران نے
جواب دیا۔

"عمران بیٹے گریٹ لینڈ سے اسراہ احمد کا تھوڑی دیر پہلے فون آیا
تھا۔ وہ بے حد پریشان تھا"۔ سر سلطان نے جلد جلد کہنا شروع

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کر دیا۔ کیونکہ عمران کی عادت ایچھی طرح جلتے تھے کہ وہ اس طرح بکواس
کرتا رہے گا۔

”اچھا۔ خیریت سے ہے وہ۔ اس کے بال اور پکے سب کی خیریت
نیک مطلوب ہے۔ اما بعد۔ یکنہ سلطان صاحب۔ یہاں بعد کیوں کہا جاتا
ہے۔ اب بعد کیوں نہیں کہتے“ — عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔
”وہ بتارہ تھا کہ دنال شیم ہوٹل ایکاڈو میں ٹھہری ہے۔ اور شیم کے
ایک کھلاڑی اعظم کو رات کو عجیب و غریب واقعات میش آتے ہیں۔
جن سے اعظم اعصابی طور پر بے حد پریشان ہے۔ اور اگر اسی طرح
کے واقعات باقی کھلاڑیوں کو بھی میش آتے تو پھر شیم کسی طرح بھی اچھا کھیل
نہیں کر سکے گی۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ عمران تھیں خود فون کر لے
گا اور وہی اس مشکل کا حل نکلے گا۔ تم گریٹ لینڈ کے ہوٹل ایکاڈو میں
فون کر کے اس سے بات کرو یہ ضروری ہے۔“ — سلطان نے

ایک ہی سانس میں کہا اور اس کے ساتھ ہی بالظہ ختم ہو گیا۔
سلطان نے عمران کو بات کرنے کا موقع ہی نہ دیا تھا اور عمران

سلطان کی اس بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”اس بڑھاپے میں اس قدر تیز فتحاری سنجائے جوانی میں کیا حال ہو گا“
عمران نے ہنسنے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے میز پر پڑھی ہوئی درلڈ
فون ڈائرنر کیٹری اپنی طرف کھسکائی اور گریٹ لینڈ کے ہوٹل ایکاڈو کے
نمبر دیک کرنے میں صرف فن ہو گیا۔ پلیک نیروں اور خاموش بیٹھا ہوا
تھا۔

عمران نے فارلن کاں کے مخصوص نمبر ملانے کے بعد ہوٹل ایکاڈو

کے نمبر ڈائل کرنے۔

”یہ — ہوٹل ایکاڈو“ — چند لمحوں بعد ایک نسوانی آداز

رسیور پر ابھری۔ پاکیشی یا یم کے نیجہ اسرار احمد سے بات کرایں۔ انہیں بتائیں کہ
پاکیشی سے علی عمران اس سے بات کرنا چاہتا ہے۔“ — عمران نے
خلاف توقع بھی سنجید گی سے کہا۔

اور بلیک نیروں کی اس خلاف توقع سنجید گی کو دیکھ کر چونکہ پڑا۔
”یہ سر — ہولہ آن کریں“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور
عمران خاموش ہو گیا۔

”آپ کی خلاف توقع سنجید گی بھی چونکا دیتی ہے۔“ — بلیک نیروں
نے مسکرا تے ہوئے کہا۔

”ہمیو — اسرار احمد بول رہا ہوں“ — اس سے پہلے کہ عمران
بلیک نیروں کو کوئی جواب دیتا رسیور سے اسرار احمد کی آداز ابھری اور
عمران اس طرف متوجہ ہو گیا۔

”اسرار صاحب — میں علی عمران بول رہا ہوں مجھے سلطان
نے ابھی تفصیل بتائی ہے۔ آپ نے اس گریٹ کا کمرہ چیک کرایا ہے۔“
عمران نے جان بوجھ کر اعظم کا نام لینے کی بجائے اس سے انگریزی میں
گریٹ کہہ دیا۔

”جی ہاں — خوب ابھی طرح — یکن دنال کچھ بھی نہیں“ — اسرار احمد
نے جواب دیا
”بہر حال کچھ نہ کچھ تو فزور ہو گا۔ میرا مطلب ہے کہرے میں بیٹھ۔“

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

الماری، بیز کم سی۔ قالین۔ عمران کی زبان ایک بار پھر ٹھہری سے اتر گئی۔ وہ شاید اتنی دیر سمجھیہ نہ رہ سکتا تھا۔
لکھ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ یہ بیزیں تو موجود ہیں۔ اسرار احمد نے بھی طرح بوکھلاتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ عمران کی طبیعت کو نہ جانتا تھا۔ اور پھر عمران نے بات بھی سمجھدی گی سے کی تھی۔

”میرا مطلب ہے انہیں ابھی طرح چیک کیا گیا ہے میں“
عمران نے اس کی بوکھلاہٹ دیکھ کر بات بنلتے ہوئے جواب دیا۔
”بالکل چیک کیا گیا ہے“ اسرار احمد نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ادر کے آپ اب مطمئن رہیں۔ ہم لوگ آپ کے پاس آ رہے ہیں۔ ہم نے مجرموں کا سراغ نکال لیا ہے۔ وہیں ملاقات ہو گی۔ کوڑ عمران ہو گا“ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی دسیور مکھ دیا۔

”تواب آپ گریٹ لینڈ جائیں گے“ بیک زیر دنے پونک کر پوچھا۔

”بالکل۔ اصل سازش تو دہیں ہو گی۔ میں نے رپڑ سے تفصیلات معلوم کر لی ہیں۔ مجرم تو سلمنے ہو گئے ہیں اب صرف انہیں جا کر اس قابل بنانے ہے کہ وہ بے حرم بن جائیں“ عمران نے سر ملاٹتے ہوئے کہا۔

”تو کیا آپ پوری شیم لے جائیں گے“ بیک زیر دنے پوچھا۔
”نہیں۔ پوری کے ساتھ تو خلوہ بھی ضروری ہوتا ہے۔ خالی پوری

تو کھانی نہیں جاتی اور خلوہ دانشمنزل نہیں چھوڑ سکتا۔ ورنہ دانشمنزل کی دانش کو گاڑ زبان کھلانا پڑ جائے گا۔ اور آج کل تو یہ خمیرے بھی اس قدر مہنگے ہو گئے ہیں کہ آدمی ساری عمر کھاتا رہے تب بھی خمیرے کا خمیر بھی نہیں خرید سکتا۔ وہ کیا موسیقیت ہے۔ خمیرہ۔ خمیر۔ خرید اسے کہتے ہیں حق توازن۔ عمران کی زبان ایک بار پھر حل پڑی۔

”اس میں خوبی شامل کر لیں تو توازن بالکل ہی درست ہو جائے گا“

بیک زیر دنے مکمل ترے ہوئے جواب دیا۔

”لیکھ کر ہے۔ تمہاری شمولیت پر مجھے بھلا کیا اعتراف ہو سکتا ہے“
عمران نے کہا۔ اور بیک زیر دبے اختیار تھا۔ مار کر بھی پڑا۔

”چلو اس طرح آپ نے مجھے بھی اس تیم میں شامل ہونے کی اجازت تو دے دی۔ چلے ہے کسی حیثیت سے ہی سہی“ بیک زیر دنے منتے ہوئے کہا اور اس بار عمران بھی پڑا۔

”خاصے تیز جا رہے ہو۔ لیکھ کر ہے۔ اب تمہاری شمولیت لازمی ہو گئی۔ دیسے بھی دہاں کام اتنا زیادہ نہیں ہے۔ میرا خیال ہے تم دہاں کے مقامی ایجنسٹ بن جانا۔ اس طرح یہاں سے جانے والے بھی مطمئن رہیں گے“ عمران نے سر ملاٹتے ہوئے کہا۔

”مجھے بھلا کیا اعتراف ہو سکتا ہے“ بیک زیر دنے خوش ہو کر کہا۔

”ادر کے پھر جو لیا۔ صندرو اور کیپشن شکیل کو ساتھ لے لیتے ہیں۔ بس اتنے ہی کافی ہیں۔ تم انہیں فون کر کے کہہ دو کہ وہ کل ایک پورٹ پہنچ جائیں۔ میں ان سے دہیں مل لوں گا۔ تم کسی میک اپ میں ساتھ رہتا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

طرح گھرا تے ہوئے ہجے میں کہا۔
”تم یہاں نتے آئے ہو۔“ عمران نے ایک خیال کے سخت پوچھا۔

”یہ سر مجھے چند دن ہی ہوئے ہیں۔“ بیکی نے فوراً ہی جواب دیا۔

”اوہ کے سنو۔“ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تمہارے ہوٹل میں پیس والوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جا رہا ہے۔“ عمران نے سخت ہجے میں کہا۔

”ایسی تو کوئی بات نہیں جناب۔ یہاں تو کسی نے شکایت نہیں کی۔“ بیکی نے جواب دیا۔

”تو تمہارا مطلب ہے میں جھوٹ بول رہا ہوں۔“ عمران نے غارتے ہوئے کہا۔

”اوہ نہیں سر۔ یہ بات نہیں سر۔ میرا مطلب تھا کہ...“

”تمہارا جو بھی مطلب تھا اُسے اپنے تک رہنے دو۔ چند غیر ملکی پیس پورٹر آنے والے ہیں۔ وہ کل یہاں پہنچیں گے۔ وہ مخصوص لوگ ہیں۔ ان کے لئے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ ہوٹل ایکاڈو میں ٹھہریں تاکہ وہ پیچ اوڑیم کے متعلق صحیح کام کر سکیں۔“ تم نے انہیں پاکیتی شیاٹیم کے ساتھ ہی خصوصی کمرے دینے میں۔ اٹ آرڈر۔“ عمران نے تیز ہجے میں کہا۔

”بب۔ بب۔ بب۔“ بہتر سر۔ ایک دنگ خالی ہے سر۔ اُسے ہم نے حفاظتی اقدامات کے سخت خالی کہا ہوا ہے۔ اگر آپ حکم کریں

بعد میں وہاں جا کر بیک اپ بدل لینا۔ وہاں ہوٹل ایکاڈو میں ہی پہلے سے ہم سب کے کمرے بیک کر لینا۔ اس طرح آسانی رہے گی۔“ عمران نے پر دگر امام بناتے ہوئے کہا۔

”ہوٹل ایکاڈو۔“ یکن وہاں تو آج کل ٹیم ٹھہری ہوئی ہے۔ وہاں تو مشکل ہی کمرے میں گے۔“ بیک نیزہ دنے پوچنک کر کہا۔ ”یاد۔“ داقعی اب تم اپنا نام بدل لو۔ وہی نام بھیک رہے ہے گا جسے تم خیرے میں شامل کرنا چاہتے تھے۔“ عمران نے بُرا اسم نہ بناتے ہوئے کہا۔ اور یہی فون ایک بار پھر اپنی طرف کھسکا لیا۔ اور سیورہ اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

”یہ۔ ہوٹل ایکاڈو۔“ ایک بار پھر وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

”میخجھ سے بات کرو۔ میں لارڈ ولنگٹن بول رہا ہوں۔“ عمران نے غالباً گریٹ لینڈ کے ہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز میں لاڈوں والا ہی وقار شامل تھا۔

”اوہ۔ یہ سر۔ یہ سر۔ ہو لڈ آن کمیں سر۔“ دوسرا طرف سے گھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”میخجھ بیکی بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد ایک گھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور عمران بیکی کا نام سن کر پوچنک پڑا۔

”مشہ بیکی۔ میں لارڈ ولنگٹن بول رہا ہوں۔ چیف آف سکاٹ لینڈ یارڈ۔“ عمران نے اسی طرح با وقار ہجے میں کہا۔

”یہ سر۔ یہ سر۔ حکم سر۔“ بیکی نے بُری

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"کیا شبہ" — بیک زید نے چونکہ کہ پوچھا۔

"رچڑنے بمحض تباہ ہے کہ آگنازش نے پاکیشیاٹیم کو اعصابی طور پر نقصم کرنے کے لئے کسی پیشہ و مجرم سے رابطہ قائم کیا ہے۔ اس مجرم کا نام بیکی ہے۔ اور اب اس مفہوم کا نام بھی بیکی ہے۔ اور جس طرح یہ چیز کا نام سن کر گھبرا گیا تھا۔ اس نے اسے ہوتل کا مفہوم کا ردیہ ایسا نہیں ہوتا۔ بہر حال یہ تو دیں جا کر ہی معلوم ہو گا کہ حقیقت کیا ہے۔ تم نمبر نو کو کال کر کے انہیں تیار کراؤ۔" میں نے اس دوران کچھ تیاریاں کرنی ہیں وہ کر لوں" — عمران نے کسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ایسا نہ کر لیں کہ میں آپ سے پہلے ہی گریٹ لینڈ پر چاؤں اور پھر ایم پورٹ پر آپ سے ملاقات ہو۔ اس طرح نمبر نہیں مطمئن ہیں گے" — بیک زید نے کہا۔

"چلو ایسا کرو۔ تم وہاں اپنا نام جیکال رکھ لینا۔ اب ڈنکی کچھ اچھا نام تو نہیں رہتے گا" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ظاہر ہے اب بیک زید اسی انگریزی تو جانتا ہی تھا کہ جیکال گیڈر کو کہتے ہیں۔ لیکن بہر حال ایسے نام گریٹ لینڈ کے باسیوں کے ہوتے ہی ہیں — عمران اس دوران دروازے سے باہر چلا گیا تھا۔ اس نے بیک زید کے لئے اب یہی نام رکھنا لازمی ہو گیا تھا۔ بہر حال یہی غنیمت کے ساتھ۔ بلیکی میں اب اتنی تہمت نہیں ہو گی کہ وہ سکاٹ لینڈ یارڈ کے چیف لارڈ ولنگٹن سے تصدیق کرتا ہے۔ اور مجھے ایک شبہ بھی ہو رہا ہے بہر حال اس کی تصدیق دیں جا کر ہی ہو گی" — عمران نے سر ملاٹتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

تو انہیں وہیں ٹھہرایا جائے" — بلیکی نے جلدی سے جواب دیا۔ "یہ بیک رہتے گا۔ اور سنو۔ انہوں نے خصوصی روپ روٹنگ کرنی ہے۔ اس لئے ان کے یہاں ٹھہرے کے متعلق کوئی تفصیل کسی کو پتہ نہیں چلا چلے ہیں۔ دیسے وہ عام سے روپ روٹ ہوں گے۔ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے۔ اس کا پتہ سکاٹ لینڈ یارڈ کے کسی سخلے افسر کو بھی نہیں لگایا جائیے۔ اگر یہ لیک آڈٹ ہوا تو اس کا مطلب یہی ہو گا کہ یہ تم سے لیک آڈٹ ہوا ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ اس کی کیا مزرا ہے" — عمران نے کہا۔

"میں نیال رکھوں گا سر۔ بالکل پتہ نہ لگنے دوں گا سر" — بلیکی نے گھبرا تے ہوئے ہجے میں جواب دیا۔

"او۔ کے۔" ان میں سے ایک تم سے براہ راست ملے گا کوڈ پرس ہو گا۔ اپنے ساکھیوں کی تعداد وہ خود بتائیں گے۔ اور سنو۔ انہیں دہان کام کرنے کی ہر قسم کی آزادی ہونی چاہئیے۔ کوئی رکا دٹ نہ ہو" — عمران نے کہا۔

"میں سر۔ ایسا ہی ہو گا سر" — بلیکی نے جواب دیا۔ اور اس کے کچھ کو رسیور رکھ دیا۔ جگئے اور وہ بھی پاکیشیاٹیم کی بھی بیک زید۔ اب تو کمرے بھی مل گئے اور وہ بھی پاکیشیاٹیم کے ساتھ۔ بلیکی میں اب اتنی تہمت نہیں ہو گی کہ وہ سکاٹ لینڈ یارڈ کے چیف لارڈ ولنگٹن سے تصدیق کرتا ہے۔ اور مجھے ایک شبہ بھی ہو رہا ہے بہر حال اس کی تصدیق دیں جا کر ہی ہو گی" — عمران نے سر ملاٹتے ہوئے کہا۔

راپٹھے ختم ہوتے ہی بیکی نے جلدی سے کریڈل دبایا اور راپٹ کے نمبر فائل کرنے شروع کر دیتے۔ اس کے پہلے پر خاصی پیشانی کے آثار تھے۔

”یہ— راپٹ سپینگ“— راپٹھے قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے راپٹ کی آداز سنائی دی۔

”راپٹ— میں بیکی پول رہا ہوں۔ ابھی سکاٹ لینڈ یارڈ کے چین لارڈ و لنگٹن کافون کیوں“— راپٹ نے یوں نکتے ہوتے پوچھا۔

اد جواب میں بیکی نے لارڈ و لنگٹن سے ہونے والی تمام گفتگو راپٹ کو حرف بحروف سنادی۔

”اده— اس کا مطلب ہے کہ سکاٹ لینڈ یارڈ کو کوئی شک پڑ گیا ہے اور وہ اپنے خاص آدمی پورڈل کی صورت میں یہاں پہنچانا چاہتا

ہے۔— راپٹ لے تیز ہجے میں جواب دیا

”اده— تو یہاں کیا کیا جائے۔ کیا ہم پہنچے ہٹ جائیں“

بیکی نے اور زیادہ بھر اکر کہا

”پہنچے ہٹ جائیں— کیا مطلب— آگنازیشن پہنچے کیسے ہٹ

سکتی ہے۔ یہ تو ناممکن ہے۔ ایسا تو سوچنا ہی جماعت ہے۔ آپ نے

اس مشن کے بعد آگنازیشن کا چین بنانا ہے۔ یہاں آپ کی یہی عالت

ہی تو پھر یہ تو مشکل بات ہے۔— راپٹ کے ہجے میں شدید تھی۔

”اده— یہ بات نہیں راپٹ۔ بات یہ ہے کہ اگر سکاٹ لینڈ یارڈ

تھہ تک پہنچ گئی تو پھر صورت حال خراب ہو جائے گی۔— بیکی نے

اپنے آپ کو سنبھلتے ہوئے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ اگر ہاتھ پیر بجا کر کام کیا جائے تو کوئی بھی کچھ نہیں

کر سکتا۔ بھر ہم نے کسی کھلاڑی کو رخی یا قتل تو نہیں کرنا“— راپٹ نے

کہا۔

”اده ہاں۔ ٹھیک ہے۔ ان کے پاس ثبوت کیا ہو سکتا ہے“

بیکی نے اطمینان بھرے ہجے میں کہا۔

”اوہ ہو بھی سہی تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بہر حال اس ساری بات پر تعصیلی

گفتگو کی ضرورت ہے۔ آپ ایسا کریں کہ ہمیڈ کو اڑھ آ جائیں۔ دہاں برا دن سے

مل کر اس کا کوئی نیالا سمجھ عمل طے کر لئتے ہیں۔ جنہوں نے آنے ہے انہوں

نے کل ہی آنے ہے۔ آج کا دن اور بات تو ہمارے پاس ہے ہی“

راپٹ نے کہا۔

”اد کے۔ ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں“— بیکی نے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اطمینان بھرے انداز میں سر بلاد دیا۔ کیونکہ رابرٹ جس طرح موڈیا نے انداز میں اس سے گفتگو کر دیا تھا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ذہنی طور پر بیکی کو ہی چیف بس سمجھتا ہے۔ ورنہ رابرٹ جیسے لوگ تو بڑے سے بڑے مجرم کو بھی گھاس نہیں ڈالا کرتے۔ دیسے بیکی جانتا تھا کہ رابرٹ بنگرو ہونے کی وجہ سے غود آر گنائزیشن کے اصل چیف ڈیلوڈ سے سے خود خوفزدہ رہتا تھا۔ کیونکہ ڈیلوڈ عجیب و غریب طبیعت کا ماں تھا۔ گھر ڈی تو لے گھر ڈی ماشہ۔ اور شاید اس نے بیکی نے جیسے ہی ایک قابل عمل تجویز کا اشارہ کیا۔ رابرٹ اس پر عمل داد آمد کر گزرا۔ کیونکہ اور پچھلے ہو تو کم از کم ڈیوڈ سے تو اس کی جان چھپوٹ ہی گئی تھی۔

"بماوں کو کہہ دیا ہے۔" — بیکی نے پوچھا۔
"یہ — وہ انتظار میں ہے۔" — رابرٹ نے کہا اور بیکی نے سر بلاد دیا۔

"ایتے۔" — رابرٹ نے کہا۔ اور پھر وہ بیکی کو لے کر مخصوص راستوں سے ہوتا ہوا چیف بس کے مخصوص بھرے کی طرف بڑھنے لگا۔ بیکی کو بخانے کیوں بار بار کسی گرد بڑا کا احساس ہوا تھا۔ اس کی جھٹی حص کسی نامعلوم خطرے کی نشانہ ہی کر رہی تھی۔ لیکن اس سے سمجھنا آہی تھی کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ یہاں اُس سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔

چیف بس کے مخصوص دفتریں پہنچ کر جب وہ بماوں سے ملا تو اس کی طبیعت بحال ہوئی۔ کیونکہ بہر حال براوں اس کا غاص دوست تھا۔ اس نے اس کی موجودگی میں اگر کوئی خطرہ ہو بھی سکتا تھا تو وہ ختم ہو جاتا۔ براوں نے جو ڈیوڈ بننا ہوا تھا انہوں کے بیکی اور رابرٹ کا استقبال کیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

طمینان بھرے ہجے میں کہا اور سیور رکھ دیا۔
یہ راس نے اسٹینٹ میجی کو انٹر کام پر ہوٹل کے متعلق ضروری ہدایات دیں اور انہوں کے بھرے سے باہر نکل آیا۔
نکھلے دیر بعد وہ ہوٹل کی کار میں بیٹھا آر گنائزیشن کے جیہہ کو ارٹر کی فٹ بڑھا جاتا تھا۔ وہاں پہنچ کر جب اس نے مخصوص کوڈ دھراتے تو اسے رابرٹ کے بھرے میں پہنچا دیا گیا۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ اس چند دنوں کی بات ہے۔ یہ رہ کھلے طور پر آر گنائزیشن کا چیف ہن جائے گا۔
تب اس سے کم از کم اس کوٹوں کی اور تلاشیوں سے توجان چھوٹ جلتے گی۔
کیونکہ جیہہ کو ارٹر کا یہی اصول تھا کہ اس میں داخل ہونے والے ہر شخص کی کامل تلاشی لی جاتی تھی۔ — تب اسے اندر لے آیا جاتا تھا۔ اور یہ تلاشی جدید ترین مشینوں کے ذمیت لی جاتی تھی۔ اس لئے کوئی اسلحہ کسی قیمت پر اندر نہ جاسکتا تھا۔ اور جیہہ کو ارٹر کے اندر صرف مخصوص لوگوں کو ہی اسلحہ سکھنے کی اجازت تھی۔
اویلیکی۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ — رابرٹ نے بیکی کے بھرے میں داخل ہوتے ہی کہا۔

"کیا مات ہے۔ آج تمہارا ہجہ کچھ بدلا بدلا ساگر رہا ہے۔"
بیکی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس کے ہجے میں شکوک و شبہات کی پوچھا۔ ایساں ابھر آئیں تھیں۔
"ہجہ — ارے آپ کو محسوس نہیں ہوا کہ میری طبیعت خراب ہے۔
پیٹ میں کچھ گرانی سی محسوس ہو رہی ہے۔ میں تو شاید جھپٹی کر کے چلا جاتا یہیں آپ کا فون آنے کی وجہ سے بیٹھا گیا۔ — رابرٹ نے کہا۔ اور بیکی نے

بیں کاروگ ہے اور نہ بیکی کا۔ — رابرٹ نے انتہائی گرخت پڑھے
پس کہا۔

"تل۔ یکن تم نے تو مجھے کہا تھا کہ بیکی میرے خلاف سازش
کر رہا ہے وہ مجھے مردانا چاہتا ہے۔ اس لئے میں خاموش رہا۔
براؤن نے مکلاستے ہوئے جواب دیا۔

را برٹ نے اُسے یہی کہا تھا۔ کہ بیکی کی نیت میں فرق آگیا ہے۔
اور ساتھ ہی یہ آفر بھی کی تھی کہ اگر بیکی کو ختم کر دیا جائے تو براؤن ہمیشہ
کے لئے آر گناہ نیشن کا چیف پاس بن سکتا ہے۔ — اور براؤن چونکہ
اس اقتدار اور عیاشی کا عادی ہو چکا تھا اس لئے یہ اس کے لئے بہت
بُہی طرح چونکتے ہوئے مل کر کہا۔ یکن دوسرے لمحے وہ چھینتا ہوا ایک
بیکی کے خاتمے کی اجازت دے دی تھی۔ — کیونکہ براؤن کی مرضی
کے بغیر رابرٹ اسلحے کے کم اس خاص دفتر میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔ اور
ظاہر ہے اسلحہ کے بغیر بیکی جیسے غنڈے کا خاتمہ ناممکن تھا۔ اور اس
کے باوجود بھی بیکی صرف اچانک دار سے مارا گیا تھا۔ — اگر اسے ایک
لمحے کی بھی مہلت مل جاتی تو پھر رابرٹ کے فرشتے بھی اُسے گولی نہ مار
سکتے ہیں۔ وہ تھا ہی اس قسم کا آدمی۔ لڑائی ہڑائی کے فن میں
انتہائی ماہر۔

"میں تمہیں ایک آفر کر رہا ہوں۔ سمجھے۔ تم جیسے کمزور آدمی آر گناہ نیشن
کے چیف نہیں بن سکتے۔ یکن اگر تمہیں یہ آفر قبول نہیں تو بتاؤں میں بیکی
کی طرح تم سے بھی چھکارا حاصل کر سکتا ہوں۔" — رابرٹ نے
انتہائی تلخ پڑھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اد رپر دہ دونوں ہی مخصوص بھرے میں آ کر بیٹھے گئے۔
را برٹ قد رے خاموش لگ رہا تھا۔ جب کہ براؤن بیکی سے
مشن کے متعلق پوچھ رہا تھا۔ اور بیکی نے اُسے بتایا کہ کس طرح اس نے
اعظم کو ساری رات نہ سونے دیا۔ — اور پھر آج رات کا پروگرام بھی بتا
دیا کہ آج اس نے اعظم کے ساتھ دوادر کوں کوں سے کھلاڑیوں کے ساتھ
کیا کیا کرنا ہے۔

"بس کافی ہے براؤن۔ اتنی معلومات ہی کافی ہیں۔" — اچانک ایک
طرف خاموش بیٹھے رابرٹ نے سخت پڑھے میں کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔" — بیکی نے رابرٹ کا لہجہ سنتے ہی
بُہی طرح چونکتے ہوئے مل کر کہا۔ یکن دوسرے لمحے وہ چھینتا ہوا ایک
چھکا کھا کر کسی سے بچے آ گرا۔ رابرٹ کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا
پستول چمک رہا تھا۔ جس کی نال میں سے دھواں نکل رہا تھا۔ گولی بیکی کے
پسے پڑھی تھی۔

"شت۔ تبت۔ تم۔ تم۔ براؤن تم بھی...." —

بیکی نے قالیں پر گر کر تڑپتے ہوئے کہا۔
یکن اُسی لمحے رابرٹ نے دوسری بار ٹریکر دیا اور اس بارہ گولی
بیک بیکی کے دل میں گھس گئی اور دہ ایک چھکا کھا کر سیدھا ہو گیا۔

ختم ہو چکا تھا۔ براؤن خاموش بیٹھا ہونٹ کاٹ رہا تھا۔
نم اسامیک اپ صاف کر دیا۔ اب تم بیکی کی جگہ ہو ٹھل ایکا ہڈد
کے میخھر ہو۔ اپنے اصل نام اور روپ سے۔ میں اب آر گناہ نیشن کے
چیف بنتے کا اعلان کر رہا ہوں۔ آر گناہ نیشن سنھا لمناہہ تھا۔

"ٹھیک ہے میں تھے دل سے تمہاری قیادت
تیڈم کرنا ہوں" — بہادر نے جلدی سے دونوں ہاتھ اٹھاتے
جوئے جواب دیا۔ اس کا چہرہ زرد پیٹ گیا تھا۔



عمران اس کی آزاد سن کر چونکہ پڑا کیونکہ جس بلیکی سے اس نے لارڈ لوگنٹن
کی حیثیت سے بات چیت کی تھی اس کی آزاد اس نوجوان کی آزاد سے
یکسر مختلف تھی۔

"آپ می مجرم ہیں" — عمران نے اس سے غور سے دیکھتے ہوئے کہا
"جی ماں میں می مجرم ہوں۔ فرمائیے" — نوجوان نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا، اور عمران میز کے سامنے رکھی ہوئی کسی پر ملٹھا گیا۔ اس کا
ذہن چکر کھا گیا تھا۔ اُس سے سمجھنا نہ آہی تھی کہ آخری ٹیکر کیا ہے۔
"آپ کا نام" — عمران نے ہونٹ کا شے ہوئے پوچھا۔
"میرا نام بہادر سے" — نوجوان نے جواب دیا۔
"ادہ مگر مجھے تو یہی بتایا گیا تھا کہ می مجرم کا نام بلیکی ہے"
عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"آپ کو درست بتایا گیا ہے۔ کل تک مسٹر بلیکی ہی می مجرم تھے۔ میں
اس سٹینٹ می مجرم تھا۔ لیکن رات مسٹر بلیکی یہ ایجانا ک فائی کا حملہ ہوا۔
چنانچہ انہیں علاج کے لئے ایکریمیا بھجوادیا گیا ہے۔ ادب ان کی چیز
میں می مجرم ہوں" — بہادر نے جواب دیا۔

"ادہ تو یہ بات ہے۔ لیکن مسٹر بلیکی نے آپ کو سکاٹ لیندیا رہ
کے پھیت باس کے سلسلے میں تو کچھ لہیں بتایا ہو گا" — عمران نے
اُس سے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ادہ تو آپ ہیں وہ آپ کو میں نے بتایا رہتے ہیں مسٹر بلیکی
کا اس سٹینٹ ہوں۔ در عملی طور پر ہو گل کا می مجرم میں ہی تھا۔ اُنہیں
مسٹر بلیکی نے تمام صورت حال مجھے بتا دی تھی۔ وہی آپ میں میجرم

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

عمران نے در داڑہ کھولا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ ہڈل
ایکارڈ و میجر کا دفتر تھا۔ انتہائی شاندار انداز میں سجا ہوا۔ سامنے
ایک بڑی سی اور انتہائی شاندار میز کے پیچے ایک چھری رے بدن کا
مالک نوجوان ہیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے اُس سے دیکھتے ہی صہرا سامنہ بننا
لیا۔ کیونکہ اب تک عمران کو توقع کی تھی کہ یہ بلیکی لازماً دہی مجرم ہو گا۔
جس کی نشانہ ہی پیدا نے کی تھی۔ لیکن رچڈ نے بلیکی کا جو حلیہ بتایا تھا
یہ نوجوان اس سے یکسر مختلف تھا۔

"ترحافی لایتے چناب" — میز کے پیچے میٹھے ہوئے فران
تے عمران کے انہر داخل ہوتے ہی کاروباری انداز میں مسکرا کر کہا۔ اور

یہ سرخ دنگ کے کارڈ تھے جس پر مخصوص اندازیں ہوئیں ایکارڈ کے الفاظ
چھپے ہوتے تھے۔

”یہ مخصوصی کارڈ ہے۔ جو کوئی آپ کو رد کے آپ اُسے یہ پاس
دکھا دیں۔“ — بہادر نے کہا۔

”نیک یو۔ آپ کے تعادن کا شکریہ۔“ — عمران نے
پاس جب میں رکھتے ہوئے کہا۔

”دیسے آپ اپنا نام بتائیں گے۔ مجھے خاص اشتیاق تھا آپ
سے ملنے کا۔ کیونکہ لارڈ ونسکٹن عام طور پر ایسی ہدایات جاری نہیں کیا
کرتے۔“ — بہادر نے کہا۔

”میرا نام مارٹن ہے۔ میرا تعلق اقوام متحده کے ایک مخصوصی برکاری
شہر سے ہے۔ اسی طرح میرے دوسرے ساکھیوں کا تعلق بھی اسی
شہر سے ہے۔ اس شہر کا تعلق دنیا بھر میں ہونے والی ٹینکری کے
متعلق اعداد و شمار مرتب کرنا ہے۔“ — عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ اچھا اچھا۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ اس لئے لارڈ ونسکٹن
نے آپ کے لئے مخصوصی انتظامات کا حکم دیا ہے۔ میں سمجھا آپ لوگ
کسی انبادر سے متعلق ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ہمارے لئے بڑی پریشانی پیدا
ہو جاتی۔ کیونکہ یہاں ہوئیں میں تقریباً پوری دنیا کے چینہ چینہ پورا ہر
موجود ہتھی ہیں۔ اور آپ کو مخصوصی رعایات دینے پر وہ لازماً محتاج
کرتے۔“ — بہادر نے اطمینان کا طویل سائز یستہ ہوئے
کہا۔ آپ کو کوئی شکایت نہیں ہو گی مسٹر بہادر۔ تعادن کا بے حد
کھولی اور اس میں سے چار پاس نکال کر عمران کی طرف بڑھا یعنی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

میں یعنی ہدایات پر پورا عمل ہو گا۔ یہ بات صرف مسٹر بلکی اور
مجھ تک ہی محدود رہنی چکی۔ اگر مسٹر بلکی اچانک ہمارا نہ سوچاتے تو آج
یقیناً آپ کی ان سے ملاقات ہوتی۔ دیسے انہوں نے کہا تھا کہ آپ
ایک مخصوص کوڈ بولیں گے۔“ — بہادر نے کہا۔ وہ خاصاً بالوفی سا
لگ رہا تھا۔

”مسٹر بلکی نے آپ کو وہ کوڈ بتا دیا تھا۔“ — عمران نے پوچھا۔
”جی ہاں۔ آپ کے اطمینان کے لئے اتنا بتا دیتا ہوں کہ یہ کوڈ
حروف ”پی“ سے شروع ہوتا ہے۔ باقی کوڈ آپ بتائیں گے۔“
بہادر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ کے کوڈ ہے پیس۔“ — عمران نے مطمئن ہوتے
ہوئے جواب دیا۔

”بالکل ٹھیک ہے۔ آپ مطمئن رہیں۔ ہم بالکل دیسے ہی کہیں گے
جیسے لارڈ نے حکم دیا ہے۔ آپ کو کتنے کمرے چاہیں۔“
بہادر نے سر ہلاکتے ہوئے کہا۔

”چار کمرے۔“ — عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ تو چورے دنگ کی بات کریں۔ ٹھیک ہے۔ دنگ خالی ہے۔
آپ اس میں رہ سکتے ہیں۔ میں نے ہر ہی ہدایات دے دی ہیں۔
اوہ یہاں آزادانہ لفڑی و حرکت کے لئے میں آپ کو مخصوص پاس
چارہ می کر دیتا ہوں۔ کیونکہ حفاظتی انتظامات کی وجہ سے یہاں
پابندیاں ہیں۔“ — بہادر نے کہا۔ اور پھر اس نے میز کی وداز
کھولی اور اس میں سے چار پاس نکال کر عمران کی طرف بڑھا یعنی

عالمی مقابله حسن میں اول آنے پر اُسے اس ہوٹل میں دیٹریس رکھا گیا ہوا۔
اُپ تو خود آرڈر دینے کے لئے پیدا ہوئی ہیں۔ حکم فرمائیے جس کے
بن کر ہر ہو یا فی الحال ٹاگوں پر ہی کھڑا رہنا گوارہ ہو گا۔ عمران نے بڑے
تکشی ہجے میں دیٹریس سے مخاطب ہو کر کہا اور دیٹریس بے اختیار ہنس
پڑی۔

"ادہ۔ آپ ہمیں ہی خدمت کا موقع دیجئے تو یہ ہمارے لئے
باعث فخر ہو گا۔" دیٹریس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ایسے
عاشق مزاج گاہوں سے تو ظاہر ہے اس کاروں ہی واسطہ پر تارہتا ہو گا۔
ادہ کے پھر ایسا کیجئے کہ مجھے ایک لاکم جوس لاد دیجئے۔ اور خود
میرے سامنے بیٹھ کر جو جی چاہتے پی لیجئے۔ بل میں ادا کروں گا۔
عمران کا انداز ٹھیٹھ عاشقانہ تھا۔

"ادہ۔ مجھے آپ کا ساتھی بن کر بے حد خوشی ہوتی یکن میں ڈیوٹی پر
ہوں اور دو گھنٹے بعد میری ڈیوٹی آف ہو گی۔" دیٹریس نے جواب
دیا۔

"اُسے۔ دیری بیٹھ۔ دو گھنٹے بعد تو میری ڈیوٹی شروع ہو جائے
گی۔ اچھا تو لاکم جوس ہی لے جائے۔ اب کیا کیا جائے مجبوڑی ہے۔"
عمران نے افسوس بھرے اندازیں مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دیٹریس ہنسنی
ہوتی کیبین سے باہر حلی گئی۔

اور پھر اس سے پہنچے کہ دیٹریس لاکم جوس لاتی کیبین کا پردہ بٹھا اور اس اسرار
احمد اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر ملکی سی تھکا دٹ کے آثار موجود تھے۔
عمران چونکہ اُسے ایک بار مل چکا تھا۔ اس لئے وہ اُسے دیکھتے ہیں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

شکریہ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
اس بارہ بارہ دن نے بھی اٹھ کر اس سے مصافحہ کیا اور عمران سر ہلا کا ہوا
دفتر سے باہر آ گیا۔ اس کے ساتھی ہوٹل کی سختی لابی میں موجود تھے۔ عمران نے متعلقہ
عملے سے بات پیش کی تو انہیں فرمایا ہی ان کے لئے مخصوص وہگ میں
پہنچا دیا گیا۔ یہ دنگ اُسی منزل پر تھا جس پر پاکیتی یا کرکٹ ٹیم
ملائش پڑی تھی۔

عمران نے کھروں میں جانے سے پہلے ہی سب ساتھیوں کو ہوشیار
ہٹنے کے لئے کہہ دیا تھا۔ کیونکہ اُسے یقین تھا کہ ان کھروں میں لازماً
چینگ کے لئے کوئی خفیہ آلات نسبت کئے گئے ہوں گے۔ یہکن جب
عمران نے سب سے پہلے جدید ترین گائیکر کی مدد سے اپنا کھرہ اور بعد
یہ باتی سب کھروں کو چینگ کیا تو وہ یہ دیکھ کر ہیران رہ گیا کہ دہان کوئی ایسا
آلہ ہے سے موجود ہی نہ تھا۔ یہکن پھر بھی عمران نے انہیں یورپی
طرح محتاط رہنے کا حکم دے دیا۔ اور خود وہ اپنے کھرے کو لالک کر کے
اسرار احمد کی تلاش میں جیل پڑا۔

کا دنتر سے اُسے بتایا گیا کہ اس سرار احمد ٹیم کے تہراہ نیٹ پر کیٹیں
کے لئے کہ اونٹ میں گئے ہوئے ہیں۔ اور اب ان کے آنے کا وقت
بھی ہو گیا ہے تو عمران ہال میں بننے ہوئے ایک کیبین میں جا کر مبیٹھا گیا۔

"آرڈر سر۔" دیٹریس نے جھکتے ہوئے بڑے سسٹھے ہجے
میں کہا۔ وہ اتنی مناسب جسم کی ماکن اور خوب صورت تھی کہیے

پہچان گیا تھا۔ مجھے کا دنتر سے بتایا گیا ہے کہ آپ مجھ سے ملا چکتے ہیں۔ میرا نام اسرار احمد ہے۔ فرمائیے۔ اسرار احمد نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

عمران چونکہ میک اپ میں تھا۔ اس لئے ظاہر ہے وہ اسے پہچان نہ سکتا تھا۔

"تشریف رکھئے۔ مجھے عمران کہتے ہیں۔" — عمران نے اٹھ کر باقاعدہ مصلحتی کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور اسرار احمد پہلے تو عمران کا نام سن کر ٹھپٹھکا اور پھر غور سے ایک بار پھر عمران کو دیکھنے لگا۔ البته اس نے مصلحتی کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"یکن....." — اسرار احمد نے ہوشیار ہونے کے لئے کہا۔

"جہاں لیکن شروع ہوتا ہے بس دہی سے میک اپ کافی شروع ہو جاتا ہے۔ اور یہ ایسا اسرار ہی فن ہے کہ آدمی کو میک جھیکنے میں مل دیتا ہے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اسرار احمد کے چہرے پر پہلے یہر اور پھر اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"کمال ہے عمران صاحب۔ اس قدر تبدیلی۔" — اسرار احمد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دیپرس ٹرے میں لامِ جوس کا گلاس رکھے اندر داخل ہوئی۔

"ایک گلاس میرے لئے بھی لادیجیئے۔" — اسرار احمد نے بڑے

بے مخالفانہ انہ اذیں کہا۔ اور دیپرس گلاس میز پر رکھ کر سرملائی ہوئی واپس چلی۔

"کیا یہاں تفصیل سے بات چیت ہو سکتی ہے۔" — عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں کیوں نہیں۔ اس کلب میں ہی تو خوبی ہے کہ یہاں کوئی کسی کی لوہہ میں نہیں رہتا۔" — اسرار احمد نے سرملائتے ہوئے کہا۔

"اس کے باوجود آپ پریشان ہیں۔ یہر ہے۔" — عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور اسرار احمد بے اختیار نہیں پڑا۔

"در اصل واقعات ہی یہی ہو رہے ہیں کہ میں دا قعی پریشان ہو گیا ہوں۔ کل ان عظیم ڈھیلائی کھاتا تو آج سلیم کے ساتھ یہی چکر تھا۔ دہ اپنی فارم میں نہ تھا۔" — اسرار احمد نے پھیکی ہنسی ہستے ہوئے کہا۔

"سلیم۔ وہ بیشمیں۔" — عمران نے پوچھا۔ "ہاں دہی بن جانے کیا چکر چل رہا ہے۔ مجھے تو اس نے کچھ بتایا ہوں۔ البتہ کپتان فرمان نے اس سے بات چیت کی تو یہہ چلا کہ اس کے ہمراستے یوں محسوس ہوا جیسے وہ بستر سے اوپر اٹھ کر پھر نیچے گرا۔ لیکن وہ نہایت پہی۔" — اسرار احمد نے کہا۔

"آپ کے یہ سلیم صاحب بھنگ تو نہیں پیتے۔" — عمران نے لامِ جوس کی پیکی لیتے ہوئے کہا۔

"بھنگ۔ یہاں بھنگ کا کیا تعلق۔" — اسرار احمد نے بہمی طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"بڑا چہرہ تعلق ہے۔ بھنگ کا نشہ پڑھ جائے تو انسان یہی محسوس

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کرتا ہے کہ جیسے وہ بستر سے فضا میں بلند ہو رہا ہو۔ بڑا خوب صورت اور
دمان لگ نشہ ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر
اس سے پہلے کہ اسرار احمد کو فی جواب دیتا۔ دیٹریس دوبارہ اندر داخل
ہوئی۔ اور اس نے لاکم جوس کا گلاس اسرار احمد کے سامنے رکھا۔
اور پھر سلام کرتی ہوئی داپس چلی گئی۔

”ایسی کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ ہمارے کھلاڑی تو سگریٹ
تک نہیں پیتے۔ باقی نشہ تو ایک طرف رہا۔“ اسرار احمد نے فخریہ
لہجے میں کہا۔

”واہ۔ بڑے سعادت مند کھلاڑی ہیں۔ اللہ ہر ایک کو ایسے ہی
کھلاڑی دے۔ ویسے کیا آپ مجھے انطم اور سلیم دنوں کے تھے
دکھا سکتے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ سوری۔ ایسا ہونانا نمکن ہے۔ کیونکہ خصوصی حفاظتی اقدامات
کے تحت کھلاڑیوں کے تھے میں بلکہ اس پرے دنگ میں کوئی غیر متعلق
آدمی داخل نہیں ہو سکتا۔“ اسرار احمد نے جواب دیا۔

”غیر متعلق کی آپ کیا تعریف کرتے ہیں۔“ عمران کا لہجہ یک لمحت
بلے حد سنجیدہ ہو گیا۔

”میرا مطلب ہے۔ جس کا تعلق پاکیتی شیا کرکٹ ٹیم سے نہ ہو۔“
اسرار احمد نے جواب دیا۔ وہ حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے
اس بات پر حیران ہو رہا ہو کہ اتنی موٹی سی بات اُسے کیوں سمجھ میں نہیں
آہی۔

”تو آپ مجھے کھلاڑی بنادیجیے۔ بے شک تیرھواں چودھواں پندرھواں
سڑھاتے ہوئے جواب دیا۔

بلکہ جہاں تک آپ کو گنتی یاد ہویں بننے کے لئے تیار ہوں۔ اس میں
کون سے فرمادی کی طرح پمامہ کھودنے پڑتے ہیں۔ بس ایک بیٹھا تھا
میں لیا۔ مانگوں پر پیڈ باندھے۔ لیک سویٹر پہننا۔ سر پر ٹوپی۔ اور
یہی کھلاڑی تیار۔“ عمران نے منہ بنلتے ہوئے کہا۔ اور اسرار احمد
بے اختیار بنس پڑے۔

”آپ بھی کمال کرتے ہیں عمران صاحب۔ اگر اسی طرح ہر شخص
کھلاڑی بن جائے تو پھر پاکیتی شیا ٹیم تو دس کروڑ کھلاڑیوں پر مشتمل ہو۔“
اسرار احمد نے کہا۔

”تو اور کیا کہنا پڑتا ہے۔ جلو بیٹ نہ سہی گیند ہاتھ میں کیڑھی فدا سے
بھاگے اور پوری قوت سے گیند سامنے کھڑے ہوئے کھلاڑی
کی پیشافی کا نشانہ لے کر دے ماری۔ یقین کیجیے میرا الشانہ بیحد
اچھا ہے۔ مجال ہے۔ مخالف ٹیم کا کوئی کھلاڑی صحیح سالم پیشافی لے
کر داپس جائے۔“ عمران نے بڑے معصوم سے ہجھے میں کہا
اور اس باہر اسرار احمدیوں عمران کو دیکھنے لگے جیسے انہیں عمران
کی ذہنی صحت پر شک گزرنے لگ گیا ہو۔

”آپ شاید مذاق کر رہے ہیں۔ بہر حال یہ طے ہے کہ آپ دنگ
میں داخل نہیں ہو سکتے۔ ایسا ہونانا نمکن ہے۔“ اسرار احمد کا
لہجہ اس پار خاص سخت تھا۔

”اگر آپ سفارش کریں تب بھی۔“ عمران نے پوچھا۔
”نہیں۔ انتہائی سخت آرڈر نہیں۔“ اسرار احمد نے
سڑھاتے ہوئے جواب دیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

"کون کون سے تحریر ہیں ان دونوں کھلاڑیوں کے" — عمران
نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کیا کمیں گے پوچھا کر۔ جب آپ دہائی جاہی نہیں سکتے۔ دیسے میں
نے ہوٹل کے سپردانزر کو ساتھ لے کر سب کے تحریر پوری طرح
چینک کئے ہیں۔ لیکن دہائی سے کچھ بھی نہیں ملا" — اسرار احمد نے
قدرت سے مایوس سے ہجھے میں کہا۔ "او۔ کے — جیسے آپ کی مرضی۔ پھر میر آناتوبے کا ثابت ہوا"
عمران نے جواب دیا۔

"انکل سلطان نے تو آپ کی بے حد تعریف کی تھی"

"آپ کے انکل سلطان تو میرے علم بخوم کے قائل ہیں۔ دیسے
میں آج رات وظیفہ شاہ جنات پڑھوں گا۔ امیہ ہے کہ کچھ نہ کچھ ملکیوں
چلے گا" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو اسرار احمد
ایک جھنک سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اچھا مجھے اجازت۔ میں تھکا ہوا ہوں۔ اب آمام کرنا چاہتا ہوں" —
اسرار احمد نے کٹھورے ہجھے میں کہا۔ اور پھر عمران سے مصافحہ کئے
بغیر کی بن سے باہر نکل گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران سے
آشنا ہی نہ رہا ہو۔ شاید عمران کے جواب نے اُسے بالکل ہی مایوس
کر دیا تھا۔

"بڑا سنجیدہ ہو کر دیکھ لیا اسرار احمد صاحب۔ اب اگلی ملاقات
عمران نے بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور سامنے پڑا ہوا
میں سہی" — دیسے میں ہجھے میں کہتے ہوئے کہا۔

لامب جوں کا آدھا گلاس اٹھا کر منہ سے لگایا۔ اسدار احمد تو ایک ہی سانس
بیس پورا گلاس پی کر چلے گئے تھے۔

اُسی لمحے دیٹریس اندر داخل ہوتی۔

"ادہ" — آپ ابھی تک شوق فرمادی ہے ہیں۔ میں سمجھی آپ کے
ساتھی چلے گئے ہیں تو آپ بھی نیچکے ہوں گے" — دیسے نے
عمران کو چیکیاں لیتے دیکھ کر مخذالت بھرے ہجھے میں کہا۔

"آپ تشریف رکھیں۔ مجھے آپ کے نئے میغیر سے مل کر کوئی خوشی
نہیں ہوتی۔ وہ مشربیکی بڑے اچھے میغیر تھے" — عمران نے کہا۔

"مشربیکی" — آپ انہیں اچھا کہہ رہے ہیں۔ جناب وہ تو ایک
نمبر غلط آدمی تھے۔ ستر کر ہے دفعہ ہو گئے" — دیسے نے ہوٹ
کھلتے ہوئے جواب دیا۔

"دفعہ ہو گئے" — میں نے سنائے ان پہلی رات فالج گرا ہتے۔
عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے حبیب میں
چاہ دال کر ایک بڑا نوٹ نکالا اور بڑے اطمینان سے دیٹریس کی طرف
یوں کھسکا دیا جیسے نوٹ تو اُس کا ہوا البتہ اس کا ڈینا سن دیکھنے کے لئے
عمران نے اُس سے کپڑا ہوا ہو۔ اتنی بڑی مالیت کا نوٹ دیکھ کر دیسے
کی آنکھوں میں یک لخت چمک ابھر لی۔ اس نے یک لخت نوٹ جھپٹا۔
اور پھر اُس سے بڑی احتیاط سے اپنے گریان میں اُس لیا۔

"اب مجھے یقین آگیا ہے کہ آپ کا تعلق آرگنائزیشن سے نہیں
ہے۔ کیونکہ اس سے متعلق لوگ تو نوٹ دیسے کی سجلے اثنانوٹ
چھین لیتے ہیں" — دیسے نے مسکرا کر سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"آر گنائزشن۔۔۔ یہکن اس کا ہوٹل سے کیا تعلق"۔۔۔ عمران نے
جیرت بھرے ہجھے پیں کہا۔

"بڑا گھر اتحقق ہے۔۔۔ ہوٹل ہی اُسی کا ہے۔۔۔ ابھی ابھی میرابوائے
فرینڈ بتارہ تھا کہ آر گنائزشن میں زبردست انقلاب آگیلے ہے۔۔۔
اس کے پیف بائس ڈبلو ڈنے استعفی دے دیا ہے۔۔۔ اور اس
کا اسٹینٹ رابرٹ کھلے عام پیف بائس بن گیا ہے۔۔۔ اور یہ بھی
بتا دوں کہ مسٹر بلکی کا تعلق آر گنائزشن سے نہیں تھا لیکن وہ یہاں
کا نامی گرامی غنڈہ اور قاتل تھا۔۔۔ جتنے دن وہ یہاں کامیاب رہا ہے
ہر آدمی خوف سے کاپٹا رہا ہے"۔۔۔ دیٹریس نے کہا۔

اور عمران نے جیب سے ایک اور نوٹ بکال لیا۔
"اچھا۔۔۔ اور نئے منجر کا"۔۔۔ عمران نے ایک بار پھر پہلے سے
انداز میں نوٹ کھسکاتے ہوئے کہا۔

اور دیٹریس نے اس بار بھی نوٹ کو نیدیہ دل کی طرح جھپٹ لیا۔ اس
کا پھرہ فرط مسروت سے گلنار ہو رہا تھا۔ ظاہر ہے جتنی مالیت کا ایک
نوٹ تھا اتنی مالیت کی اس کی ہفتہ تو کیا مہینہ کی تاخواہ بنتی ہوگی۔۔۔ اور
پھر عمران اتنے بڑے نوٹ اس طرح لٹا رہا تھا جیسے یہ نوٹ نہ ہوں۔
ردی کاغذ کے پر زے ہوں۔۔۔

"اگر آپ کو بہاؤں کے متعلق معلومات چاہیں تو آپ میرے
بوائے فرینڈ سے مل لیں۔۔۔ واسکی اس کا نام ہے۔۔۔ وہ معلومات کا
خزانہ ہے خزانہ۔۔۔ یہکن وہ نوٹ لے گا"۔۔۔ دیٹریس نے کہا۔
"میرے پاس نولوں کا خزانہ ہے۔۔۔ یہکن معلومات مجھے درست

چاہیئی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اوہ پھر آپ ایسا کریں۔۔۔ ہوٹل کے قریب ہی ایک بارہے سے فائوسٹا۔
دہاں جا کر اوسمی کا پوچھ لیں۔۔۔ اور اس سے میرا حوالہ دے دے دیں۔۔۔ ڈیانا میرا
نام ہے۔۔۔ میں اسے فون بھی کر دیتی ہوں"۔۔۔ دیٹریس نے تیز تیز بجے
میں کہا اور عمران کے سر ملے نے پر وہ خوشی خوشی باہر نکل گئی۔۔۔
عمران مسکرا تا ہوا اٹھا اور پھر مال میں سے ہوتا ہوا بیرونی گیٹ کی
طرف بڑھ گیا۔ اس نے دیٹریس کو کاڈنٹر پر فون کی طرف باتھہ بڑھاتے
ہوئے بھی دیکھ لیا تھا۔

ہوٹل کے بیرونی بہارے میں تین پیکاں بوتھہ موجود تھے۔ عمران
خاموشی سے ایک بوتھہ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سکے ڈال کر ہوٹل کی ہی
ایک چینچ کے نمبر گھما دیتے۔

"یہ۔۔۔ ہوٹل ایکارڈو"۔۔۔ آپ دیٹریس کی میٹھی سی آواز سنائی
دی۔۔۔

"پھر فنگ، نمبر بارہ"۔۔۔ عمران نے آواز بستہ ہوئے
کہا۔۔۔

"اوہ کے۔۔۔ ہو لڑ آن کریں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
اور چند لمحوں بعد ہی بلیک زیر دکی آواز سیور پر ابھری۔۔۔

"یہ۔۔۔ جیکال پیکنگ"۔۔۔ بلیک زیر دکا ہجھے خاصا
سخت تھا۔

"وہ کیا محاورہ ہے۔۔۔ ماسٹر آف نن جیکال آف آل ٹریڈنڈ"۔۔۔ یعنی
انڈمی سب میں ماہر کسی میں بھی نہیں۔ تو مسٹر انڈمی کیا آپ ہوٹل

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کے باہر قدم رنجہ فرماسکتے ہیں۔ کمرے میں بیٹھے بیٹھے آپ کی طبیعت یقیناً گھبراگھی ہو گی۔ عمران نے اپنے اصل ہجے میں کہا۔

"اوہ۔ آپ۔ بیکا ہے۔ میں آرہا ہوں۔" دوسری طرف سے بیک زیر دنے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

اور عمران نے بغیر کوئی مزید لفظ کہے رسیور کھو دیا۔ اور پیکاپ بوجہ سے باہر نکل کر ہوٹل کمپاؤنڈ میں چلنے لگا۔

کمپاؤنڈ گیٹ کے پاس چاکروہ رک گیا۔ چند لمحوں بعد ہی بیک زیر دنے ہوٹل کے گیٹ سے باہر نکلتے ہوئے نظر آیا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر مخصوص انداز میں سر پر پھرا تو بیک زیر دنے تیز قدم اٹھاتا کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھتا نظر آیا۔ لیکن وہ عمران کا مخصوص اشارہ سمجھ گیا تھا کہ اس نے اشنازی ظاہر نہیں کرنی۔

"میں فائیوس ٹار بار میں ایک آدمی سے ملنے جا رہا ہوں۔ تم نے میری نگرانی کرنی ہے۔ یکن جب تک ضروری نہ ہو مداخلت نہ کرنا۔"

عمران نے اس کے پاس سے گزرتے ہوئے خود بھی ساکھ چلتے ہوئے بڑبڑا کہ کہا اور پھر خود تیز قدم اٹھاتا دایں طرف مڑ گیا۔

بیک زیر دپھنے تو باہمی طرف مڑ گیا پھر چند قدم آگے جلنے کے بعد وہ اس طرح چونکا جیسے بے غیابی میں ادھر گیا ہو۔ چنانچہ وہ بڑی شاندار اداکاری کرتا ہوا اپنی لوٹا اور اب عمران کر پتھر چلتے لگا۔ یکن اب ان کے درمیان خاصاً فاصلہ سیدا ہو چکا تھا۔

عمران آہستہ آہستہ چلتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی اُسے فائیوس ٹار بار کا بورڈ نظر آگیا تو وہ اس طرف مڑا اور پھر شیشے کا

بندروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ بارھا صابرًا تھا لیکن اس میں اس کے بیٹھے ہوتے افراد بے حد کم نظر آرہے تھے۔ تقریباً ساری ہی ہی میزیں خالی تھیں۔

جیسے ہی عمران اندر داخل ہوا۔ کاؤنٹر کے پاس کھڑا ہوا ایک سرخ چہرے والانوجوان تیزی سے آگئے بڑھا۔ "آپ ہوٹل ایکارڈ میں سے آئے ہیں۔" نوجوان نے قرب آکر کہا۔

"اوہ۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ آپ یقیناً بخوبی ہیں۔ اور مجھے تو آپ جیسے استاد کی ہی تلاش تھی۔ بس یہ بتا دیں کہ جب چاند پہلے بہر ج میں الٹا چلنے لگ جائے تو مرد سخن کیوں سیدھا چلنے لگ جائتے ہیں۔" عمران نے بڑے اشتیاق آمیز ہجے میں کہا۔

"بخوبی۔ ساری میں بخوبی نہیں ہوں۔ میرا نام داسکی ہے۔ ابھی ڈیانا نے فون کیا تھا۔ کہ آپ کو کچھ معلومات چاہیں۔ اس نے آپ کا حلیہ بھی بتایا تھا۔" نوجوان نے قدرے میں یاوس سے ہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یہ ڈیانا۔ واہ کیا خوب صورت نام ہے۔ دیسے میری طرف سے بھار کباد قبول فرطی سے مسٹر داسکی۔ آپ نے گول فریٹھ تو بس عالمی مقابله حسن سے ہی منتخب کی ہے۔" عمران نے جواب دیا تو داسکی نہیں پڑا۔

"تعریف کا شکریہ۔" دیسے میرا نام داسکی نہیں داسکی ہے۔ آئیے ادھر بیٹھتے ہیں۔" داسکی نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور عمران کا بازو پکڑ کر ایک کونے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے بڑی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

مشکل سے کوئی آسامی ہاتھ آتی ہوا دراب دہ سے کسی صورت ہاتھ سے
نہ جلنے دینا چاہتا ہو۔ ” آپ کے لئے کیا منگوادیں ” — داسکی نے کسی پر بیٹھنے ہوئے
کہا۔

عمران نے دیکھا کہ بدیک زیر و بھی اس سے ذرا ہٹ کر ایک کسی پر
بیٹھ چکا تھا اور ایک دیڑ اس کے سر ہور ہاتھا۔

” سادہ پانی ” — یہ وقت میرے ڈاکٹر کے مقابل سادہ پانی پینے کا
ہے ” — عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں کہا۔

” سادہ پانی — اور یہاں باریں ” — داسکی نے بُری طرح چونکتے
ہوئے کہا۔ جیسے اسے عمران کی بات کا یقین نہ آ رہا تو۔

” نہیں ہے تو چھوڑیں — یہ بتایا کہ آپ کے پاس کس کس موضوع پر
معلومات موجود ہیں ” — عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

” آپ کو کون سی معلومات چاہیں ” — داسکی نے ہونٹ کاٹتے
ہوئے پوچھا۔

” آگنازیشن میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ مجھے اس میں
شمولیت کا طریقہ کار بتائیں ” — عمران نے سر ملاٹتے ہوئے کہا۔ اس
نے باریں واخی ہونے والے دو لمبے ترٹنگے آدمیوں کو دیکھ لیا تھا۔

جن کا تعلق یقیناً زیر زمین دنیا سے لگتا تھا۔ وہ دونوں آدمی سیدھے کا ڈنٹر
کی طرف گئے — اور پھر وہاں سے پیٹ کو سیدھے اس طرف آنے
لگے جہاں عمران اور داسکی بیٹھے ہوتے تھے۔

” سودی — میں اس معلمے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا ”
داسکی نے یک لخت تیر لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو
گیا۔ آنے والے دونوں افراد عمران کے دونوں طرف پہنچ کر دکھنے۔
ان کے چہروں سے نشوونت عیال ہٹی۔

” اے مسٹر۔ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اگر ذرا سی بھی غلط حکمت کی تو ہم ڈھر
کر دیں گے ” — ایک آدمی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔
” لو بھی داسکی۔ تم تو پورے حاتم طائفی نکلے۔ بغیر کچھ دصول کئے سب
کچھ بتا دیا بے حد شکریہ ” — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
” کیا — اس نے تمہیں کیا بتایا ہے ” — دونوں عمران کی
بات سن کر بُری طرح چونک پڑے۔

” نم — نم — میں نے کچھ نہیں بتایا ” — داسکی نے بُری
طرح خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

” تم نے مجھے نہیں بتایا کہ رابرٹ نے آگنازیشن کا چارج بنیوال
لیا ہے۔ اور بلکی کو ختم کر دیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ ” — عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا۔ ایک
زموردار دھماکہ ہوا اور داسکی بُری طرح چھینتا ہوا پشت کے بل فرش پر جا
گما۔ گولی اس کے سنبھالنے میں پڑی تھی۔

” چلو تم۔ اور دیکھو آگر ہم اپنے آدمی کو اس طرح ہلاک کر سکتے ہیں تو
تمہیں بھی کر سکتے ہیں۔ اس لئے شرافت سے ہمارے ساتھ چلو ”
ایک آدمی نے جس نے گولی چلا کی تھی غلتے ہوئے عمران سے
محاطب ہو کر کہا۔

" بالکل بالکل جناب۔ میں بے حد خوفزدہ ہوں۔ آپ واقعی بے حد سفاک آدمی ہیں۔" عمران نے لڑکھڑاتے ہوئے لمحے میں کہا۔ اور پھر یوں گیٹ کی طرف چلنے لگا جیسے اُسے گارڈ آف آنر پیش کیا جائے ہو۔

ابھی عمران نے چند ہی قدم اٹھاتے ہوں گے کہ اچانک بار کا دروازہ ایکس بار پھر کھلا اور اس میں سے چار مسلح افراد اندر داخل ہوتے۔ ڈر چاروں تیر کی طرح بلیک زیر و کی طرف بڑھتے۔

"خبردار۔ اگر حکمت کی" — ان چاروں نے ریواور بلیک زیر و کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ادہ۔ تو یہ پار نہیں باقاعدہ شکار گاہ ہے۔ وہ" — عمران نے قریب سے گزرتے ہوئے بلیک زیر و کو اٹھا کرتے ہوئے کہا۔ اشارہ اس بات کا تھا کہ وہ بے چوں چراچلا جاتے۔ چنانچہ بلیک زیر و بڑے مسلمان انداز میں اٹھا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر تین لمبی کاریں موجود تھیں ایک کار میں عمران اور بلیک زیر و کو اٹھا بٹھایا گیا۔ اور پھر مسلح افراد ان کی طرف ریواور کا رخ کر کے بیٹھ گئے۔ دوسرا ملحے کاریں تیزی سے تسلیک پر دوڑنے لگیں۔ عمران نے بڑے اطمینان سے سیدھ کی لپشت سے سمرٹھکایا اور خراشی فی لینے شروع کر دیتے۔ اس کے پہرے پر واقعی ایسا اطمینان تھا جیسے اس کا کوئی بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا ہو۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

راہر ڈنے نے آر گنائزیشن کا چیف بس بننے کے لئے ہمیں ہی کمپل پلاننگ کر رکھی تھی۔ اس نے براؤن کو ڈیوڈ کی جگہ اس لئے ذمی تھی کہ اس دوران وہ براؤن کی مدد سے اپنے منیالغوں کو ختم کر سکے۔ اور پھر اس نے انتہائی تیزی سے براؤن سے آرڈر کر اکم اپنے متام منیالغوں کا خاتمه کر دیا تھا۔ اس لئے اب اس کے چیف بس بننے میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہی تھی۔ براؤن پونکہ اس کی نظر میں ایک مہمولی اور کمزور سا آدمی تھا۔ اس لئے اس نے یہی سوچا تھا کہ براؤن کو فی الحال زندہ رہنے دیا جائے۔ — البتہ بلیکی کے متعلق وہ جانتا تھا کہ وہ انتہائی خطرناک اور عیار آہی میں سے چنانچہ اس نے براؤن کو ساتھ ملا کر بلیکی کا خاتمه کر دیا۔ اور پھر بلیکی کی جگہ اس نے براؤن کو ہوٹل ایکارڈ میں منتقل ہبوا دیا۔ اور نو دا اس نے آر گنائزیشن کا چار ج سنبھال لیا۔ — اب بھی اُسے چند افراد سے خطرہ تھا۔ لیکن جب ان آدمیوں کی طرف سے

بھی کوئی منحصراً تو اس نے براوَن کا کاشٹا بھی درمیان سے نکال دینا مناسب سمجھا تاکہ اس ساری سازش کا مہیشہ کے لئے خاتمه ہو جائے چنانچہ اس نے ٹیلی فون کار سیور اٹھایا اور ہوٹل ایکارڈ د کے نمبر داخل کرنے شروع کر دیتے۔

"یس—براوَن سپیکنگ" — رابطہ قائم ہوتے ہی براوَن کی آواز سنائی دی۔ "جیف آف آر گنائزیشن رابٹ سپیکنگ" — رابٹ نے انتہائی تنگمانہ ہجھے میں کہا۔

"اوہ یس بس۔ یس بس۔ حکم بس" — براوَن نے گھر لئے ہوئے ہجھے میں کہا۔ کیونکہ رابٹ کے ہجھے میں بے حد سرد نہ ہری تھی۔ "کام کی کیا رپورٹ ہے" — رابٹ نے اُسی طرح سرد ہجھے میں پوچھا۔

"باس، کام اور کے ہے۔ کھلاڑی سیم پر رات زیر والیوں استعمال کیا گیا ہے۔ وہ اعصابی طور پر خاصاً ڈھیلہ ہو رہا ہے۔" براوَن نے جواب دیا۔

"وہ لارڈ ولنگٹن والے آدمی پہنچ گئے ہیں" — رابٹ نے پوچھا۔

"یس بس" — یہ نے پر وگام کے مقابلہ انہیں کمرے دے دیتے ہیں۔ وہ خاصاً ہوشیار آدمی لگ رہا ہے۔ وہ اس وقت ایک کیس میں بیٹھا پاکیشیا ٹیم کے میمنج اسرار احمد سے بات چیت

کر رہا ہے۔ میں نے خفیہ ٹیپ کی ہے۔ ابھی اس کی رپورٹ آنے والی ہے۔ براوَن نے جواب دیا۔

"رپورٹ جب آئے مجھے اس کی تفصیل بتانا۔ مجھے معاملہ کچھ کوڑپڑاگ رہا ہے" — رابٹ نے تیز ہجھے میں کہا۔

"یہ بس — اوہ بس۔ ایک منٹ ہولہ کیجیے۔ ٹیپ پہنچ گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے وہ اسرار احمد اٹھا گیا ہے" — براوَن کی آواز سنائی دی۔

"سناؤ جلدی" — رابٹ نے کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی دو آوازیں ٹیلی فون ریور سے سنائی دینے لگیں۔ ایک آواز عمران کی تھی جب کہ دوسری اسرار احمد کی جو کہ ٹیم کا منیجر تھا۔ رابٹ خاموشی سے بیٹھا ٹیپ سنتا رہا۔ اس کے چہرے سے عضلات تن سے گھٹے گتھے۔ اور تمکھوں میں چمک اکھر آنی تھی جب اُسی طرح کھٹک کی آواز آنے کے بعد آوازیں بند ہو گئیں تو اس نے پیچ کر کہا۔

"براوَن سنو۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ یہ وہ نہیں ہیں جو ہمیں بتایا گیا ہے۔ تم تو را ان سب کو زیر دلو پوائنٹ پر پہنچا دو۔ ایکشن گرڈ پ کو فوری حرکت میں لے آؤ" — رابٹ نے پیچ کر کہا۔

"اوہ یہ بس۔ شیک ہے بس" — براوَن نے گھرتے ہوئے جواب دیا۔

"دیکھو کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہوئی چل ہے۔ فوری ایکشن میں آجائے۔ اور پھر مجھے رپورٹ کر دے" — رابٹ نے پیچنے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اور براوڈن کے حامی بھرتے ہی رابرٹ نے رسیور رکھ دیا اور دوسرے
لمحے اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو اس نے میز پر پچھے ہو گئے سرخ رنگ
کے اندر کام کار رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پر پس کیا۔
”یہ باس“ — دوسری طرف سے ایک مودباناہ آواز سنائی
دی۔

”ٹامی — سکاٹ لینڈ یارڈ میں ہمارا آدمی ٹیپیال ہے اس سے
میری بات کراؤ“ — رابرٹ نے تیز لمحے میں کہا۔
”یہ باس“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھی
رسیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد ٹیپیال فون کی گھنٹی زج اکٹھی اور رابرٹ نے رسیور
اٹھایا۔

”یہ چیف باس رابرٹ“ — رابرٹ نے تکمانتہ بچے میں کہا۔
”ٹامی بول رہا ہوں باس — ٹیپیال سے بات کریں“ — ٹامی نے
مودباناہ بچے میں کہا۔ اور اس کے ساتھی کلک کی آواز ابھری۔

”یہ باس — ٹیپیال بول رہا ہوں۔ سکاٹ لینڈ یارڈ ہمیڈ کوارٹر
سے۔ ایک اور بھاری آداز گوئی۔“

”ٹیپیال — سکاٹ لینڈ یارڈ کا چیف لارڈ ولنگٹن کہاں ہیں ان سے
ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تم اس سے کسی ذریعے سے بات کر سکتے
ہو“ — رابرٹ نے کہا۔

”لارڈ ولنگٹن سے — لیکن باس وہ تو غیر علکی دورے پر ہیں“
ٹیپیال نے جواب دیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”کیا — کیا کہہ ہے ہے ہو۔ کب سے وہ یہاں نہیں ہیں“ — رابرٹ
نے بڑی طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔
”وہ گزشتہ ایک ماہ غیر علکی دورے پر ہیں باس“ — ٹیپیال
نے جواب دیا۔
”کیا تمہیں تکمیل یقین ہے“ — رابرٹ نے کہا۔
”یہ باس۔ مجھ سے زیادہ کوں جان سکتا ہے۔ میں ان کاپی سے
ہوں“ — ٹیپیال نے جواب دیا۔
”او۔ کے تھیں کیوں“ — رابرٹ نے اطمینان بھرے انداز
میں کہا۔ اور ایک طویل سائز لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔
اس کے چہرے پر چمک سی آگئی تھی۔ اُسی لمحے ٹیپیال فون کی گھنٹی ایک
بار پھر زج اکٹھی اور رابرٹ نے چونک کر رسیور اٹھایا۔
”یہ چیف باس رابرٹ“ — رابرٹ نے تیز لمحے میں کہا۔
چونکہ وہ نیا نیا چیف باس بتا تھا۔ اس لئے وہ اپنا نام سہ بار ضرور ساتھ
لیتا تھا۔

”براوڈن بول رہا ہوں جناب۔ حکوم کی تعییں ہو گئی ہے۔ اس عمران نے
اس کے احمد سے بات کرنے کے بعد دیس فریان سے آر گناہزیشن
کے متعلق پوچھ گچکی۔ اور اُسے موٹی رقم دی۔ جس کا علم کاؤنٹری پر ہو گیا۔
اس کے بعد فریان نے اُسے آسامی سمجھتے ہوئے اپنے بولے فریٹ
داسکی کے پاس فائیوسٹار بارے میں بخوا دیا۔ اس عمران نے برآمدے
میں ایک پیلک بوتھ سے اپنے ایک ساٹھی کو فون کیا۔ اور اُسے اپنی نگرانی
کے لئے کہا۔ یہ ساری باتیں چیک کر لی گئیں۔ چنانچہ ایکشن گروپ کو حرکت
ٹیپیال نے جواب دیا۔

میں لایا گیا۔ ڈیانا کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ واسکی نے چونکہ کچھ معلومات دے دی تھیں اس لئے ایکشن گروپ نے اُسے باہمی ہی گولی مار دی تھی۔ باقی سب افراد کو آسانی سے گرفتار کر کے زید دلوپوسٹ پر پہنچا دیا گیا ہے۔ براؤن نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

او۔ کے تم بھی دہیں پڑھ جاؤ۔ میں خود دہیں آ رہا ہوں۔ ان سب کی کوشی نگرانی کرنا۔ رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

ابھی اس نے رسیور کھاہی تھا کہ گھنٹی ایک بار پھر زخم اٹھی۔

یہ — چیف بس رابرٹ سپیکنگ — رابرٹ نے ایک بار پھر راٹھا تھا۔

او۔ تم بول رہا ہوں۔ میں کام پوریٹ سے۔ دوسری طرف سے

او۔ آرٹھم کیا بات ہے؟

بمحض اطلاعات مل رہی ہیں کہ تم نے ڈیوڈ کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اور خود چیف بس بن گئے ہو۔ اور پھر بیکی کو بھی ختم کر دیا ہے۔ بمحض تو پھر حال اس سارے چکر سے کوئی سر دکار نہیں۔ البتہ سماں امشن فرور نظرے میں پڑ گیا ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ یہ مشن ہمارے لئے کتنا ایم ہے۔ ٹیکسٹ پیغام میں باقی صرف تین روز رہ گئے ہیں۔ اور اس ٹیکسٹ پیغام کی ہادیت پر ہمارے اربوں پونڈ داد پر لگے ہوئے ہیں۔

او۔ آرٹھم نے سخت لہجے میں کہا۔

مسٹر آرٹھم۔ پہلے تو اپنا ہجہ درست کر کے بات کرو۔ تم آرگنائزشن کا

کے چیف بس سے بات کر رہتے ہو۔ سمجھے۔ اگر میں چاہوں تو تمہاری ساری کارپوریٹ ایکٹ لمحے میں تنکوں کی طرح بکھر جائے گی۔ اور تم اربوں پونڈ کا خواب ریکھتے ہوئے ترد قبر میں اتر جاؤ گے۔ سمجھے۔ دوسری بات یہ کہ آرگنائزشن جو کام ایشٹ میں ہوتی ہے اُسے ہر حالت میں پورا کرتی ہے۔ ہمارا مشن جاری ہے۔ اور کامیابی سے جاری ہے۔ رابرٹ نے انتہائی لمحہ لمحہ میں کہا۔

او۔ — تو تم بھی دھمکیاں دے، ہے ہو۔ تم جانتے ہو کہ آرٹھم کی کیا حیثیت ہے؟ — آرٹھم نے بھی انتہائی غصیلے لمحے میں کہا۔

بمحض تمہاری حیثیت کا اچھی طرح علم ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ تم ڈیوڈ سا بوقت چیف بس کے ذاتی دوست ہو۔ اور تم نے چھوٹے موٹے غنڈے بھی پال رکھے ہیں۔ لیکن تمہیں شاید آرگنائزشن کی طاقت کا علم نہیں۔ اب تمہارا دوست ڈیوڈ چیف بس نہیں ہے۔ سمجھے، رابرٹ نے انتہائی سر دلہجے میں کہا۔

دیکھو مسٹر چیف بس۔ — میرا آرگنائزشن سے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ اور نہ سی ہمہ اسی فیلڈ میں کوئی مقابلہ ہے۔ بمحض تو صرف اپنے مشن سے مطلب ہے اور بس۔ — باقی رہا ڈیوڈ الامسٹر تو وہ آرگنائزشن کا اپنا مسئلہ ہے۔ — آرٹھم نے اس بارہم پڑتے ہوئے کہا۔

او۔ کے — تو پھر بے نکر ہو جاؤ۔ تمہارا مشن کامل ہو جائے گا۔

راابرٹ نے جواب دیا۔ اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اب وہ ان لوگوں سے فوری طور پر بات چیت کرنا چاہتا تھا جو لا رڈ ولنگن کا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نام لے کر آئے تھے۔ حالانکہ لارڈ ونگٹن ایک ماہ سے ملک سے باہر رہتا۔ اس کا مطلب تھا کہ کوئی گھری سازش کی جا رہی ہے۔ اور وہ فوری طور پر اس سازش کو ختم کر دینا چاہتا تھا۔ تاکہ پھر اٹھینا سے آر گناہ نہ یشن کو چلا سکے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

عمران کو ایک تہہ خلنے میں لے جا کر ایک کمسی سے باندھ دیا گیا۔ گاؤں سے باندھنے والوں نے اپنی طرف سے باقاعدہ رسیوں سے باندھا تھا۔ لیکن عمران ان کے اندازی پن پر حیران رہ گیا۔ کیونکہ انہوں نے گا نٹھا ایسی عام سی دمی تھی کہ عمران جب چاہتا باز دوں کو ایک مخصوص جھٹکا دے کر رسیاں کھول سکت تھا۔ اُسے مانخواں میں لگے ہوئے بلیٹہ استعمال کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ بلیک ذیر و کوہی ساتھ دالی کرسی پر اسی طرح باندھ دیا گیا تھا۔

یہ ایک بڑا مل کمرہ تھا۔ جو ہر قسم کے ساز و سامان سے عاری تھا۔ بس سیاٹ دیواریں تھیں اور درمیان میں پانچ چھپ کر رسیاں موجود تھیں۔ مال کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا۔

عمران اور بلیک ذیر و کو باندھنے کے بعد وہ لوگ دروازہ بند کر کے باہر چلے گئے۔ تو عمران نے باندھوں کو مخصوص انداز میں جھپٹکا دیا۔ عقب

میں بندہ ہی ہوئی گانہ کھل گئی۔ اور رسیاں ڈھملی پڑ گئیں۔ اب بظاہر رسیاں بندہ ہی نظر آ رہی تھیں۔ لیکن اب ان رسیوں سے فوری طور پر نجات حاصل کرنا عمران کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اپنی رسیاں ایڈ جب کرنے کے بعد عمران نے بیک زید کو بھی ہدایات دیں اور بیک زید و بھی رسیوں کو اُسی پونزش پر لے آیا۔

لیکن اُسی لمحے دروازہ کھلا اور اس بار اندر داخل ہونے والوں کو دیکھ کر عمران چونک پڑا۔ کیونکہ صعدر کیپٹن شکیل اور جولیا ریوالورڈی کی ندیں ہاتھ سر پر کھے اندر داخل ہوئے۔

”داؤ۔ پوری بارات آ رہی ہے۔ دیہی گڑ“— عمران نے مکراتے ہوئے کہا۔

”تم خاموش رہو۔ ورنہ گولی مار دوں گا“— ان تینوں کو لے آنے والوں میں سے ایک نے انتہائی کوخت لمحے میں کہا۔

اور پھر اس نے عمران کی طرح ان تینوں کو بھی کرسیوں سے اُسی طرح بندھوا یا اور دروازہ بند کر کے باہر چلے گئے۔

”یہ کیا ہو رہا ہے عمران صاحب۔ آپ نے ہمیں کوئی ہدایات ہی نہ دی تھیں۔ اس لئے ہم چوہوں کی طرح بکڑ لئے گئے“— دروازہ بند ہوتے ہی صعدر نے قدرے تلخ بھے میں کہا۔

”چوہا اور شیر ایک ہی نسل کے ہوتے ہیں۔ بس چوہا ذرا بھیار ویمارہ رہتا ہے“— عمران کی زبان چل پڑی۔

”بکو اسی مدت کرد۔ یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوتا ہے۔ اس بارہ میں ایک شہر سے صاف صاف بات کر دیں گی۔ نہ تم ہمیں کچھ بتلتے ہو۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”کوئی پروگرام نہ کوئی پلاننگ۔ اور ہم احمدقوں کی طرح کپڑے جلتے ہیں۔“
جو لیاں نے غصے انداز میں پختے ہوئے کہا۔

اور اس کے ساتھ دالی کرسی پر بیٹھا ہوا بیک زید و جولیا کے اس فقرے پر دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ کیونکہ اب وہ جولیا کو یہ تو نہ بتا سکتا تھا۔ کہ جس ایکٹھو سے وہ شکایت کرنے کی دھمکی عمران کو دے رہی ہے وہ خود ساتھ دالی کرسی پر بندہ ہا بیٹھا ہے۔

”لماں تو مسٹر کیپٹن شکیل۔ آپ کیا بننا پسند فرمائیں گے۔ صعدر نے تو اپنے لئے چوہا منتخب کیا ہے اور جولیا نے احتق جانو دیعنی وہ میر امطلب ہے۔ اس کا نام تو سب جانتے ہیں۔ اب یہ ضروری تو نہیں کہ میں اس کا نام یعنی گدھی ہی ضرور نہیں سے ادا کر دی۔“— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن شکیل بے اغتسہار میں پڑا۔

”جولیا اور صعدر کا غصہ بجلے ہے عمران صاحب۔ دراصل اس بار واقعی ہم ہاتھ پر ملا بے بغیر ہی کپڑے سے گئے ہیں۔“— کیپٹن شکیل نے سہستہ ہوئے کہا۔

”ایسے باپ رے۔ بڑا خوفناک انتخاب ہے تھا را۔ یعنی ہاتھ پر ہی نہ ہل سکیں۔ ایسی صورت تو صرف لاش کی بی ہو سکتی ہے۔“
ومران نے زبردستی مطلب نکل لئے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے سیاہ رنگ کا سوٹ پہننا ہوا تھا۔ اس کے تیچھے دو آدمی تھے جنہوں نے لہقہوں میں مشین گنیں کیڑھی ہوئی تھیں وہ اندر داخل ہوئے ہی دو اسے

کی دونوں سائیڈ دل پر دیوار کے ساتھ پشت لگا کر گھڑے ہو گئے۔ ان دونوں کے پیچے جو نوجوان داخل ہوا اُسے دیکھ کر عمران چونکہ پڑا کیونکہ یہ ہوٹل ایکارڈ کا مینجر پر اُن کھا۔

"یہ لوگ ہیں بہادر جنہوں نے لارڈ لفٹش کی ٹپ دے کر کمرے حاصل کئے تھے" — لمبے تکنگے نوجوان نے انہی کرختے ہوئے میں بہادر سے منا طب ہو کر کہا۔

"میں باس۔ یہ پانچ افراد ہیں" — بہادر نے موبدانہ ہوئے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مشین گن مجھے دکھا دیں" — باس نے مرکرے ایک مشین گن بردار سے منا طب ہو کر کہا۔ اور مشین گن بردار نے بڑے موبدانہ انداز میں مشین گن اس کے

ہاتھ میں دے دی۔ عمران کے اعصاب تن گئے۔ وہ فرمی رہی ایکشن میں آنے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔ لیکن مشین گن لینے کے بعد باس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے اپنا رخ بہادر کی طرف پھر لیا۔

"یہ بتاؤ بہادر۔ کہ ڈیانا اور داسکی کو آر گناہن لیشن کے متعلق معلومات کس نے بھم پہنچائی تھیں" — باس کے ہوئے میں غراہٹ تھی "ڈیانا اور داسکی" — بہادر نے حیرت بھرے ہوئے میں کہا۔

"ہاں۔ اور سنو۔ مجھے یہ جواب نہ دینا کہ تم نے ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ میرے پاس تصدیق شدہ روپ روٹ ہے کہ ڈیانا پہلی رات

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

تمہارے کمرے میں ہی ہے۔ اور تم نے اس رات دل بھر کر شراب پی تھی۔ — باس کے ہوئے میں غراہٹ اور زیادہ عود کر آئی تھی۔

"بب۔ بب۔ — باس۔ میں نے شوری طور پر تو...." —

بہادر نے گھر اتے ہوئے ہوئے میں کہا۔

شوری اور لا شوری کا یک آر گناہن لیشن کی نظر دل میں بے معنی ہے۔ تم نے مخصوص راز لیکر آٹھ کیا ہے۔ اس لئے اب تمہاری سرماوت ہے۔ — باس نے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ بہادر کچھ کہتا باس نے ڈریکر دبادیا اور دوسرے لمحے مشین گن کا پورا برسٹ بہادر کے سینے پر پڑا اور وہ کسی لٹوکی طرح گھومتا ہوا فرش پر جا گرا۔ اُسے پھینکنے کی بھی مہلت نہ ملی تھی۔

"اس غدار کی لاش لے جائے بیٹی میں ڈال دد" — باس نے چھپتے ہوئے دوسرے مشین گن بردار سے کہا۔ اور وہ سر ملا تا ہوا تیزی سے آگے بڑھا۔ اور اس نے جھک کر فرش پر پڑی ہوئی بہادر کی لاش اٹھائی اور اسے کامن ہے یہ ڈال کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ اس نے اپنی مشین گن دوسرے آدمی کو دینے کی بجائے اپنے کامن ہے سے ہی لٹکای تھی۔ — اس لئے اس کے جانے کے بعد اب کمرے میں صرف وہ باس ہی مسلح رہ گیا تھا۔ جب کہ دوسرा آدمی خالی ہاتھ کھڑا تھا۔ کیونکہ اس کی مشین گن باس کے ہاتھ میں تھی۔

"ہاں۔ اب تم بتاؤ کہ تم لوگ کون ہو۔ اور یہاں کس مقصد کے لئے آئے ہو۔ لیکن پہلے میری یہ بات سن لو کہ مجھے یہ بتلنے کی ضرورت کیونکہ میرے پاس تصدیق شدہ روپ روٹ ہے کہ ڈیانا پہلی رات

نہیں کہ تم لارڈ ولنگٹن کے آدمی ہو۔ کیونکہ میں نے تصدیق کیا ہے
کہ لارڈ ولنگٹن گزشتہ ایک ماہ سے ملک سے باہر ہیں۔
باہر نے انتہائی سخت ہجے میں کہا۔

ادماس کی بات سن کر عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ واقعی
اس سے حماقت ہو چکی تھی۔ اُسے چاہئے تھا کہ لارڈ ولنگٹن کی پڑپ دینے
سے پہلے اس کی یہاں موجودگی توکنفرم کر لیتا۔ اور یہ وہ آسانی سے
کر سکتا تھا۔

سنو مسٹر پہلے تم آر گناہن لیشن میں اپنا عہدہ بتاؤ تاکہ مجھے
معلوم ہو سکے کہ میں کس سے بات کر رہا ہوں۔ عمران نے انتہائی
سبحیدہ اور بادقاہ ہجے میں کہا۔

تمہیں عہدہ سے کیا مطلب سنو میرے پاس اتنا وقت
نہیں ہے۔ اس لئے مختصر وقت میں تم اپنے متعلق سب کچھ بتا دو۔
ورنہ تم نے دیکھ ہی لیا ہے کہ جب میں اپنے آدمی کے ساتھ یہ سلوک
کر سکتا ہوں اور تم تو بہر حال اپنے آدمی نہیں ہو۔ نوجوان نے
کرخت ہجے میں کہا۔

سنو مسٹر تمہارا جو بھی عہدہ ہے۔ میری آر گناہن لیشن سے
کوئی مخالفت نہیں ہے۔ اگر میری آر گناہن لیشن سے مخالفت ہوتی
تو کم از کم میں آر گناہن لیشن کے ہوشی میں نہ آ کر رہتا۔ میری مخالفت
تھی کارپوریٹ کے باس آر ہشم سے ہے۔ عمران نے جواب
دیستے ہوئے کہا۔

آر ہشم سے تھا ری کیا مخالفت ہو سکتی ہے۔ نوجوان نے

چونکتے ہوئے کہا۔
”اسی لئے تو میں نے پہلے کہا تھا کہ اپنا عہدہ بتاؤ۔“ عمران
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میں آر گناہن لیشن کا چیف بس رابہٹ ہوں۔ اب بولو۔“
نوجوان نے کرخت ہجے میں کہا۔
”چیف بس رابہٹ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ چیف بس تو
ڈیوڈ ہے۔“ عمران نے واقعی حیران ہوتے ہوئے کہا۔
”مجھ سے پہلے وہی تھا۔ لیکن اب وہ ختم ہو چکا ہے اب میں ہوں
بولو۔“ رابہٹ نے کہا۔

”ادہ اچھا۔ دیری گڑ۔“ پھر تو مسلکہ سیدھا ہو گیا۔ سنو میرا
تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ ہمیں اطلاعات ملی میں کر
ٹھی۔ کارپوریٹ کا چیف بس آر ہشم ایک پین الاقوامی مجرم تنظیم
ریڈسٹار کے ساتھ مل کر پاکیشیا کے خلاف ایک سازش میں
شرکیں ہے۔ ہم اس آر ہشم پر ہاتھ ڈالنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہمیں
اس کا صحیح حد دار الجہ معلوم نہ تھا۔ اسی دوامی ہمیں پتہ چلا کہ آر ہشم نے
پاکیشیا اور گریٹ لینڈ کی کمیٹیوں کے سلسلے میں کسی چیز کے تحت
آر گناہن لیشن کے چیف ڈیوڈ سے بات کی ہے۔ اس لئے ہم
یہاں آئے تاکہ اس کیمیوں کے تحت ہم ڈیوڈ کے ذریعے آر ہشم تک
پہنچ سکیں۔“ عمران نے ایک نئی کہانی سنادی۔

”لیکن جب تمہارا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ اور تمہیں یہ یہ معلوم ہے
کہ پاکیشیا اور گریٹ لینڈ کے میچز کے سلسلے میں آر ہشم نے آر گناہن لیشن

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کی مدد حاصل کی ہے۔ تو تم نے اس چکر کی غزوہ جہان بین کی ہو گئی پھر تم
یکسے کہہ سکتے ہو کہ تم آر گناہ نویشن کے خلاف نہیں ہو۔
رابرت نے ہونٹ بھینٹے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں بتایا ہے کہ ہمارا تعلق سیکرٹ سرڈس سے ہے
اور تم جانتے ہو کہ سیکرٹ سرڈس ہر فر ایسے معاملات میں لامبہ ڈالتی
ہے جو بین الاقوامی سطح کے ہوں اور جن کا تعلق ملک کی تباہی دبربادی
سے ہو۔ کہ کہ یہوں کے میہزے سے ہمارا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔"
عمران نے باوقار ہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر کسی سازش کے تحت اس میج میں پاکیشیا کو ہرا دیا جائے
تو یہ تمہارے ملک کی عزت کی بے بادی نہ ہوگی۔" رابرت نے
سوچتے ہوئے کہا۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہماری بیت تو کھل کا حصہ ہے مسٹر رابرٹ۔ اس سے ملک کی عزت
کا کیا تعلق ہے۔ اور اگر کوئی سازش ہی ہے تو یہ سازش ظاہر ہے
یہم کی ہماری بیت سے متعلق ہے۔ اس کا سیکرٹ سرڈس سے
کوئی تعلق نہیں۔ اور پھر دیسے بھی ابھی تک اس سازش کی کوئی بات
سامنے نہیں آئی۔" عمران نے بڑے مطمئن ہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

یکن مچھے روپوٹ ملی ہے کہ تم نے یہاں آتے ہی پاکیشیا
یہم کے میخچرا اس ارادا حمد سے بات چیت کی ہے۔ اور اس بات چیت
کا پورا ایپ میں نے خود سنائے ہے۔ تم نے کھلاڑیوں کے کھرے
دیکھنے پر اصرار کیا تھا۔" رابرت نے کہا اور عمران سوچنے لگا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کہ آر گناہ نویشن اس کی توقع سے کہیں زیادہ باخبر ہے۔

"اگر تم نے گفتگو سنی ہے تو پھر تمہیں خود سمجھو جانا چاہیے تھا کہ یہ ہمارا
مشن نہ تھا۔ ایک سیکرٹ می سر لطاف کی ذاتی درخواست پر میں اس
رسمی طور پر اس ارادا حمد سے ملا تھا۔" اسرا ر احمد اس سیکرٹ می
کے بھتیجے ہیں۔ اس ارادا حمد صاحب کچھ مشکوک تھے۔ اس نے میں
نے سوچا کہ چلو ان کی قسمی کہ دمی بات تھے۔ یہکن وہ کھلاڑیوں کے کھرے
تک بھی مجھے نہ لے جا سکتے تھے۔ اس نے معاملہ ختم ہو گیا۔"

عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم دوست کہہ رہے ہو۔ یہکن اب صورت حال ایسی
ہے کہ میں تمہیں زندہ نہیں پھوڑ سکتا۔ ورنہ آر گناہ سے میرا کوئی تعلق
نہیں بلکہ یہ خود آر گناہ سے بھی دو دلائی کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے
پہلی بار بات چیت کرتے ہوئے گستاخانہ زبان استعمال کی
سکھی۔ رابرت نے کہا اور پھر میں گن عمران کی طرف سیدھی
کہلی۔

"سچھ لو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری اس حرکت کی وجہ سے ہم تمہارے
خلاف بھی ایکشن میں آجائیں۔" عمران نے ہمنہ بنائے ہوئے کہا۔
"تم اور میرے خلاف ایکشن میں ہوئے۔" رابرت نے
لہنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ یہکن فقرہ ختم ہونے سے پہلے
ہی اس کی آنکھیں پھیننے لگیں۔

"ارے یہ کیا۔ یہ دسیاں۔" رابرت نے چونک کر کہا۔
"یہ دسیاں صرف تمہارا جواب سننے کی منتظر تھیں۔" عمران

نے حیرت بھرے انداز میں کہا اور عمران سمجھ گیا کہ اس کے ذہن پر ابھی تک یہ حیرت انگریز دا قده چمٹا ہوا ہے۔ اور اسی حیرت سے تو عمران نے فائدہ اٹھایا تھا۔ ظاہر ہے دہیکن لخت تو رسیاں ہٹا کر نہ اٹھ سکتا تھا۔ اور جتنی دیر میں وہ رسیاں ہٹاتا۔ رابرت کے ہاتھ میں کپڑی ہوئی مشین گن گولیاں اگل دیتی۔ اس لئے اس نے رابرت کو اچانک حیرت زدہ کرنے کے لئے رسیاں یک لخت۔ ڈھیلی کیں۔ اور اس حیرت سے عمران نے فائدہ اٹھایا۔ رابرت ابھی تک اسی حیرت سے دوچار تھا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ رسیاں تمہارے جواب کی مفترض تھیں اگر تم تعاون کرتے تو رسیاں نہ کھلتیں اور تمہارا حکم از کم ایک ۲ دنی تو زندہ رہ جاتا۔ یعنی تم نے تعاون سے انکار کر دیا۔ چنانچہ رسیاں بھی اور تمہارے آدمی کی روح کی گانٹھ بھی ساتھی کھل گئی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ظاہر ہے مشین گن اب رابرت کی طرف ہی اٹھی ہوئی تھی۔

"اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تمہارا تعلق دا قمی سیکرٹ مردوں سے ہے۔ حرف سیکرٹ ایکنٹ سی اس قدر پھر تی سے کام لے سکتے ہیں۔

رابرت نے ہونٹ پھینکتے ہوئے کہا "چلو شکر ہے تمہیں یقین آ گیا تو کیا خیال ہے میں دوبارہ بیٹھ کر رسیاں باندھ لوں۔ یعنی تمہارے آدمی کی روح دا پس اس کے جسم میں نہیں جاسکتی"۔ عمران نے منہ بنلتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے ایسے آدمیوں کی پرواہ نہیں ہے۔ یعنی مجھے تم صحیح صحیح بتا دو

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بھلی کی سی تیزی سے اچھلا۔ اور فائرنگ کے عین ساتھی رابرت کے علاق سے چیخ لکھی۔ اور وہ گھومتا ہوا فرش پر جا گما۔ عمران نے عین اُسی لمحے اس پر چھلانگ لگادی تھی۔ جس لمحے وہ ٹریکر دبارہ اپنا تھا اور ٹریکر دشنس سے صرف یک ھٹکنے عتنے عرصہ پہلے وہ اس کے پاتھ کو ضرب لکا کر اپنچا کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس طرح مشین گن کی گولیاں جھپٹ سے لکرائیں۔ اس کے ساتھی عمران نے دوسرے لمحے کے زور دار ھٹکنے سے رابرت کی گمدن پکڑ کر زور سے اُسے گھما دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مشین گن تو عمران کے پاتھ میں آ گئی۔ جب کہ رابرت چھپتا ہوا گھوم کر فرن پر گا۔ اُسی میں عمران کے ہاتھ میں موجود مشین گن ایک بڑھر چیخ اٹھی۔ اور دو طرزے کے ساتھی لھڑا ہوا رابرت کا ساتھی چھپتا ہوا پہلے دیوار سے ٹکرایا اور پھر خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح دھپ سے نیچے فرش پر جا گما۔ اس کا ہاتھ صورت حال دیکھ کر حبیب کی طرف یارا تھا۔ اس لئے عمران نے اس پر پرا بہست ہی کھول دیا تھا۔

بیک زیر دلکھی اس دو ماں رسیاں کھول کر اٹھ چکا تھا اور اس نے اٹھتے ہی باقی ساتھیوں کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔

رابرت اب فرش سے اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ یعنی اس کا چھرہ سُتا ہوا تھا۔ جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ داتی اس قدر حیرت انگریز طور پر سچوڑنے بدالی بھی جاسکتی ہے۔

"تم تو بندھے ہوئے تھے پھر رسیاں کیسے کھل گئیں"۔ رابرت

کہ تم لوگ یہاں کس چکر میں آئے ہو۔ — رابرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے پڑھے پر ایسا اطمینان تھا جیسے اس کی طرف مشین گن کی سجلے پہلوں بھری شاخ اٹھی ہوئی ہو۔ شاید وہ اس لئے مطمئن تھا کہ یہ اس کا اڈہ ہے اور باہر اس کے آدمی موجود تھے۔

”تمہارا اطمینان بتا رہا ہے کہ تم خاصے مضبوط اعصاب کے مالک ہو۔ لیکن جو کچھ میں نے تمہیں پہلے بتایا ہے دہی درست ہے اور یہ یہی سن لوکہ میں اپنی بات دوہرائے کا عادمی نہیں ہوں۔ — تم صرف مجھے اتنا بتا دو کہ اس آرکھم کا مخصوص اڈہ کون سا ہے۔ اور اس کا حلیہ اور قدر قائمت کیا ہے؟“ — عمران نے اس بارہ قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”بس اتنی سی بات۔ تم دا قعی مجھے حیرت زدہ کر رہے ہو۔ ادھر تم کہتے ہو کہ میں سیکرٹ ایکنٹ ہوں۔ پھر لارڈ ولنگٹن کی غلط ٹپ دے کر تم نے ہوٹل ایکارڈ میں کمرے حاصل کر میں۔ لیکن اب تم مجھ سے صرف آرکھم کا حلیہ پوچھ رہے ہو۔ — یہ سب باتیں ایک دوسرے کی متفضادیں۔ اگر تمہیں صرف آرکھم چاہیئے تھا تو کم از کم تم ہوٹل ایکارڈ میں کمرے حاصل کرنے کے لئے اتنا لمبا چکرنا چلاتے۔ کسی بھی اور ہوٹل میں رہ کر ٹیکار پوریٹ کا صدر دفتر معاوم کر سکتے تھے۔ اور پھر دنیا سے آرکھم بھی تمہیں مل سکتا تھا۔“ — رابرٹ نے باقاعدہ دیکھوں جیسے انداز میں جم جم کرتے ہوئے کہا۔

اور جواب میں عمران پڑا۔ کیونکہ رابرٹ دا قعی ذہین آدمی تھا۔ اس نے عمران کی باتوں میں کمزوریاں بڑی ذہانت سے ڈھونڈھنکالی

تھیں۔ حالانکہ عام مجرم ان باتوں پر غور نہیں کیا کرتے۔ ”کھیکھتے ہے۔ — تم نے کافی تقریب کر لی ہے۔ ادب میرے ساتھی کے لئے تمہارا لہجہ اپنانا آسان رہے گا۔ یکوں کیپٹن شکیل۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے پاس کھڑے کیپٹن شکیل سے منا طلب ہو کر کہا۔

”بالکل عمران صاحب۔ اتنی تقریب کے بعد تو بہت آسانی ہو گئی ہے۔“ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے رابرٹ کے لہجے میں جواب دیا۔ اور رابرٹ چونکہ کیپٹن شکیل کو دیکھنے لگا۔ کیونکہ واقعی کیپٹن شکیل نے اُسی کے لہجے اور انداز میں بات کی تھی کہ معمولی سافر قبھی محسوس نہ ہو رہا تھا۔

”لک۔ لک۔ کیا مطلب کیا تم اس آدمی کو میرے لیک اپ میں لے آنا چاہتے ہو؟“ — رابرٹ نے پہلی بار پیشان سے لہجے میں کہا۔

”لماں مسٹر رابرٹ۔ یہ ضروری ہے۔ تاکہ تمہاری آرگنائزیشن کو اب درست طور پر چلا یا جاسکے۔ ورنہ اکاؤنٹس بے ایخ دا لے لمبے غبن نکالے کھڑے ہوں گے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”ادھ۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ سہر گو نہیں کر سکتے۔ یہ میرا اڈہ ہے۔ یہاں سے تم کسی صورت بھی باہر نہیں جا سکتے۔“ — رابرٹ نے اس بارہ بڑی طرح پیشان ہوتے ہوئے کہا۔

”جب چین باس مسٹر رابرٹ ہمارے ساتھ ہوں گے تو پھر کس کی جرأت ہے کہ وہ نہیں روک سکے؟“ — عمران نے مسکراتے ہوئے اس بارہ بڑی طرح پیشان ہوتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

جواب دیا۔

"تت—تت—تم چلہتے کیا ہو مجھے بتاؤ۔ میں تمہارے ساتھ تعادن کر دیں گا۔ میں تمہیں آرٹھم کا خاص پتہ بتا دیتا ہوں۔" رابرٹ کا الہمینان اب مکمل طور پر کافر ہو چکا تھا۔

"سنومسٹر رابرٹ—اب کھل کر باتیں سن لو۔ اگر ہم چاہیں تو تمہاری پوری آرگنازیشن کا خاتمہ کر دیں۔ لیکن اس سے ہمیں براہ راست کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ ایک تو آرگنازیشن کی بجائے کوئی اور گرد پ سامنے آ جائے گا۔ جرام صرف تمہاری آرگنازیشن کے خاتمے تھے کامل طور پر تمہم نہیں ہو جائیں گے۔ اور دسری بات یہ کہ ہماری تمہارے ساتھ براہ راست کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اور نہیں کہ تمہارے آرگنازیشن نے ہمارے خلاف براہ راست کوئی اقدام کیا ہے۔

بس تمہارا تصور فی الحال اتنا ہی ہے کہ تم نے یہاں ہوشیں میں ہماری ٹیم کے دو کھلاڑیوں کو اعصابی طور پر تنگ کیا ہے۔ ہمارا اصل مجرم آرٹھم ہے۔ نیٹی۔ کارپوریٹ کا چیف بیس۔ جو اپنے لایٹ کے لئے ناجائز طور پر پاکیشیا ٹیم کو شکست دلانا چاہتا ہے۔ اس لئے تم صرف اتنا چلتے ہیں کہ ٹیم اصل کھیل کھیلے۔ یا رجیٹ کھیل کی وجہ سے ہو۔ ناجائز دباؤ کی وجہ سے نہ ہو۔ بولو۔ کیا تم اس سے میں ہمارے ساتھ تعادن کرنا چلتے ہو یا نہیں۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ ہجے میں کہا۔

"میں تیار ہوں۔ لیکن اس کے لئے تمہیں بھی میرے ساتھ تعادن کرنا ہو گا۔ ہماری آرگنازیشن کی ساکھہ کا مسئلہ ہے۔ اگر ہماری ساکھہ

ایک بار بھی خراب ہو گئی تو سمجھو آرگنازیشن بے موت مار گئی۔"

رابرٹ نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے پوری تفصیل بتاؤ۔ ہمیں صرف اپنے کام سے غرض ہے۔ اگر ہماری غرض پوری ہو جاتی ہے تو ہمیں خواہ خون بہانے سے کوئی مطلب نہیں ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"اگر تم اجازت دو تو میں کسی پر بیٹھ جاؤں۔" رابرٹ نے کہا۔

"سوری مسٹر رابرٹ۔ ہم سب تمہارے ساتھ کھڑے ہیں۔ اور یہ سن لو۔ اگر تم وقت فضائع کرنے کے لئے ایسی باتیں کر رہے ہو۔ یا تمہیں کہیں سے امداد آنے کی توقع ہے۔ تو یہ بات پلے باندھ لو کہ ہمارے ساتھ تو جو کچھ ہو گا بعد میں ہو گا۔ تمہارا اسینہ پیک چھپکنے میں گولیوں سے چھلنی ہو جائے گا۔" عمران کا ایجھے لے حسد د تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہاری ٹاپ سمجھ گیا ہوں۔ سنو۔ نیٹی کارپوریٹ نے ہمارے ذمہ صرف اتنا کام لگایا ہے کہ ہم پاکیشیا کے چیہہ ہ چدہ کھلاڑیوں کو اس طرح اعصابی طور پر پیشان اور مفلوج کر دیں کہ پاکیشیا ٹیم اپنا صحیح کھیل پیش نہ کر سکے۔" البتہ انہوں نے پاکیشیا میں دو کھلاڑیوں کو رد کرنے کا کام بھی ہمیں دیا تھا۔ جو ہم نے برادری کر دی پ کے ذمہ لگادیا تھا۔ کیونکہ برادری کے گروپ فارن میں کام کرتا تھا۔ اور اس کے چیف نے پورٹ دے دی ہے کہ ان دو کھلاڑیوں کو انہوں نے میں کہا۔

"ہم نے یہاں پاکیشیا ٹیم کے ہنچتے ہی اپنا مش شروع کر دیا ہے۔ اور ہم نے چند سانسی آلات کی مدد سے دو کھلاڑیوں کو اعصابی طور پر مفلوج کر دیا ہے۔ اور ٹیٹ پیچ کے شروع ہونے تک

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہم نے مسلسل ایسا کرنا تھا۔ اب تم جیسے کہ ہم دیسے کرنے کو تیار ہیں۔
بشرطیکہ آر گنائزیشن کی ساکھ خراب نہ ہو۔ رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ بتاؤ۔ اگر آر ٹھم کو ہٹا دیا جائے تو کیا ٹھیکار پوریٹ ختم ہو جائے گی۔" عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔
"نہیں۔ وہ بہت بڑا ادارہ ہے۔ ایک آر ٹھم ختم ہو گا تو دس اس کی جگہ لے لیں گے۔" رابرٹ نے جواب دیا۔

"تو پھر تمہارے خیال میں کیا ہونا چاہیے؟" عمران نے کہا۔
"میرا خیال ہے کہ تم اپنی ٹیم کے میمبر سے بات کرو۔ وہ اپنے کھلاڑیوں کو کہہ دے کہ وہ لوگ یہی متاثر دیں کہ جیسے وہ اعصابی طور پر ختم ہو رہے ہیں۔ اس طرح فی ٹھیکار پوریٹ مطمئن رہے گا۔ بعد میں کھیل کے دران وہ کچھ نہ کر سکیں گے۔ البتہ ہم ان کے خلاف اب کچھ نہیں کریں گے۔ اور ہم آر ٹھم کو ہی کہتے رہیں گے کہ تم باقاعدہ ایکشن میں ہیں۔" رابرٹ نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"سنو۔" اگر اچانک گریٹ لینڈ کا بھاؤ بڑھنا چاہیے تو کیا آر ٹھم تمہیں ایسا کرنے سے خود نہیں روک دے گا۔" عمران نے سر بلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ لیکن ایسا ہونا ممکن ہے کیونکہ اب پیچ میں صرف تین روز باقی رہ گئے ہیں۔ اور پاکیشیا کی ٹیم کا بھاؤ اس قدر چڑھ چکا ہے کہ اب وہ ڈاڈن نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد کے پیچ کے بارے میں کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ اس کا دائرہ ماراں پیچ کے فیصلے

"پہ ہی ہو گا۔" رابرٹ نے جواب دیا۔

"سنو۔" اگر گریٹ لینڈ کا بھاؤ چڑھانا ہو تو اس کے لئے کتنی رقم کی ضرورت ہوگی؟" عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"میں نے کہہ دیا ہے کہ ایسا ہونا اب ناممکن ہے۔ کم از کم دس کروڑ پونڈ کی شہری طین صرف گریٹ لینڈ پر لگیں تب جا کر بھاؤ بڑھے گا۔ اور یہ اتنی بڑی رقم ہے کہ جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔" رابرٹ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم میری بات سن لو۔ تم نے اپنی آر گنائزیشن کی طرف سے دس کروڑ پونڈ کی شہری طین صرف دو دنوں کے اندر گریٹ لینڈ پر لگانی ہیں پیش سے ایک روز قبل تک گریٹ لینڈ کا بھاؤ بڑھ جانا چاہیے۔ یہ ضروری ہے۔" عمران نے فیصلہ کرنے لہجے میں کہا۔

"سوری مسٹر عمران۔ آر گنائزیشن کے پاس اتنی رقم نہیں ہے۔" رابرٹ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ میں نہیں جانتا۔ تمہارے ہی تنظیم ڈاکے مارے۔ یا بیک لوٹے۔" جو مرضی آئے کرے۔ یہیں دو دن کے اندر اندر بھاؤ بڑھنا چاہیے۔ دو روز میں تمہاری پوری آر گنائزیشن کو تکوں کی طرح بکھر کر رکھ دیں گا۔ اور یہیں سن لو کہ اب اگر تم نے کھلاڑیوں پر کوئی تحریک آزمانے کی کوشش کی تو پھر تمہارے لئے جان بچانے کا کوئی چانس باقی نہ رہ جائے گا۔"

عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"سنو۔" سنو۔ میری بات سنو۔ ایسا ہونا ممکن ہے۔ دو روز میں چاہئے ہم جتنی بھی کوشش کریں۔ اتنی بڑی رقم اکٹھی نہیں کر سکتے۔ اور

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

پھر اگر ایسا ہو بھی جائے تو اس کا سارا فائدہ آر تھم کو جائے گا۔ اس لئے ستو۔ میں تمہیں ایک اور بات بتاتا ہوں۔ سنو۔ میری بات سنو۔ رابرٹ نے بڑی طرح ہانپتے ہوئے کہا۔

"ماں بتاؤ۔" — عمران نے ہونٹ کھاتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے تمہیں یہ تو بتا دیا تھا کہ آر تھم کی جگہ دس دوسرے آدمی لے گئے یعنی یہ نہیں بتایا تھا اور اس لئے نہیں بتایا تھا کہ تم یقین نہ کرو گے۔ — لیکن میں جو کچھ کہہ رہا ہوں پس کہہ رہا ہوں۔ اگر تم یہ دس کرو پونڈ دالی شرط انہیں کبھی نہ بتاتا۔" — رابرٹ نے ہونٹ بھینختے ہوئے کہا۔

"تم یہی کہنا چاہتے ہو کہ می۔ ٹی کار پوریٹ کا اصل مالک لارڈ ولنگٹن ہے۔ سکاٹ لینڈ یارڈ کا چیف۔" — عمران نے بڑے بے نیازانہ ہجے میں کہا۔

اور رابرٹ عمران کی بات سن کر اس بڑی طرح اچھلاک جیسے اس کے پیروں تلے کرنٹ آ گیا ہوا۔

"اوہ اوہ۔" — تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ اوہ اگر تمہیں پہلے ہی معلوم تھا تو پھر تم نے لارڈ ولنگٹن کا نام کیسے استعمال کیا۔ یہاں رہنے کے لئے کیونکہ جس حکمر میں تم آئے ہو۔ وہ تو ہے ہی لارڈ ولنگٹن کے خلاف۔" رابرٹ کی انکھیں حیرت سے کافی تک پھیل چکی تھیں۔

"ممحے کافی عرصے سے اس بات کا علم تھا کہ لارڈ ولنگٹن خفیہ طور پر کسی شرط لگانے والے بڑے ادارے کے مالک ہیں۔ اس لئے سر کارنی طور پر ایسے اداروں کے خلاف موثر کارہ دائی نہیں کی جاتی۔ اور سنو میں نے

ہوٹل میں رہنے کے لئے جان بوجہ کر لارڈ ولنگٹن کا نام استعمال کیا تھا تاکہ تمہیں اس بات کا یقین آ جائے کہ ہمارا اس مشن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور ہم آسانی سے کام کر سکیں۔ — لیکن تم نے شاید صرف اس بات پر کہ لارڈ ولنگٹن مالک سے باہر ہیں۔ ہمیں اچاک پکڑ لیا۔ اور میں بھی اپنے ساقیوں سہیت یا ہاں اس لئے آ گیا۔ کہ پیغ میں باقی بہت بخوبی سے دن مہ کئے تھے۔ اور آگنازہ یشن کو گزندول کرنے کے لئے ماستہ بنلنے میں کافی دن لگ جاتے۔ — عمران نے دھنادت کر تھے ہوئے کہا۔

"ست۔ ست۔" — تم واقعی انتہائی ذمیں اور شاطرانہ دماغ رکھتے ہو۔ مجھے اب تمہاری باتوں پر کمل یقین آ گیا ہے۔ سنو۔ میری بات جو میں کہنا چاہتا تھا۔ اگر لارڈ ولنگٹن چاہتے تو یہ مشکل حل ہو سکتا ہے۔ اگر وہ می۔ ٹی کار پوریٹ کے آر تھم کو حکم دے دے کہ اس بار کوئی چالاکی نہیں ہوگی۔ — تو آر تھم کی مجال نہیں ہے کہ وہ کوئی چالاکی کرے۔ نیھر اگر پاکیشیا جیت جاتا ہے تو می۔ ٹی کار پوریٹ بہر حال اتنی سرمایہ دار ضرر نہیں کرے کہ ساری رقم کی ادائیگی کر سکتی ہے۔ اور اگر کمیٹ یونٹ جیت جاتی ہے تو پھر انہیں کچھ کرنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے گی۔" — رابرٹ نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن ابھی تم خود بتا رہے تھے کہ لارڈ ولنگٹن مالک سے باہر ہے۔ ظاہر ہے آر تھم کو بھی اس بات کا علم ہو گا۔" — عمران نے کہا۔ "وہ جہاں بھی ہو۔ اس سے رابطہ قائم ہو سکتا ہے۔ آگنازہ یشن کے پاس اس کی ایک ایسی کمزوری موجود ہے جس کا علم اُس سے جوئے ہی وہ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”مسٹر عمران۔— میں ابھی حال ہی میں آرگناائزیشن کا چیف بنا ہوں۔ اس سے پہلے میں نمبر ٹو تھا۔ البتہ بیک میلنگ شبے کا سربراہ میں تھا۔

اس نے جب یہ ثبوت میرے ہاتھ لگا تو میں نے اسے کسی خاص موقع کے لئے سنبھال کر رکھ لیا۔ اور اسٹاف لے کر آنے والے ایکٹر کو رد ڈائیکٹر میں ختم کر دیا۔ دوسرا بات یہ کہ آرٹھم پہلے ٹیفٹ ڈیوڈ کا انتہائی لنگوٹیا دوست تھا۔ اس نے اگر میں یہ اسٹاف ڈیوڈ کے سامنے لے آتا تو وہ خود کچھ کرنے کی بجائے اسے آرٹھم کے حوالے کر دیتا۔ اور آرٹھم خود اپنے فائدے میں اسے استعمال کرتا۔ اس نے میں خاموش رہا۔ اور شاید اب بھی میں تمہیں نہ بتا تاکہ یونکہ لارڈ دلنگٹن اگر میرے قابو آ جاتا تو میں آرگناائزیشن کو اور زیادہ پھیلا سکتا تھا۔ لیکن کھڑے ہوں گے“— رابرٹ نے کہا۔

”تمہارے پاس وہ ثبوت موجود ہے۔— عمران نے تیرنے لیے میں پوچھا۔

”ماں۔ میرے پاس ایک ایسی خفیہ فلم موجود ہے جس میں لارڈ دلنگٹن آرٹچ کی خفیہ میلنگ کی صدارت کر رہا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس میلنگ میں ملکہ کو بیک میل کرنے کی پلانگ کی گئی۔ اور ملکہ کو بیک میل کرنے کا اسٹاف بھی لارڈ دلنگٹن نے ہی اپنے آدمیوں کو مہیا کیا۔ یہ ایسا ثبوت ہے جس سے کسی صورت بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔— رابرٹ نے جواب دیا۔

”لیکن تم نے اسے استعمال کیوں نہیں کیا۔— عمران نے چند

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہرچیز تسلیم کرنے پر مجبور ہو گا۔— رابرٹ نے کہا۔

”کیا ہمزرہی ہے۔— عمران نے چونکہ کہ پوچھا۔ یہ داقی اس کے لئے ایک نئی بات تھی۔

”لارڈ دلنگٹن ایک خفیہ مجرم تنظیم آرٹچ کا سربراہ ہے۔ یہ تنظیم گریٹ لینڈ کے بڑے بڑے ہمراہ داروں اور لارڈز کو بیک میل کر کے موتی رقمیں وصول کرتی ہے۔ اور شاید تمہیں یقین نہ آتے کہ گریٹ لینڈ کی ملکہ بھی آرٹچ کاشکار ہو چکی ہے۔ اور یہاں کے تمام بڑے بڑے لارڈ بھی اس کا شکار ہیں۔ اس نے اس بات کا ثبوت پریس میں دے دیا جائے کہ آرٹچ کا سربراہ لارڈ دلنگٹن ہے۔ تو یقین کرو۔ لارڈ دلنگٹن تو ایک طرف رہا۔ اس کا پورا خاندان ایک لمحے میں ہوت کی وادی میں دھکیل دیا جائے گا۔ کیونکہ پورے گریٹ لینڈ کے اعلیٰ حکام اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔— رابرٹ نے کہا۔

”تمہارے پاس وہ ثبوت موجود ہے۔— عمران نے تیرنے لیے میں پوچھا۔

”ماں۔ میرے پاس ایک ایسی خفیہ فلم موجود ہے جس میں لارڈ دلنگٹن آرٹچ کی خفیہ میلنگ کی صدارت کر رہا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس میلنگ میں ملکہ کو بیک میل کرنے کی پلانگ کی گئی۔ اور ملکہ کو بیک میل کرنے کا اسٹاف بھی لارڈ دلنگٹن نے ہی اپنے آدمیوں کو مہیا کیا۔ یہ ایسا ثبوت ہے جس سے کسی صورت بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔— رابرٹ نے جواب دیا۔

”لیکن تم نے اسے استعمال کیوں نہیں کیا۔— عمران نے چند

بچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بچھے تمہارے دعے پر یقین ہے۔ اور میں تمہیں کبھی یقین دلاتا ہوں۔ کہ آرگنائزشن کمپنی بھی پاکیشیا کے خلاف کوئی کام نہ کرے گی۔ بلکہ اگر کبھی کوئی اطلاع بمحضے ایسی ملی جس میں پاکیشیا کا فائدہ ہوا تو میں تمہیں خود اس کی اطلاع دوں گا"۔ رابرٹ نے سرملاتے ہوئے کہا۔

"ویرسی گڈ"۔ پھر تو تم چارے دوست ہو گئے۔ اور یقین کرو ہم سے دوستی لکھا کر تم بھیشہ فائدے میں ہو گے"۔ عمران نے مشین گن کو ایک طرف ہٹاتے ہوئے جواب دیا۔

"بچھے یہ دوستی دل و جان سے قبول ہے"۔ رابرٹ نے مصلحت کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کے پیہے چھپے مسروت کے آثار نمایاں تھے۔ جیسے اُسے اس دوستی پر بے حد فخر محسوس ہو رہا ہو۔ اور عمران نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کا ہاتھ نہ صرف تھام لیا بلکہ اُس سے ذرا سادبا بھی دیا۔ دوسرے لمحے رابرٹ یوں پیچتا ہوا اچھلا جیسے عمران نے اس کا ہاتھ دلانے کی سجائے ہتھیلی میں سوئی چھپو دی ہو۔

"ارے کیا ہوا۔ کیا بولٹ تنگ کر رہے ہیں"۔ عمران نے چران ہوتے ہوئے رابرٹ کے جو توں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جیسے رابرٹ جو تانگ ہونے کی وجہ سے اچھلا ہو۔

"تت۔ تت۔" تم آخ کیا پیز ہو۔ میرے ہاتھ کی ہڈیاں ٹوٹی رہ گئیں۔ اور بچھے یوں محسوس ہو رہے ہیں جیسے میرا ہاتھ کسی آہنی شکنے

تیں کس دیا گیا ہو"۔ رابرٹ نے اپنا ماہنگ زور دے سے جھکلتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"اچھا۔ لیکن میں نے تو صرف دوستی کی خاطر آہستہ سے دبایا تھا" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"حیرت انگریز۔ تم دا قبیحہ حیرت انگریز آدمی ہو۔ بچھے اپنی طاقت پر ہمیشہ نازد ہے۔ لیکن تم میں تو شاید ما فوق الغطرت طاقت سے" رابرٹ نے سرملاتے ہوئے کہا۔ دہاب پوری طرح عمران سے مرعوب نظر آ رہا تھا۔

"وہ ثبوت۔ وہ جو تم دوستی کے پہلے تحفے کے طور پر دے رہے تھے"۔ عمران نے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔ "ہاں۔ آدمیر سے ساختہ"۔ رابرٹ نے کہا اور دہانے کی طرف بڑھ گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"باقس۔ پچھے غیر ملکی اخبار نویس جن کی تعداد چار ہے۔ اُسی منزل پر
باقس۔ کچھ اپنے خاص
کامیاب کارروائی کی تھی۔ آرٹھم نے فوراً ہی^⑥ کامیابی کی تھی۔ آرٹھم کے
دستیاب اٹھایا۔

"یہ۔ آرٹھم بول رہا ہوں۔ آرٹھم نے سمجھا نہ ہے میں

"باقس۔ میں رچڑ بول رہا ہوں ہوٹل ایکارڈو سے آرگناائزشن نے
اعصانی حالت آج صحیح بے حد خراب تھی۔ لیکن باقس ایک عجیب و غریب
صورت حال دیکھنے میں آئی ہے۔ رچڑ نے کہا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو تم۔ آرٹھم نے چونکتے
ہوئے پوچھا۔

"باقس۔ کچھ اخبار نویس جن کی تعداد چار ہے۔ اُسی منزل پر

کھڑے ہیں جہاں پاکیشیا ٹائم ٹھہری ہوتی ہے۔ حالانکہ حفاظتی انتظامات
کے تحت انہیں وہاں نہ کھڑہ ایسا جاسکتا تھا۔ لیکن آرگناائزشن کے چیف
باس کے خصوصی حکم پر نے منیجر باداں نے انہیں کھڑہ ایسا۔ اس کے
بعد ان میں سے ایک آدمی پاکیشیا ٹائم کے منیجر سے ملا۔ وہ ایک کیمین
میں فغیہ طور پر بات چیت کرتے ہے۔ تھے۔ اس کیمین کی دیٹریکٹر مارگریٹ تھی۔
پھر منیجر کے جانے کے بعد مارگریٹ کیمین کے انہوں اس آدمی سے باتیں
کہتی ہی۔ بعد میں اس نے کاؤنٹری پر سے ٹیکلی فون پر اپنے بولنے
فرمیڈ واسکی کو فون کیا۔ اور اس سے بتایا کہ ایک موٹی آسامی اش کے
پاس بھج رہی ہے۔ وہ آدمی دہاں سے نکل کر برآمدے ہیں موجود ایک
پیلک بو تھا میں گیا۔ اس نے دہاں سے بخانے کہاں فون کیا۔ اس
کے بعد وہ ہوٹل سے نکل کر داسکی کے مخصوص اڈے نے فائوسٹار بار میں
پنج گیا۔ میں بھی اس کے تیجھے گیا۔ کیونکہ میں اس آدمی سے مشکوک ہو گیا۔
تھا۔ لیکن باقس اس دوہاں آرگناائزشن کا ایکشن گرڈ پر دہاں پنج گیا۔
انہوں نے داسکی کو گولی مار دی۔ اور اس آدمی کو جبراً ساتھ لے گئے۔ اسی
دوہاں ایکشن گرڈ کا ایک اور گرڈ پر دہاں پنج گیا اور وہ اس آدمی کے
تیجھے آنے والے ایک اور آدمی کو ساتھ ہی اٹھا کر باہر لے گیا۔ اور
پھر ان دونوں کو ایک ہی کار میں بٹھا کر وہ لے گئے۔ میں داپس ہوٹل
آیا تو دہاں بتہ چلا کہ ان کے باقی ساتھیوں کو بھی چیفت باقس کے حکم پر
جرماں کے کمروں سے اغوا کر کے آرگناائزشن کا ایکشن گرڈ پر اپنے
ساتھ لے گیا ہے۔ وہ کمروں میں موجود ان کا سب سامان بھی ساتھ
لے گئے ہیں۔ اور قبضے سے وہ سب غائب ہیں۔ پچڑنے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 ”اوہ— اس کا مطلب ہے۔ اندر ہی اندر کوئی خاص چکر حل رہا ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم پوری طرح ہوشیار رہنا۔ میں آرگنائزشن کے چیز سے بات کرتا ہوں۔— آرٹھم نے سخت لمحے بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے تیزی سے فون کے نمبر ڈال کرنے شروع کر دیئے۔
 ”یہ— زیور ڈارکٹ“— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔ یہ آرگنائزشن کے ہیڈ کوارٹر کا مخصوص کوڈ تھا۔
 ”میں آرٹھم بول رہا ہوں۔ اپنے چیف بس سے بات کراؤ۔“
 آرٹھم نے کرخت لمحے میں کہا۔
 ”سوہی سر— چیف بس تھوڑی دیر پہلے کہیں چلے گئے ہیں۔“
 ”اوہ میں معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں گئے ہیں۔“ دوسری طرف سے مودمانہ لمحے میں جواب دیا گیا۔
 ”اوہ کے۔ جیسے ہی وہ ہیڈ کوارٹر میں میری طرف سے پیغام دے دیں کہ وہ مجھ سے بات کر لیں۔ ایک ایمر غبی مسئلہ ہے۔“
 آرٹھم نے کہا۔

”یہ سر۔ ان کو اطلاع دے دی جائے گی۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اوہ آرٹھم نے زیور رکھ دیا۔ یکن اس کے ہلکے پر چہری پرستانی کے آثار نمایاں تھے۔ اس کی جھٹپٹیں کہہ رہی تھی کہ کہیں نہ کہیں کوئی لمبی گردبڑ موجود ہے۔ یکن کیا کہ بڑھو سکتی ہے۔ یہ بات سامنے

نہ آرہی تھی۔ نئے آنے والوں کو کھلائیوں والی منزل میں ٹھہرانا۔ پھر ان میں سے ایک کا پاکیشیاٹیم کے منہج سے خفیہ گفتگو۔ اس کے بعد آرگنائزشن کے ایکشن گروپ کی طرف سے اچانک گرفتاری اور ساتھی رابرٹ کا ہیڈ کوارٹر سے اُسی وقت چلا جانا۔ یہ سب کچھ بتارہ باتھا کہ کہیں نہ کہیں کوئی کھڑی ضروری کام رہی ہے۔ یکن اس سے صرف تسلی اس بات کی تھی کہ آرگنائزشن کا ایکشن گروپ ان لوگوں کے خلاف حرکت میں آگیا ہے تو اب ان کا یک جانا ناممکن ہے۔ وہ ایکشن گروپ کی کام کر دگی سے ابھی طرح واقف تھا۔ اور دوسری بات یہ بھی تھی کہ آرگنائزشن کے متعلق وہ جانتا تھا کہ جو کام ہاتھ میں لے لیتی ہے۔ پھر اپنی ساکھ کی خاطر اُسے ہر صورت میں پورا کر تھی۔ یکن چکر کیا تھا۔ وہ بس ایسے چنانچاہتا تھا۔ یکن اب رابرٹ کی کال آتے تب ہی اصل بات کا پتہ چلے۔ اور اب وہ بیٹھا اُسی کی کال کا انتظار کر رہا تھا۔ انتظار کرنے کرتے اُس سے تقریباً آدھا گھنٹہ گزر گیا تھا۔ یکن رابرٹ کی طرف سے کوئی کال نہ آئی تھی۔ آخر تنگ آ کر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ دوبارہ اُسے کال کرے۔ یہ فیصلہ کر کے اس نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ٹیکی فون کی گھنٹی بچا ہٹھی۔ اور اس نے چونک کہ بڑی پھر تی سے زیور اکھایا۔
 ”یہ— آرٹھم سپیکنگ“— آرٹھم نے کہا۔
 ”باس۔ میں جسمیں بول رہا ہوں کارٹ لیندہ گراؤنڈ سے۔ آپ کو آج پاکیشیا کی نیٹ پر ٹکیں کی روپرٹ دینی ہے۔“— ٹونی نے مودمانہ لمحے میں کہا۔
 ”یکن یہ روپرٹ تو کم از کم دو گھنٹے پہلے مجھے مل جانی چلا ہے۔“

تھی۔ آرٹھم نے انتہائی سخت لمحے میں کہا۔
”یہ بارس۔“ لیکن بار اچانک گراڈنڈ کے اینجاد جنے میں
اپنے ذاتی کام پر بھیج دیا تھا۔ میرنی وہاں پوزیشن ایسی ہے کہ میں
انکار نہیں کر سکتا۔ فرنڈ ابھی نکال باہر کرتا۔ اور اس طرح ہم
ہمیشہ کے لئے معلومات حاصل نہ کر سکتے۔ میں ابھی اس کے
کام سے فارغ ہوا ہوں۔ اور یہی فرصت میں آپ کو پورٹ دے
رہا ہوں۔“ جیسے نے انتہائی معندت بھرنے لگے میں کہا۔
”ٹھیک ہے۔ بتاؤ کیا پورٹ ہے؟“ آرٹھم نے سر
ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”باس۔ آج پاکیشیا کا کھلاڑی سیدم کار کر دگی نہ دکھا سکا۔ وہ
خاصاً غیر متوازن تھا۔ جیسے اس کے اعصاب اور ذہن پر شدید بوجھ ہو۔
ٹونی نے کہا۔“ کیا تم نے ابھی طرح چیک کیا ہے؟“ آرٹھم نے سخت
لمحے میں پوچھا۔

”باس۔ میری ڈیوٹی ہی ایسی ہے کہ میں نیٹ پر کیٹس کے
دروازے کے بالکل قریب ہی رہتا ہوں۔“ جیسے نے جواب
دیا۔

”اوے کے۔“ دیسے اب تک مجموعی صورت حال کیسی جاہی ہے؟“
آرٹھم نے قدرے مطمئن لمحے میں پوچھا۔

”باس۔“ ہمارا منصوبہ بالکل کامیاب جا رہا ہے۔ پاکیشیا ہم
یہی صورت حال میں کسی صورت پیچ نہیں جبیت سکتی۔ میں جو اور پکستان

فرحان بھی اس صورت حال پر بے حد پریشان دکھاتی دے رہے ہیں۔“

جیسے نے جواب دیا۔
”گد۔“ ٹھیک ہے۔ گد بھائی۔ آرٹھم نے مسکراتے
ہوئے ہجے میں کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔ اس کی آنکھوں کے سلفے
لاکھوں پونڈ کے نوٹ نلچنگے تھے۔

رسیور رکھ کر اس نے ابھی کوئی کسی کی پشت سے ہرٹکایا ہی تھا کہ
ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بچ اٹھی اور آرٹھم نے رسیور اٹھایا۔

”یہ۔ آرٹھم سینگ۔“ آرٹھم نے کہا۔
”پیغیت بار آرگناائزشن سے بات کیجیے۔“ دوسرا طرف

سے بھاگی آوانہ میں کہا گیا۔

”اوہ میں۔“ آرٹھم نے سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ہیلو آرٹھم۔“ میں رابرٹ بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے کیسے فون
کیا تھا۔“ رابرٹ کے ہجے میں ناگواری تھی۔

”بھئے اطلاعات میں میں کہ ہو ٹھیک ایکارڈ و میں کوئی خصوصی چکریل رہا ہے۔“

آرٹھم نے بھی سخت ہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے پچڑکی طرف سے
ملنے والی تفصیل اُس سے سنادی۔

”ہوں۔“ اس کا مطلب ہے کہ تمہارے آدمی آرگناائزشن کے
کام کی نگرانی کرتے ہیں۔“ رابرٹ کا لمبجہ یک لخت بے حد تنگ
ہو گیا۔

”یہ بات نہیں مشر رابرٹ۔ ہمیں صرف اپنے مطلب سے غرض
ہے۔ اور تم جلتے ہو کہ اس کام پر ہمارے لاکھوں کو وڑوں پونڈ دادا۔“

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

پہنچئے ہوئے ہیں۔ اس نے ایسا کہنا ضروری ہے کہ ہم ساتھ ملائکہ حالت سے داقت نہیں۔ دیسے آگہیں آرگنائزیشن پر اعتماد نہ ہوتا تو ہم یہ کام اس کے ذمے کیوں لگاتے۔ یکن یہ چکر کیا چل رہا ہے۔ مجھے صرف تشویش دباتوں پر ہے۔ ایک تو ان لوگوں کی اس منزل پر رہائش جہاں پاکیشیاٹیم ٹھہری ہوئی ہے۔ دوسری بات کہ انہوں نے پاکیشیاٹیم کے مینجر سے لفظ کو کیا ہے۔ — آرکٹم نے جواب دیا۔

”ماں۔ تمہاری تشویش بجا ہے۔ یکن اس سارے چکر سے تمہارے کام کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان لوگوں نے لارڈ دلنگٹن کی طرف سے کال کر کے ان کمروں میں رہائش اختیار کی۔ یکن مجھے تشویش لھی۔ اس لئے میں نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ لارڈ دلنگٹن تو ایک ماہ سے عکس سے باہر ہیں تو میں نے انہیں ایکشن گرڈ پر کے ذریعے اٹھوا لیا۔ پھر وہ مجھ پر پر انہوں نے سب کچھ اگل دیا۔ — انہوں نے بتایا ہے کہ وہ پاکیشیاٹیکے پرائیویٹ جاسوسوں کی ایک ٹیم ہے جسے ٹیم کے مینجر نے ذاتی طور پر ہمار کیا تھا۔ یکونکہ مینجر اس بات پر تشویش زدہ تھا کہ اس کی ٹیم کے دو اہم ترین کھلاڑیوں نے اچانک بغیر کسی وجہ سے ٹیم میں کھیلنے سے انکار کر دیا تھا۔ — ماں کی پریس نے اس سلسلہ میں ان کھلاڑیوں اور مینجر کی ذاتی پر خاش وجہ بتائی جس پر اعلیٰ حکام کی طرف سے مینجر کی باند پریس ہوئی۔ یکن مینجر نے انہیں اپنی طرف سے مطمئن کر دیا۔ اس کے بعد مینجر نے ذاتی طور پر ان سے رابطہ قائم کیا کہ وہ یہاں گریٹ لینڈ میں کھلاڑیوں کی حفاظت کریں۔ یکن میں نے انہیں قتل کر دیا ہے۔ یکونکہ یہاں تحقیق کے نتیجے میں وہ ہمارے مشن سے بھی آگاہ ہو سکتے تھے۔ اور

اب میں نے ان کے میک اپ میں اپنے آدمی ڈال دیتے ہیں۔ تاکہ یہ مینجر مطمئن رہے۔ — رابرٹ نے جواب دیا۔
”اوہ اچھا۔ تو یہ بات حقیقی ہے۔ — آرکٹم کے لمحے سے کام کے ہر پہلو پر پوری توجہ دیتی ہے۔ — آرکٹم کے لمحے سے ہی ظاہر تھا کہ وہ رابرٹ کی وضاحت سے پوری طرح مطمئن ہو گیا ہے۔ ”مسٹر آرکٹم۔ آرگنائزیشن جو کام لے لے اُسے ہر صورت میں پوری کرتی ہے۔ یہ ہماری ساکھ کا مسئلہ ہے۔ تمہیں یقیناً یہ پوری بھی مل چکی ہوں گی۔ — کہ ہمارا کھلاڑیوں کو اعصابی طور پر مفلوج کرنے کا منش کا میاب جا رہا ہے۔ گواں کے لئے تمہیں اپنے آپ پر بڑا جبر کرنا پڑتا رہتا ہے۔ حالانکہ ہمارے لئے بڑی آسانی اس وقت ہوتی جب پاکیشیاٹی کے کھلاڑیوں کو اعصابی طور پر مفلوج کرنے کی بجائے ان کے قتل کا کام دیا جاتا۔ — رابرٹ نے کہا۔

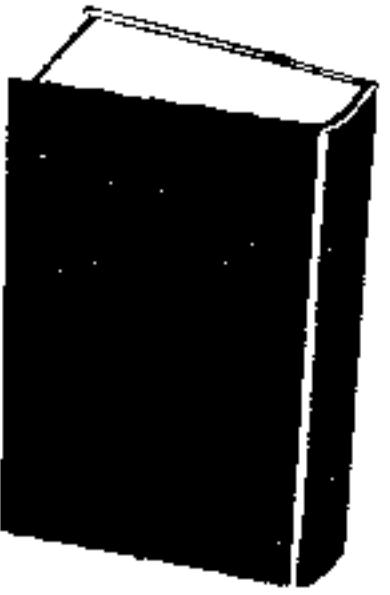
”اوے اوے مسٹر رابرٹ۔ اس بات کا سوچنا بھی نہیں۔ پوری ٹیم تو ایک طرف اگر ایک بھی کھلاڑی قتل ہو گیا تو پیغام نیں ہو جائیں گے۔ اور فٹی نی کار پریٹ کو شرطیوں کی پوری رقم دا پس کرنی پڑ جائے گی۔ آرکٹم نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ بہر حال تم مطمئن رہو۔ کام تمہاری مرضی کے عین مطابق ہو گا۔ — رابرٹ نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ یقیناً یو۔ اب میں پوری طرح مطمئن ہوں۔ آرکٹم نے کہا۔ اور پھر کہ ڈبائی کہہ کہ اس نے رسیور رکھ دیا۔ وہ اب ذاتی ہر لحاظ سے اپنے آپ کو مطمئن محسوس کر رہا تھا۔ اُسے اب یقین

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہو گیا تھا کہ پاکیشیا ٹیم کسی بھی صورت گریٹ لینڈ سے نہیں جیت سکتی۔



مجھے یوں لگ رہا ہے۔ جیسے میں اعصابی طور پر ٹوٹ پھوٹ گیا ہوں۔

اعظم نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”کہیں ہمیں کھانے پینے کی اشیا، کے ذمیع تو کوئی خاص دو انہیں دی جائی۔“ — ایک کھلاڑی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ کھانا میرے سامنے پکتا ہے۔ اور میں اُسے باقاعدہ چیک کر کے پینے سامنے آپ سب کو کھلاتا ہوں۔ اور اس سلسلے میں ٹیم کے ڈاکٹر بھی میرے ہمراہ ہوتے ہیں۔“ — رہماں پانی کا سوال تو آپ جانتے ہیں کہ اب تک ہم نے نہ ہی یہاں کا پانی پیا ہے اور نہ ہی کوئی اور مشروب استعمال کیا ہے۔ اس لئے ایسا سوچنا ہی حماقت ہے۔ — اب اس بات کے دوسرے پہلو کو دیکھیں۔ کھلاڑی کبھی کوئی ایسی حرکت نہیں کرتا جس سے فاصلہ پلے جو جلتے۔ اس لئے میٹنگ ہو رہی تھی۔ پکتان فرhan اور منجح اسرا راحمد سمیت تمام کھلاڑیوں میں موجود تھے۔ — اسرا راحمد اور پکتان دونوں کے چہروں پر خاصی پیشانی کے آثار نمایاں تھے۔

”یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ ہمارے کھلاڑیوں کو آخر کیا ہوتا جا رہا ہے۔ پہلے ارشد اور افشار نے کھلنے سے بلا وجہ انکار کر دیا۔ یہ ہمارے لئے بہت بڑا دھمکہ تھا۔ — ادب یہاں پہنچ کر پہلے اعظم پھر سیلم دونوں اعصابی طور پر اپنے آپ کو ان فنٹ محسوس کر رہے ہیں۔ اس طرح تو ہماری ٹیم کسی بھی صورت گریٹ لینڈ سے نہیں جیت سکتی،“ — پکتان فرhan احمد نے انتہائی تکمیل کیے میں کہا۔

”فرhan صاحب۔“ — میں خود جیران ہوں کہ آخر مجھے کیا ہو گیا ہے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کی وجہ سے یہ دونوں کھلاڑی آخی ماحات میں کھلنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ لیکن ابھی حکم ان کی طرف سے نہیں کوئی بیان پریس میں آیا ہے اور نہیں ایں کی طرف سے کوئی اطلاع ہے۔ — میموجہ اسرار احمد نے جواب دیتے ہوئے کہا، «ظاہر ہے اب وہ عمران اور سرسلطان کے متعلق تو کچھ نہ بتاسکتا تھا۔ اب کیا پلانگ کی جلتے۔ میں تو ہر صورت میں یہ میموجہ جتنا چاہتا ہوں۔ میں کھلاڑی تیزی سے ان فٹ ہوتے جا رہے ہیں۔ اب کیا کیا جائے۔ اس بامے میں آپ بتائیں کہ اب ہماری آئندہ پلانگ کیا ہوئی چاہئے۔ پکستان فرمان نے تلخ ہجے میں کہا

ڈاکٹر داسٹلی کے مطابق اعظم اور سلیم دونوں جسمانی طور پر بالکل فٹ ہیں۔ لیکن یہ دونوں لہی بتاتے ہیں کہ ان کے اعصاب یہ بے پناہ دباؤ ہے۔ اور نیٹ پر یکیش میں بھی لہی بتاتے ہیں آئی ہے۔ — اگر ان دونوں کوئے کھلایا جلتے یا پھر یہ دونوں اگر صحیح کھلیں نہ کر سکیں تو ہر ہماری جیت کا تو ہر حال امکان ہی نہ ہوگا۔ البتہ ہماری ہماری انتہائی شرمناک ہو گی۔ — اسرار احمد نے ہونٹ پہلاتے ہوئے کہا۔

تو پھر اب کیا کیا جائے۔ — باقی کھلاڑیوں نے لٹکنے ہوئے پچھوں سے پوچھا۔

اب اور کیا ہو سکتا ہے۔ بس پیچ کھلیں گے اور ہمار جائیں گے۔ اس کے سوا ہم اور کیا کو سکتے ہیں۔ اب ہم نہیں دورہ کینسل کر سکتے ہیں۔ اور نہیں ہمارے پاس ان کے پیکر کے کھلاڑی موجود ہیں۔ کم از کم ان میں سے ایک بھی اعصابی طور پر تند رست ہوتا تو یقیناً ہم پیچ جائیں کی کوشش کر سکتے ہیں۔ — اسرار احمد نے مایوسانہ ہجے میں کہا۔

”اگر ایسی بات ہے تو پھر میں اپنی ریٹائرمنٹ کا اعلان کرو دیتا ہوں۔ میں ایسا پیچ کسی حالت میں بھی نہیں کھیلنا چاہتا جسیں میں جیت کا امکان ہی نہ ہو۔ حکیم میں ہار جیت اپنی جگہ۔ لیکن جہاں جیت کا کوئی امکان ہی نہ ہو صرف ہار ہی ہار ہو۔ وہاں کھیلنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔“ — پکستان فرمان احمد نے کہا۔

”اے فرمان پلیز۔ ایسی بات منہ سے مرت نکالو۔ اس طرح تو باقی کھلاڑیوں کا بھی ہوراں ڈاؤن ہو جائے گا۔“ — اسرار احمد نے انتہائی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اس کا کوئی حل بتاؤ۔“ — فرمان نے انتہائی تلخ ہجے میں کہا۔ ”دیکھیں۔ اعظم اور سلیم دونوں کی میں ماہر نفیات سے ٹرینمنٹ کرائیں ہوں مجھے یقین ہے کہ پیچ تک یہ بالکل فٹ ہو جائیں گے۔“ اسرار احمد نے کہا۔

”لیکن اس طرح تو یہ بات یہ میں میں آجائے گی۔ اور پوری دنیا میں شود علاج کرنے کے پاکیشیاں کے اچھے کھلاڑی پیچ کھیلنے سے پہلے نفیاتی علاج کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اس طرح تو پوری دنیا ہم پر ہنسے گی۔ تھقے لگائے گی۔ اور کھرکم جیت بھی کئے تب بھی پریس یہی ہنسے گی۔ کہ شاید نفیاتی علاج کے بہانے کھلاڑیوں کو مخصوص ادویات دی کی ہیں یہ ایک نیا چکر شروع ہو جائے گا۔“ — تجربہ کار پکستان فرمان احمد نے اسرار احمد کی توجہ۔ ایک نئے پہلوکی طرف دلاتے ہوئے کہا۔

”اس کا بھی حل نکالا جاسکتا ہے۔ میں آج ہی اعلیٰ حکام سے بات کرتا ہوں۔ ہم پاکیشیاں سے ماہر نفیات بلوالیں گے جو یہ سارا کام انتہائی خفیہ طور پر کو شش کر سکتے ہیں۔“ — اسرار احمد نے مایوسانہ ہجے میں کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کریں گے۔ اسرار احمد نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ آپ یہ کام کریں۔ بہر حال میرافیصلہ سن لیں اگر پیغ شروع ہونے سے ایک روز پہلے تک یہ دونوں کھلاڑی بالکل درست نہ ہوئے تو پھر میں ریٹائرمنٹ کا اعلان کر کے والپس پاکیشیا چلا جاؤں گا۔ اس کے بعد آپ جانیں اور آپ کا کام یہ میرا ہمتی فیصلہ ہے۔ پستان فرمان نے کسی سے لفڑتے ہوئے کہا۔

”تم بے فکر رہو فرمان۔ سب ٹھیک ہو جائے گا ڈونٹ دری۔“ اسرار احمد نے اس سے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی میٹنگ بڑے مایوسانہ انداز میں ختم کر دی گئی۔ دیسے ہر کھلاڑی کا چہرہ مایوسی سے لمکا ہوا تھا۔ کیونکہ انہیں یقین تھا کہ صورت حال بہتر نہیں ہو سکتی۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

آر تھم فی۔ فی کار پوریٹ کے مخصوص ذفتر میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اچانک دروازہ کھلا۔ اور ایک نوجوان تیزی سے اندر داخل ہوا۔

”باس بس۔ سکاٹ لینٹھ یارڈ کے چیف لارڈ ولنگٹن تشریف لے آئے ہیں۔“ نوجوان نے انتہائی گھر لئے ہوئے ہجے میں کہا۔

”لارڈ ولنگٹن۔ ادمی ہاں۔“ آر تھم بھی یہ خبر سن کر بڑی طرح بوکھا گیا۔ اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

ان کے ساتھ ایک اور آدمی ہے۔ ان کی کارا بھی ابھی یہاں آ کر رکھی ہے۔ میں آپ کو اطلاع دیشے آیا ہوں۔“ نوجوان نے اُسی طرح پیشان ہجے میں کہا۔

اُسی لمحے میز پر پڑی ہوئی ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور آر تھم نے جلدی سے رسیور اٹھایا۔

”یہ۔“ آر تھم نے بوکھلانے تھے ہوئے ہجے میں کہا۔ کیونکہ

سے پچھے ہٹ گیا۔ لارڈ ولنگٹن نے اس کا مصلحت کے لئے بڑھا ہوا راتھا
بھی نظر انداز کر دیا تھا۔

”سنو۔ یہ علی عمران ہیں۔ پاکیشیاں رہتے ہیں اور یہیے ذاتی
دوسرا ہیں۔“ — لارڈ ولنگٹن نے کہی پہ بیٹھتے ہوئے آرٹھم سے
مخاطب ہو کر کہا۔ وہ ساتھ لئے والے نوجوان کا آرٹھم سے تعارف کرنا
ہے تھا۔ لیکن ان کا لمحہ ایسا تھا جیسے وہ بہ امرِ محکومی بول رہے ہوں۔
ان کا بولنے کے لئے دل نہ چاہ رہا ہو۔
”یہ سنو۔“ آرٹھم نے مواد بانٹ لمحے میں کہا۔

”تمہاری پاکیشیاں کے خلاف پلانگ کیسی جاہی ہے؟“
لارڈ ولنگٹن نے کہا۔ اور آرٹھم کو یوں محسوس ہوا جسے لارڈ ولنگٹن نے
فقرہ نہ بولا ہواں کے سرپرائیم کم مار دیا ہو۔ اس کی آنکھیں ہفتی گیئیں۔
”نج—نج۔“ — جناب۔ آپ کیا فرمادے ہیں؟“ — آرٹھم نے
جسی طرح بوکھلائے ہوئے لمحے میں کہا۔

”سنو۔ حیرت دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سب کچھ جانتے
ہیں۔ اس لئے کھل کر بات کمود۔“ — لارڈ ولنگٹن نے تنخ لمحے میں
کہا۔ اور جواب میں آرٹھم نے رک رک کر ساری بات سنادی۔ بلکہ اس
نے اس میٹنگ میں ہونے والی گفتگو کی سعادتی جس میں کیتان فرعان
نے ایسی حالت میں کھیلنے کی بجائے ریٹائرمنٹ کا اعلان کرنے کی دھمکی
دی تھی۔ اس کی پورٹ اُسے اپنے آدمیوں سے مل جکی تھی جنہوں نے
اس میٹنگ پال کی کارروائی جانتے کے لئے دہلی خفیہ طور پر آلاتِ نصب
کئے ہوئے تھے۔ اور آرٹھم کی یہ بات سن کر اطمینان سے بیٹھا ہوا عمران

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

لارڈ ولنگٹن کی ذاتی طور پر یہاں نو د آنے والی بات ذاتی انتہائی حیران کرنے
تھی۔ اُسے لارڈ ولنگٹن کے متعلق ایسی طرح معلوم تھا کہ فی کارپوریٹ کے
اصل مالک وہی ہیں۔ اور انہی کی سرپرستی میں یہ ادارہ اونچا جا رہا ہے۔
لیکن اس سے پہلے تو وہ کبھی یہاں نہیں آتے۔ کیونکہ پہلو کوں کے مقابلے
بھی ان کی یہاں آمد کا کوئی شک نہ بتتا تھا۔
”سنو۔“ — لارڈ ولنگٹن ایک غیر ملکی نوجوان کے سامنے آپ کے دفتر
میں آ رہے ہیں۔ — دوسری طرف سے کہا گیا۔ یہ کا دنترین پریڈھی
بول رہا تھا۔

”ٹھیک ہے۔“ — آرٹھم نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔
اور سیورڈ کہ دیا۔ ظاہر ہے اس کے سوادہ اور کہہ بھی کیا سکتا تھا۔
”تم جاؤ۔“ — آرٹھم نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے خبر لے کر
آنے والے نوجوان سے کہا۔ اور نوجوان سر ہلاتا ہوا تیزی سے واپس
مڑ گیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور لارڈ ولنگٹن بڑے باد قارانداز میں اندر
داخل ہوئے۔ ان کے پچھے ایک غیر ملکی نوجوان تھا جو اپنی قومیت کے
لحاظ سے ایشیائی لگ رہا تھا۔ — لارڈ ولنگٹن کا چہرہ سُتا ہوا تھا۔
جب کہ نوجوان کے چہرے پر ملکی سی مسکراہٹ تھی۔

”سر آپ نے خود تکلیف کی۔ سر میں آپ کا خادم ہوں۔ مجھے طلب
کر لیا ہوتا سر۔“ — آرٹھم نے آگے بڑھ کر بڑے عاجزانہ سے
پہنچے میں کہا۔

”ہٹو۔“ — لارڈ ولنگٹن نے کرنٹ پہنچے میں کہا۔ اور آرٹھم خاموشی

وہ خود اپنی موت کے پروانے پر سخت کر رہا ہو۔ لیکن وہ ظاہر ہے لارڈ
ولنگٹن کے حکم سے انکار نہ کر سکتا تھا۔

پھر مابرٹ سے رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے اُس سے منصوبہ ملک
دینے کے لئے کہا اور فون بند کر دیا۔

”اب آپ ہمیں ہیں مسٹر عمران“ — لارڈ ولنگٹن نے قریب بیٹھے
عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مسٹر آر ٹھم ہو ٹھل ایکارڈ میں تمہارے کتنے آدمی موجود ہیں جو وہاں
سے تمہیں خفیہ پورٹیں دیتے ہیں“ — عمران لارڈ ولنگٹن کی بات
کا جواب دینے کی بجائے آر ٹھم سے مخاطب ہو گیا۔

”چنانچہ آدمی ہیں۔ ایک آدمی گرداؤ میں ہے“ — آر ٹھم نے ہونٹ
کھٹتے ہوئے جواب دیا۔

”ان سب کو میرے سلئے فون کر کے داپس بلاو۔ اور ان کے
نام و مرتبے اور جیسے کبھی بتا دو تاکہ اگر پھر وہ کام کرتے مجھے نظر آجائیں
تو میں سمجھو جاؤں کہ تم لوگوں نے خلوص دل سے منصوبہ نہیں بنا کا“
عمران نے انتہائی تباہی میں کہا۔

آر ٹھم ذرا بچکایا تو لارڈ ولنگٹن نے اُس سے حکم دیا کہ عمران جس طرح کہہ
رہا ہے ہو بہنو دیسا ہی کیا جائے چنانچہ آر ٹھم نے فون پر ان آدمیوں
سے رابطہ قائم کیا۔ اور انہیں فوری طور پر داپس جانے کے احکامات
صادر کر دیتے — اس کے ساتھ ساتھ اس نے چھو آدمیوں کے
نام اور جیسے کبھی عمران کو بتا دیتے۔

”یہاں ہے۔ اب تم باہر جاؤ۔ میں لارڈ ولنگٹن سے کچھ پرائیویٹ
شروع کر دیتے۔ اس کے پھر سے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بڑی طرح چونک پڑا۔
”سنو۔ اپنا منصوبہ فوری طور پر ختم کر دو۔ اب ہمیں اس سے کوئی مطلب
نہیں ہونا چاہیے۔ کہ کون سی ٹیم جنتی ہے اور کون سی لمارتی ہے
لارڈ ولنگٹن نے فیصلہ کرنے لچھے میں کہا۔

”جج۔ جج۔ جی.....“ — آر ٹھم کی آنکھیں ایک بار پھر
حیرت سے پھٹنے لگیں۔ اُسے سمجھو نہ آہی تھی کہ آخر لارڈ ولنگٹن کو اچانک
کیا ہو گیا ہے۔

”تم نے یہ کام کس کے ذمہ لگایا تھا“ — لارڈ ولنگٹن نے اس کی
حیرت اور بوكھلاہٹ کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

”آر گنائزیشن کے ذمہ لگایا تھا۔ انہوں نے دو کھلاڑیوں کو روکنے
کے لئے آگے کام بڑاڑے گروپ کے ذمہ لگایا تھا۔ اور یہاں کا
کام وہ خود کر رہے ہیں“ — آر ٹھم نے جواب دیا۔

”اوے کے — تم ابھی میرے سامنے آر گنائزیشن کو فون کر داوار
انہیں اس منصوبے پر مزید عمل دہ آمد سے روک دو“ — لارڈ ولنگٹن
نے سچکمانہ لچھے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ مگر۔ اگر پاکیشیا جیت گیا تو لاکھوں پونڈ کا
نقضان ہو گا۔“ — آر ٹھم نے آخر کر کر کہہ ہی دیا۔

”کوئی فرق نہیں ہوتا۔ جیسا میں کہہ رہا ہوں دیسے ہی کہو“
لارڈ ولنگٹن نے کرخت لچھے میں کہا۔ اور آر ٹھم نے جھوٹا ایسی فون کا
رسیو رکھایا اور آر گنائزیشن کے نہیں کو اوٹ کے نمبر ڈائل کرنے
شروع کر دیتے — اس کے پھر سے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے

بات کرنا چاہتا ہوں۔ عمران نے کہا۔ اور آرٹھم نے چونک کر لارڈ ولنگٹن کی طرف دیکھا۔ اور ان کے سر کو اشیات میں ملتے دیکھ کر وہ خاموشی سے دردانے کی طرف بڑھ گیا۔

”اب تم مطمئن ہو گئے ہو گے۔ اب وہ ٹیپ میرے حوالے کر دو“ دردانہ بنہوتے ہی لارڈ ولنگٹن نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ ”سونو سڑکارڈ۔ تھیں ٹیپ یقیناً مل جلتے گا۔ یعنی شیخ کے فصے کے بعد۔ اور اگر مجھے ذرا سا بھی شک پڑ گیا کہ تم نے مکاری کی تے تو پھر اسی لمحے یہ ٹیپ پریس میں پہنچ جائے گا“ عمران نے انتہائی سرد ہجھے میں کہا۔

”اوہ۔ ایسی بات نہیں ہے۔ اب پارچیت مقدار کا فیصلہ ہو گی۔ تم مجھ پر یقین کرو“ لارڈ ولنگٹن نے سُستہ ہوتے ہیں کہا۔ ”ٹھیک ہے۔ یعنی ٹیپ ابھی نہیں مل سکتی۔ یہ میرا فیصلہ ہے۔“ تم نے بہر حال عقلمند ہی کی ہے کہ میری بات مان لی ہے۔ اور یہ بھی سن لو لارڈ کیہی میری مہربانی ہے کہ میں نے تمہیں ایک بہت بڑے بلیک میلے کے چھٹل سے نکال لیا ہے۔ ورنہ اگر میں چاہتا تو تمہارے بغیر بھی یہ کام کر سکتا تھا۔“ عمران نے کہا۔

”میرے بغیر وہ کسے۔ آرٹھم سوائے میرے کسی کا حکم نہیں مان سکتا۔“ لارڈ ولنگٹن نے چونک کر کہا۔

”اگر آرٹھم اصل ہوتا تو میں آسانی سے آرٹھم کی جگہ اپنا آدمی ڈال دیتا اور پھر آسانی سے یہی کام مکمل ہو سکتا تھا۔ تم تو دیسے بھی ملک سے باہر رکھئے۔ یعنی میں نہیں چاہتا تھا کہ تم جیسا آدمی کسی عام سے

مجرم کے ہاتھوں اس طرح بلیک میں ہو۔ اس لئے میں نے تم سے رابطہ قائم کیا۔ بہر حال اب تم یقین رکھو۔ شیخ کے بعد تمہیں اصل ٹیپ مل جائے گا۔ یعنی شرط یہی ہے کہ ٹیپ کی طرف سے مزید کوئی حرکت نہ ہو۔“ عمران نے کہا۔ اور کہی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور لارڈ ولنگٹن بھی مجرمانہ انداز میں سر ملاحتے ہوتے اٹھ کھڑے ہوتے۔ اتنے بڑے سرکاری ادارے کا سربراہ اس وقت واقعی مجرم بنا ہوا تھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اسرار احمد اپنے کمرے میں دنوں باہتوں سے سرکپڑے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے پاکیشیا میں سرسلطان سے بات کرنا چاہی یکن وہاں سے اُسے معلوم ہوا کہ سرسلطان سرکاری درسے پر تین روز کے لئے ملک سے باہر چلے گئے ہیں۔ اور کٹ کنڑ دل بورڈ کے اعلیٰ حکام سے وہ اس سلسلہ میں کوئی بات نہ کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس طرح اس کا اپنا کیریغہ غتم سو جاتا۔ اُسے معلوم تھا کہ کٹ کنڑ دل بورڈ کے اداکیں ذاتی طور پر اس کے مقابلہ ہیں۔ یکن دہ اس کے تجربے اور کٹ ٹیم کی مسیل کامیابیوں کی وجہ سے اُسے مجبوراً برداست کر دیے ہیں۔ یکن اب آگریہ بات ان کے نوٹس میں آگئی کہ ٹیم کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ اُسے ماہر نفیات کی ضرورت پڑ رہی ہے تو پھر لازماً اس کا بودیا بستر لپیٹ دیا جائے گا۔ چنانچہ دہ شدید پریشانی کے عالم میں سرکپڑے بیٹھا ہوا تھا۔ اُسے پستان فرمان

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کی طبیعت کے متعلق بھی اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ اپنی خند کا پکا ہے۔ اس نے ذاتی ریٹائرمنٹ کا اعلان کر دیا ہے۔ اور یہ کم از کم اس کی میثحری کے تابوت میں آخری کیل مگ جانے کے متعدد تھا۔ دیسے پستان فرمان کی بات بھی دست تھی کہ واضح تکست سلمت نظر آ رہی ہو تو پھر کھیلنے کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔ یکن اسرار احمد کو اس ساری صورت حال کا کوئی حل بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ ابھی وہ سرکپڑے بیٹھا سوچ رہی رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور اسرار احمد نے پوک کر سراٹھایا۔ دروازے پر علی عمران موجود تھا۔

"تم۔۔۔ اور یہاں میرے کمرے میں۔۔۔" اسرار احمد نے یہی طرح پوک کر کہا۔ اس کے بعد میں تباہی۔ یکوں کیا تم ناکشمدا لڑکی ہو کہ تمہارے کمرے میں صرف مجرم ہی آ سکتے ہیں۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن ہجے میں کہا۔ اور قدم بڑھاتا آ گئے اور ساتھ رکھی ہوئی کسی پر مجھ پر گیا۔ "دیکھیں سر عمران۔۔۔ میں بے حد پریشان ہوں۔۔۔ پلیز آپ مجھے ڈسٹرپ نہ کریں۔۔۔" اسرار احمد نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر کنڑ دل کرتے ہوئے کہا۔ "ظاہر ہے۔ جب کپستان فرمان ریٹائرمنٹ کے اعلان کی وھیکی دے دے۔ دو کھلاڑی اعصابی طور پر ان فٹ ہوں۔ دو ٹیم کے ساتھ ہی نہ آتے ہوں تو میثحر کو پریشان ہونے کا تحقق حاصل ہے ہی۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لگ کیا مطلب تھیں یہ سب باتیں کیسے معلوم ہوئیں" اسرار احمد نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار ابھرائے تھے۔

"شیش مسٹر اسرار احمد آپ کا صرف نام ہی اسرار ہے۔ لیکن میں خود مجسم اسرار ہوں۔ مجھے سر سلطان نے تمہیں بتایا انہیں کہ میں نے تمہاری پریشانی کا حل تلاش کرنے کا کام ہاتھیں لے لیا ہے۔ پھر تم کیوں پریشان ہو۔" لیکن پریشان ہوتے کیسے ہیں۔ مجھے ذرا موڑ بناؤ کر دکھا د۔ کیا دونوں ہاتھوں سے سر کپڑہ کر بیٹھنے کو پریشانی سمجھتے ہیں۔ ایسے" عمران نے جواب دیا۔ اور ساتھ ہی اس نے

دونوں ہاتھوں سے سر کپڑہ کر کھینیاں درمیانی میز پر لیک دیں۔ پیروز آپ مجھے اس وقت تنگ نہ کریں۔ آپ جو کچھ بھی ہیں پیروز مجھے تنگ نہ کریں۔ یہ دیکھیں میں آپ کے سامنے ہاتھ بوجوڑتا ہوں۔ کاش میں انکل سلطان کے پاس نہ گیا ہوتا" اسرار احمد نے بُری طرح بھجنگائے ہوئے انداز میں کہا اور ساتھ ہی اس نے داٹی ہاتھ بھی جوڑ دیتے۔ لیکن دوسرے لمحے ایک بار پھر جو نک پڑا۔

"آپ نے بتایا انہیں کہ اپنے ہماری خفیہ باتوں کا نکے علم تو گیا۔ ہم نے تو اسے انہماں خفیہ رکھا ہوا ہے۔ اور ہاں آپ یہاں پہنچ کیے گئے۔ یہاں اس منزل پر تو کوئی غیر متعلق آدمی داخل نہیں ہو سکتا"

"کتنی تخلوہ ملے گی" عمران نے بڑے اطمینان بھرے ہجھے میں کہا۔

"تخلوہ کیسی تخلوہ کیا مطلب" اسرار احمد کا چہرہ اب غصہ اور حیرت کی زیادتی سے خاصاً مسخ ہو چکا تھا۔

"اس انٹرویو کے نتیجے میں ملنے والی نوکری کی تخلوہ پوچھ رہا ہوں۔ سوچ لیجئے۔ آج کل بڑی مہنگائی ہے۔ اور یہ بھی سن لیں کہ میں اپنے باورچی کو دس سزا روایے مانند بنیادی تخلوہ دیتا ہوں۔ باقی الاڈنس علاوہ ہیں۔ کافی الاڈنس الگ بریک فاست۔ پنج۔ ڈنر۔ الاڈنس۔ کوئی مہمان آ جائے تو اس کے لئے اگر وہ کوئی چیز لپکاتے گا تو پھر الاڈنس تین گنا۔ اس طرح کھانے میں موںگ کی دال کا الاڈنس علیحدہ نہیں چیاتی پکانے کا، فی چیاتی علیحدہ الاڈنس ہے۔" غرفیکہ کیا کیا گنواؤں۔ تب یوں سمجھیئے کہ جب وہ ہمینے کی تخلوہ دصول کرنے کے آتمے تو مجسم الاڈنس ہوتا ہے اور مجھے ایک بار نہیں کم اکم تین بار اپنا فلیٹ مع باورچی خانہ نیلام کرنا پڑتا ہے۔ تب بھی خالی الاڈنس ہی ادا ہوتے ہیں بنیادی تخلوہ قرض کی صورت اختیار کر لعنتی ہے۔" عمران کی زبان چل بڑی۔

"ادہ ادہ" میں کہاں جاؤں۔ کہہ جاؤں۔ خدا یا میں کس عذاب میں کھپس گیا ہوں۔ کاش میں انکل سلطان کے پاس نہ جاتا"

اسرار احمد نے اب باقاعدہ اپنا ماہقاپینا شردع کر دیا اور اس کی یہ حالت دیکھ کر عمران مسکرا دیا۔

اسرار احمد کی حالت بنا رہی تھی کہ اگر عمران نے اُسے مزید نیچ کیا تو وہ یقیناً اٹھ کر یا تو دیوار سے مکر مار کر اپنا مہر کھوڑ لے گا یا پھر اس کے دماغ کی کوئی نہ کوئی رگ پھٹ جائے گی۔

"مسٹر اسرار۔ پاکیشیاٹیم کے خلاف باقاعدہ ساز شیش کی جا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہیں۔ اور آپ نے بحثیت میں جو اعلیٰ حکام کو اس کی رپورٹ تک نہیں کی۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ فرائض سے غفلت کے متادن ہے۔ عمران کا لمحہ اس قدر بدلا ہوا تھا کہ اسرار احمد نے چونکہ عمران کی طرف دیکھا۔ اور دوسرے لمحے اس کی پہلے سے پہلی ہوئی آنکھیں اور زیادہ پھیلنے لگیں۔ کیونکہ عمران کے پہرے پر اس قدر بے پناہ سنجیدگی اور وقار تھا کہ اسرار احمد کو یقین نہ آ رہا تھا کہ یہ وہی چند لمحے پہلے والا عمران ہو سکتا ہے جو احمد قانہ گفتگو کر رہا تھا۔

”جج۔ جی۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟“ اسرار احمد نے

”یہ کارد ڈیکھئے۔ اس کے بعد آپ کو اپنے سب سوالوں کا جواب مل جائے گا۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔ اور کوٹ کی انه ردنی جیب سے ایک کارڈ نکال کر اسرار احمد کے سامنے پھینک دیا۔ اسرار احمد نے کارڈ اٹھایا اور اسے گھول کر دیکھنے لگا۔

”چیز آت پیش ایفی۔“ اور تو آپ پاکیشیا کی پیش ایفی کے چیزیں۔ اور یہ سورمی کرد۔ مجھے آپ کی اس دیشیت کا علم نہ تھا۔“ اسرار احمد نے بوکھلاتے ہوئے لمحے میں جواب دیا۔

”اب تو ہو گیا ہے۔ اب یہ رے سوال کا جواب دیجئے۔“ عمران نے مہر دیجئے میں کہا اور کارڈ اٹھا کر دوبارہ جیب میں ڈال دیا۔

”سازش تو کوئی نہیں۔ بلکہ آپ نے ہی وہاں پاکیشیا میں کسی سازش کا ذکر کیا تھا۔ اور مجرموں کو بھی پکڑا تھا۔ یہاں تو کوئی سازش نہیں ہو رہی۔“ اسرار احمد کا لمحہ اب بنے جدید دباؤ نہ تھا۔

”سین مسٹر اسحاق احمد۔ آپ چونکہ ٹیم کے منیجر ہیں اور پھر سلطان کے بھتیجے ہیں۔ اور انہوں نے مجھے آپ کا خیال رکھنے کی خصوصی درخواست کی تھی۔ اس لئے میں آپ کے ساتھ تعاون کر رہا ہوں۔“ درجنہ آپ کی اس مہرماں غفلت کا نتیجہ اب تک یہ ہوتا کہ آپ کو فوری طور پر منیجری سے معزول کر کے پاکیشیا لے جایا جاتا اور دنیاں اس غفلت کے جرم میں آپ کو سزا دی جاتی۔ پاکیشیا ٹیم کو ایک گھری سازش کے تحت ناکام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔“ عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے مختصر لفظوں میں براڈفے گروپ سے لے کر آگنائزیشن اوسی ٹیکا پیورٹ کی پاکیشیا ٹیم کے خلاف منصوبہ بنہ ہی کی خاص خاص باتیں اسرار احمد کو بتانی شروع کر دیں اور اس اسرار احمد کا چہرہ یہ باتیں سن کر اس قدر سفید پہنچ گیا جیسے اس کے سب سیم میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا ہو۔“ اور میں سوچ لکھی نہ سکتا تھا۔ اور اس کا مطلب ہے پہلے بھی ایسا ہوتا رہا ہو گا۔“ اسرار احمد نے چرت زدہ ہوئے میں پوچھا۔

”ہاں۔ سہر ہٹے ٹک میں یہ کھیل لازماً دھرا یا جاتا ہو گا۔ اور شاید آپ کو علم اس لئے نہ ہو سکا کہ اس سے پہلے پاکیشیا کی ٹیم کسی بھی غیر ملک میں ہاتھ فیورٹ نہ کری ہو گی۔ اس کا بھاؤ مختلف ٹیم سے اور سنی نہ رہا ہو گا۔ اس لئے آپ نہ دیں نہ آئے۔ یا اگر کبھی آئے بھی ہوں ٹھگے تو آپ کو اس کا احساس ہی نہ ہوا ہو گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے پھرے پر جھپٹائی ہوئی سختی کی لخت کا فور ہو گئی تھی۔

”میرے خیال میں پہلے بھی ایسا ہوتا رہا ہے۔ ہمارے کھلاڑی اسی طرح ان فٹ ہوتے رہے ہیں۔ لیکن اس بار صورت حال بے حد خراب

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ان کا علاج کروادا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
وہ بار بار عادت کے مطابق پیڑی سے اتر جاتا تھا۔ لیکن اسرار احمد خاص کھلاڑی تھا اس سے سوائے کھیل کے اور کوئی بات سمجھیں بی بی نہ آتی تھی۔ لیکن جب جواب میں اسرار احمد نے ماہر نفیات سے علاج کرنے کے متعلق پیدا ہونے والے ممکنہ نتائج بتانے تو عمران بھی سوچنے پر مجبور ہو گیا۔ وہ چند لمحے خاموش بیٹھا رہا۔ پھر یہ لمحت ان کی آنکھوں میں چمک سی اکھڑا۔

”ان دونوں کھلاڑیوں کو ذرا یہاں بلواد۔ میر تعالیٰ بطور صحافی کروادینا۔“
عمران نے کہا۔

”یہاں۔ مگر کیوں۔“ اسرار احمد نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
”میں ان کے لانڈکی لکیریں دیکھ کر بتاؤں گا کہ وہ یہ میسح کس طرح تھیں گے۔ اور اگر ضرورت پڑتی تو بلیہ سے لکیریں مردیت بھی کر دوں گا۔ تاکہ تمہیں ماہر نفیات کی ضرورت نہ پڑے۔“ عمران نے تلخ لمحے میں کہا۔ اُسے اب درحقیقت اسرار احمد پر غصہ آنے لگا تھا جو سوائے کھیل کے باقی ہر معاملے میں کو را تھا۔

”اچھا اچھا ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی۔ ہو گی کوئی بات یہیک ہے۔“ اسرار احمد نے چانپ بھرے کھلونے کی طرح گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر شلی فون کا رسیور انھا کہ اس نے پہلے انظمہ کے کمرے کا نمبر مانگا۔ اور اُسے اپنے کمرے میں پہنچنے کا کہہ کر اس نے سلیم سے بات کی اور رسیور کر دیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

بھگی ہے۔ اور پھر شاید اس لئے بھی ساری بات سامنے آگئی ہے کہ اس بار پاکیشیا میں دواہم تین کھلاڑیوں کو روک لیا گیا اور میں اب تو خوش قسمتی ہی کہوں گا کہ انھل سلطان کے پاس چلا گیا۔ اگر میں ان کے پاس نہ جاتا تو شاید یہ سارا اگر کہ دھنہ اب بھی سامنے نہ آتا۔

”اب کیا صورت حال ہے۔ یہ کپتان فرعان کی ریٹائرمنٹ کا کیا چکر ہے۔ مجھے دراصل اس خبر نے چونکا دیا ہے۔ درمذہ شاید میں تم سے ملتا بھی نہ۔“ عمران نے کہا۔

”ہماری معمول کے مطابق یہی کی یلانگ کے لئے میٹنگ ہوتی۔
یکن ویاں صورت حال اتنی تلخ نظر آرسی تھی کہ کپتان فرعان بدک گیا۔ اور مسٹر عمران۔ صورت حال تو اب بھی دیسے ہی ہے۔ آپ نے یہ تو بتا دیا ہے کہ اب آئندہ پاکیشیا ٹیم کے کھلاڑیوں کے خلاف کوئی حرکت نہ ہوگی۔ یکن جو دو کھلاڑی اعصابی طور پر ان فٹ ہو چکے ہیں ان کا کیا کیا جلتے۔ اور پیش میں صرف دو دن باقی رہ گئے ہیں۔“ اسرار احمد کے پہرے پر ایک بار پھر پریشانی اٹھ آئی۔

”جھرانے کی ضرورت نہیں۔ تم فوری طور پر پاکیشیا میں رہ جانے والے دونوں کھلاڑیوں کو کال کرلو۔ اب ان کے آنے سے کوئی مسئلہ پیدا نہ ہوگا۔“ باقی رہنے یہ دو کھلاڑی۔ ان کو حیرہ مقوی اعصاب کھلاؤ۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

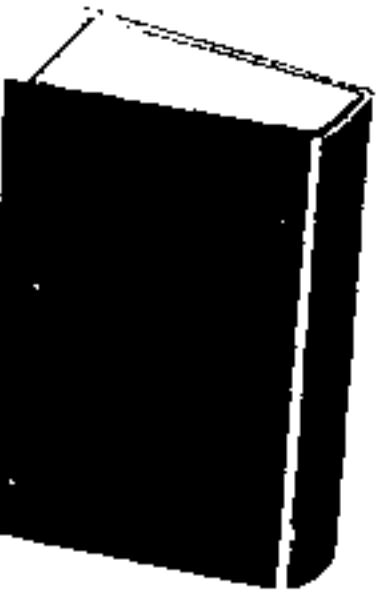
”حریرہ مقوی اعصاب۔ وہ کیا ہوتا ہے۔“ اسرار احمد نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
”حریرہ ہوتا ہے اور کیا ہوتا ہے۔ مطلب ہے کسی ماہر نفیات سے

تھوڑی دیر بعد دونوں کمرے میں پہنچ گئے۔ عمران نے دیکھا کہ داقتی ۵۰
دونوں خلصے پر بیشان اور اپ سینٹ دکھائی دے رہے تھے۔ اسرار احمد
نے عمران کا تعارف ان سے بطور مخصوص صحافی کم دیا۔ اور عمران ان
سے کھیل کی باتوں میں معروف ہو گیا۔ وہ اس طرح کہت کے کھیل کے
نکات و امور پر گفتگو کر رہا تھا جیسے اس کی ساری عمر کرکٹ لکھنے میں گزد
گئی ہو۔ اور اسرار احمد حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر
تک رسمی سی بات چیز کے بعد دونوں کھلاڑی والپس چلے گئے۔ تو

عمران نے ایک طویل سانس لیا۔
”یہ داقتی صحیح کھیل نہیں پیش کر سکیں گے۔ ان کے اعصاب خلصے
متاثر ہیں۔ بہر حال آپ بے نکر ہو کر ٹیم کا اعلان کر دیں۔ کمل یہ دونوں
کھلاڑی ہشاش ہشاش اور تردتا زہ ہوں گے۔ اور پھر آپ دیکھیں گے کہ
یہ پیچ میں کیا کارنامہ سرا نجام دیتے ہیں۔“ — عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

”یکن کیسے۔ کچھ بھی بھی تو پتہ چلے۔“ — اسرار احمد نے
حیرت بھرے ہجے میں کہا۔
”اگر پہلے پتہ چل جائے تو پھر اسراریت کہاں باقی رہ جاتے گی اور
اسدار ہی نہ رہا تو منیجری کون کرے گا۔ اور منیجر نہ رہا تو....“
عمران کی زبان ایک بار پھر میرٹھ کی قیمتی کی طرح چلنے لگی۔
اور اسرار احمد حیرت سے ۲ نکھیں بھاٹے ہے عمران کو دیکھتا رہ گیا۔
اس کی سمجھیں نہ رہا تھا کہ یہ گرگٹ کی طرح لمحہ پر لمحہ رنگ بدلنے والا
نوجوان آنر ہے کیا چیز۔

”گذبائی۔ پھر ملاقات ہو گی۔“ — عمران نے اسرار احمد کو حیرت زد
چھوڑ کر اٹھتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔



R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

گراؤند تھاشائیور سے کھجرا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ہر طرف انسانوں
کے سروں کا سمندر سانظر آ رہا تھا۔ پاکیشیاں کے جانے والے دونوں
معروف کھلاڑی بھی ٹیم میں شامل ہو چکے تھے۔ اس لئے کھیل میں مزید
دھپسی پیدا ہو گئی تھی۔ — پاکیشیاں اور گریٹ لینڈ دونوں ہی نکر کی ٹمیں تھیں۔
اور ہمیشہ ان دونوں کے درمیان کافی دار پیچ ہوتے رہتے تھے اور
اس بار تو پاکیشیاں ٹیم باٹ فیورٹ تھی۔ کیونکہ اس کے کپتان فرhan کی
فائلنگ پیرٹ کے سب قائل تھے۔ — کپتان فرhan ایک مشہور
ترین آل راؤنڈر اور معروف ترین فاست بادلت تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ
جب سے وہ پاکیشیاں ٹیم کا کپتان بننا ہوا تھا۔ ٹیم کی کامیابیوں کا گراف
اوپر ہوتا جا رہا تھا۔ — پھر ٹیم میں شامل چند تھے کھلاڑی جن میں

خاص طور پر اعظم سے تماشائیوں کو بے حد توقعات تھیں جو لقیناً ایک ابھرنا ہوا باو لر تھا۔ اور اس کے ساتھ سالہ سلیم جو بہترین سٹیشن کے طور پر ابھر رہا تھا۔ ان کے ٹیم میں شامل ہونے کی وجہ سے بھی پیغام انتہائی دلچسپ ہونے کی توقع تھی۔

دونوں ٹیموں کے کپتان ٹاس کرنے کے لئے گردانہ میں جا رہے تھے۔ پاکیشیا ٹیم کے کپتان فرمان کے قدم بے حد پر اعتماد تھے۔ حالانکہ سونگ کے دوران اس کا چہہ دیکھ کر ہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ پیغام کھینچنے کی بجائے لازماً ٹیارمنٹ کا اعلان کر دے گا۔ لیکن پھر تمام صورت حال حیرت انگیز طور پر تبدیل ہو گئی۔ پاکیشیا سے افتخار اور ارشاد پہنچ گئے تھے۔ اور دوسری حیرت انگیز بات یہ ہوتی کہ اعظم اور سلیم دونوں ہی اچانک بے انتہا فریش اور تمدد تازہ نظر آنے لگے۔ یہ وہ اعصابی طور پر انتہائی چاق دیوبند ہوں اور پھر آخری روز کی نیٹ پریکٹس نے تو کپتان فرمان کو میسر حیران کر دیا تھا۔ کیونکہ اعظم کی نہ صرف لائے اور یعنی شاندار تھی۔ بلکہ اس کی بالیں کٹ سونگ بھی ہو رہی تھیں۔ یہ ایسا وصف تھا جس نے کپتان فرمان کو حیرت زدہ کر دیا تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے اعظم میں یہ وصف دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ بہر حال آخری دن کی نیٹ پریکٹس دیکھنے کے بعد تو کپتان فرمان کو لقین آگیا تھا۔ کہ اب وہ ہر صورت میں یہ پیغام جیت جائے گا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے قدم انتہائی اعتماد سے پڑ رہے تھے۔

” عمران صاحب — یہ اعظم اور سلیم کے ساتھ آخر آپ نے کیا کیا ہے۔ میں تو ان کی حالت دیکھ دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں۔“ بھئے تو ایں

انتہائی چلا تھا کہ وہ دونوں آپ کے ساتھ گئے ہیں۔ افراد و گھنٹوں بعد جب واپس آئے ہیں تو انتہائی خوش تھے۔ — اسرار احمد نے حیرت زدہ ہیجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں اس وقت ڈرینگ روم کے سامنے موجود مخصوص کرسیوں پر ایکٹے بیٹھے ہوئے تھے۔

” میں نے انہیں حیرتہ مقصودی اعصاب کھلا دیا ہے۔ لیکن اس کی رقم آپ کو ادا کرنی پڑے گی۔ میں غریب آدمی ہوں۔ اتنا خوجہ برد اشت نہیں کر سکتا۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اسرار احمد جو اب کچھ کچھ عمران کی طبیعت کو سمجھ گیا تھا بے اختیار قہقہہ مار کر نہیں پیدا۔

” آپ پسچ پسچ بتائیں۔ ہوا کیا۔ پہلے تو میں نے سوچا تھا کہ شاید آپ نے انہیں کوئی خاص دو اکھلا دی ہے۔ لیکن پیغام شروع ہونے سے پہلے کھلاڑیوں کے تفصیلی طبی تجهیزیے میں ایسی کوئی بات سامنے نہیں آئی۔“ درنہ در لہ کر کٹ بورڈ کی طرف آنے والے ڈاکٹر لارڈ مارس کا سراغ لگایتے۔ — اسرار احمد نے حیرت پھرے ہیجے میں کہا۔

” آب میں اتنا بھی نیم ہکیم نہیں ہوں کہ میرا حیرتہ ڈاکٹر فل کے نوٹس میں آ جاتا۔“ — عمران نے منتہی توبے جواب دیا۔

اُسی لمحے اسرار احمد کو کسی اعلیٰ شخصیت کا بلادا آگیا۔ اور وہ عمران سے معذرت کر کے اٹھ گیا۔ عمران مسکرا تاہو اٹھا۔ اور اس انکلوژر میں آگیا جہاں اس کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ — عمران نے ان کیلئے خصوصی انکلوژر بک کر دیا تھا۔ تاکہ وہ اطمینان سے بیٹھ کر اس دلچسپ اور سنسنی خیز پیغام سے لطف انداز ہو سکیں۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

”آنہر کیسا مشن ہے عمران کہ نہ کوئی کام نہ کاج۔ بس اطمینان سے بیٹھے کہ کٹ پیچ دیکھتے ہوتے۔ جولیا نے خلاف موقع مسکراتے ہوئے کہا۔ کیونکہ موسم بے حد خوشگوار تھا۔ اور ہلکی ملکی وصوب پ انتہائی لطف دے ہی سکتی۔

”کیا کہ کٹ پیچ دیکھنا کوئی کام کاج نہیں ہے۔ کمال ہے۔ لوگ تو نہ ادؤں روپے کی ٹکٹیں بھر کر یہ کام کاج کرنے آتے ہیں۔“ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے ساکھ دالی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ کم از کم ہمیں توبتا دین کہ آپ نے دہ کھلاڑیوں اعظم اور سلیم پر کون سانسخہ آزمایا ہے۔ دیسے ہو اکیا ہے۔ میرا خیال یہ تھا کہ یہ کسی صورت کھلنے کے قابل نہیں ہیں اس لئے لادما عمران صاحب ان کے میک اپ میں دوسرے کھلاڑی لائیں گے۔ صفرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پہلے میں نے بھی ہی سوچا تھا۔ اب اتنی تھوڑی بہت کٹ تو مجھے بھی آتی ہے کہ بال آتی دیکھ کر بیٹ گھا دیا۔ یا سامنے نظر آنے والے کھلاڑی کی پیشافی کا نشانہ لے کر سخت سی بال مار دی۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”ادہ تو تم من بنکتے کیوں۔“ جولیا نے یک بخت عمران کو گھوستے ہوئے کہا۔

”ماں۔ میں نے دونوں پیمرداہ کھلاڑیوں کو قریب بلوا کر اسی لئے چکیں کیا تھا کہ ان کی جگہ ہم میں سے کون کون لے سکتا ہے۔ اعظم کی جگہ تو میں آسانی سے لے لیتا۔ اور سلیم کی جگہ میں نے سوچا تھا کہ

پیکٹیٹ سے ٹائیگر کو بلوا کر کھلوا دو۔ وہ بھی کسی زمانے میں۔

ٹیم کا کپتان رہا ہے۔ لیکن بھر میں نے یہ ارادہ بدل دیا کیونکہ یہ کھیل ہے۔ اور جب مجرموں نے کھیل کا اتنا لحاظ رکھا ہے کہ انہوں نے کسی کھلاڑی کو زخمی یا قتل کرنے کی سجلتے صرف اعصیانی بہمی تک مکھا ہے تو میں اب ان مجرموں سے بھی زیادہ سچلی سطح پر تونہ اتر سکتا تھا۔ اور پھر سچ پوچھو تو میں ڈر گیا۔ عمران نے کہا۔

”ڈر کئے۔“ دہ کیسے۔ آپ اور ڈر۔“ صفرہ اور ٹیکٹیں شکل دنوں نے یہ تردد کیا۔

”یا۔“ میں اگر اعظم کی جگہ کھلیتا تو یقیناً آج تک کے کٹ کے سارے ریکارڈ ٹوٹ جاتے۔ من بننے کے بھی اور ڈکٹیں لئے کے بھی۔ کیونکہ اتنا تو تمہیں معلوم ہی ہے کہ میرا نشانہ بے حد اچھا ہے۔ اس لئے گوریٹ لینڈ کی سامنی ٹیم میری باولنگ کے نتیجے ہی پیتاں یا قبرستان پڑھ جاتی۔ اور پھر میں اور بال بیاں گمراہند میں اکیلے رہ جاتے اس کے بعد مجھے من بننے سے کون بک سکتا تھا۔“

عمران نے جواب دیا۔ اور اس کے سب ساکھی جسے اختیار تھے ہمگانے

”تو تم من بنکتے کیوں۔“ جولیا نے یک بخت عمران کو گھوستے ہوئے کہا۔

”اے اے۔ تم تو خواہ نخواہ ناراض ہو رہی ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کی بنائیں رن کسی طرح دو بول پڑھوانے پر رضا مند نہیں ہوتی تو پھر مجبوراً مجھے خود ہی من بنانی پڑتی۔ اپنی چیز ہوتی کم از کم انتکار تونہ کرتی۔ ادہ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

پھر تعداد کی بھی کوئی رکاوٹ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی دنوں کی تعداد تو چار تک محدود ہے۔ یہاں سوبناؤ۔ دوسو بناؤ۔ چارسو بناؤ۔ بس حرم بھرتا جلتے گا۔ عمران نے آنکھیں سچلتے ہوئے کہا۔ اور صدر اور کمپین شکیل دنوں کے تھے رکنے میں ہی نہ آہے تھے۔

"اچھا تو یہ ارادے ہیں"۔ جولیا بھی شاید نوشگوار موسਮ کی وجہ سے موڑ میں تھی۔

"ارادے تو میرے ہمیشہ سے ہی نیک رہے ہیں۔ لیکن کیا کبدل۔ تمہاری سینڈل بڑی مضبوط نظر آتی ہے"۔ عمران نے کہا۔ اور اٹھ کر تیزی سے ایک طرف ہو گیا۔ درنہ جولیا کا پرس لازماً اس کی پیٹ پڑھتا۔ صدر اور کمپین شکیل بنتے رہتے۔

"عمران صاحب"۔ دہ فاران ایکنٹھ صاحب نظر نہیں آ رہے۔ صدر نے اچانک کہا۔

"اے اے اے۔ پیچ تو ختم ہونے دو۔ پہلے سے وہ نظر آ گیا تو پاکیشیا کی ٹیم ابھی نظر آنی بند ہو جائے گی"۔ عمران نے کہا اور صدر اور کمپین شکیل دنوں چونک پڑے۔

"کیا مطلب کیا وہ کھیل رکھنے"۔ صدر نے حیرت بھرے ہجے میں کہا۔

"اے اے نہیں۔ اس بے چارے نے کیا کھیلانے سے۔ آج تک ہم بھلا اینی مرضی کا کھیل نہیں کھیل سکے۔ ظالم سماج دکڑ نے دہیان دیوال بن کر سکھڑا ہو جاتا ہے۔ نہ باولنگ ہو سکتی ہے نہ بیٹنگ"۔

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر وہ کہاں ہے"۔ صدر نے پوچھا۔

"ہماری واپسی کی لکھیں بنوانے کیا ہوا ہے"۔ عمران نے محضوم سے ہجے میں کہا۔ اور صدر اور کمپین شکیل دنوں ایک دوسرے کو معنی خیز

نظر دل سے دیکھنے لگے۔

لیکن دوسرے لمحے بلیک زیر دفاران ایکنٹھ کے نیک اپ میں انکلووٹر میں داخل ہوتا دکھاتی دیا تو وہ چونک پڑے۔

"لکھیں بن گئیں"۔ عمران نے اس سے پوچھا۔

"بالکل بن گئیں"۔ بلیک زیر دنے مکراتے ہوئے کہا۔ اور آ کہ کہ سی پر ساتھ بیٹھ گیا۔

"یہ کیا چکر ہے۔ ہمیں تفصیل سے بتائیں مجھے تو کوئی خاص لھیلانظر آ رہا ہے"۔ صدر نے کہا۔

"یار۔ گھپلا اب تم کہنا چاہتے ہو پوچھ کر۔ یہاں ہنی مون منلے نے کیلئے خصوصی رعایت پر لکھیں لٹتی ہیں۔ بس اس رعایت کا فائدہ اٹھانا کھتا۔

اور ظاہر ہے رعایت مقامی آدمیوں کو سی ملتی ہے۔ چنانچہ یہ صاحب اپنے ہنی مون کی لکھیں بنوالائے ہیں۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ سفر میں اور جولیا کیں گے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"بات بتائیں صاف صاف"۔ بتاؤ کیا چکر چلا دکھاتے۔

جو لیا نے آنکھیں نکالتے ہوئے پوچھا۔

"اے اے اے۔ میں ابھی بات بتا دیتا ہوں۔ بتا دیں جناب

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"عمران حب۔ آپ نے بتایا نہیں کہ آپ نے ان دو کھلڑیوں پر کیا
بخوبی آزمایا ہے۔" صفرہ نے ایک بار پھر پوچھا۔

"یار تم کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو۔ صدر میں بخوبی میں باپ دادا کی
طرف سے سینہ بہ سینہ پھلے آ رہے ہیں۔ کیوں میری روزی پر لات مارنا
چاہتے ہو۔" عمران نے منہ بنتے ہوئے کہا۔

"چلو تم اس بخوبی کی قیمت ادا کر دیں گے۔ وعدہ رکھا۔"
صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"قیمت تو بہت زیادہ ہے۔ بالکل قیمت تو تم ادا ہی نہیں کو سکتے۔
چلو اتنا کرو کہ جو لیا کا حق مہر میری طرف سے تم ادا کر دینا۔" عمران نے
کہا۔ اور صفرہ اور کیپشن شکیل دونوں ہنس پڑے۔
تم نے پھر بکواس تحریک کر دی۔ جو نیا نے غصیلے لہجے میں
عمران سے کہا۔ اور ساتھ ہی آنکھ سے بلیک زیر و کی طرف اشارہ کیا۔
جیسے کہہ رہی ہو کم از کم اجنبی کا تو لحاظ کردار عمران اس کے اشاعتے
پر دل ہی دل میں ہنس پڑا۔

"اب بتا بھی دیں عمران صاحب۔" کیپشن شکیل نے اصرار
کرتے ہوئے کہا۔

"کیا بتا دوں۔ یار تم تو جھاڑ کے کانٹے کی طرح پیچھے ہی پڑ گئے ہو۔
بھائی سیدھا سادھا نسخہ ہے۔ میں نے انہیں ہمیٹا کر کے ان
کے ذہنوں سے اس رات کے تمام واقعات واش کر دیتے۔ اور
ساتھ ہی ان کے ذہن میں یہ بھاڑایا کہ انہوں نے ہر صورت میں پیغ
جیتا ہے اور بس۔ اب دیکھو کیسے کھیل رہے ہیں۔" عمران

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

انہیں بتا دیں۔ یہ ہونے والی بحکم کی بھلی شرط ہی شک و شبہ ہوتا ہے۔"
درachi میں اس ٹیپ کی خصوصی نقلیں بنوانے گیا تھا۔ جس کے
ذمیت عمران صاحب نے لارڈ لنگٹن کو قابو کیا ہے۔ پونکہ دہ فلم ایسی
تھے کہ عام دکان پر اس کی کاپی نہیں بن سکتی۔ اس لئے مجھے خصوصی
اشظامات کرنے پڑتے۔ بیک زیدونے مسکراتے ہوئے
وضاحت کی۔

"لیکن کیوں۔ کیا اب ہم اُسے عام بلیک میلر دی کی طرح بلیک
میل کریں گے۔" جو لیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"عام نہیں خاص بلیک میلر کی دیمانہ تھی۔ وہ تمہارا نقاب پوش
اس کا تو دھنہ ہی ہی ہے۔ میں تم ہوشیار رہتا۔ اب تک تو یہ نہیں نے
کو شمش کی ہے تھے کہ تمہاری کوئی تصویر یا اس تک نہ پہنچے۔ درنہ پھر
تو ہم ہاتھ ملتے ہی رہ جائیں گے۔" عمران نے کہا۔
اور جو لیا ایک لمحے تو آنکھیں ہپاٹے عمران کی طرف دیکھتی رہی

پھر جیسے ہی اس کے ذہن میں عمران کی بات کا مطلب آیا وہ غصے سے
بلکھاتی انکھڑی ہوتی۔

"تم۔۔۔ تمہاری یہ بجات۔ تم نے مجھے اتنا لکھیا سمجھ رکھا ہے۔"
جو لیا نے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

"چلو معافی دے دو۔ جتنا تم کہو اتنا ہی سمجھ لوں گا۔" عمران
نے پڑے مخصوص سے لمحے میں کہا۔ اور جو لیا باوجود غصے کے
اس کی بات پر ہنس پڑی۔

نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور سب حیرت سے عمران کو دیکھتے رہ گئے کہ اس کا ذہن کتنا تیز ہے۔
کہ کھیل میں بے ایمانی بھی نہ ہوئی اور وہ کام جو ناممکن نظر آ رہا تھا ممکن
ہو گیا۔

”میرے خیال میں تو یہ بھی فائد پلے ہے کہ کھلاڑیوں کو ہپٹا نز کر
کے ان کے ذہنوں میں پیچ چھتنے کی بات بھادی جاتے“
جو لیا بنے پڑا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔
”تو تمہارا کیا خیال ہے۔ یہ سب کھلاڑی پیچ مارنے کے لئے پاکیشیا
سے آئے ہیں۔“ — عمران نے جواب دیا۔ اور جو لیا شد منہہ سی
ہو گئی۔

”توب آپ کو لقین ہے کہ پاکیشیا پیچ حیرت جاتے گا۔“

”اوے نہیں یہ کھیل ہے۔ ہماری توبہ تیز ہے۔ بس اتنا ہے کہ
اب پیچ صبح معنوں میں کھیل ہو گا سازش نہیں ہوگی۔ مطلب یہ کہ پلے
فائد نہیں ہونا چاہیے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
”دیے عمران صاحب۔ یہ نجھے ہے بے حد اچھا۔ ایک ماہر پیناٹرم
منیر کے ساتھ رکھ لیا جائے۔ اور پیچ کھلنے سے پہلے ان سب کو
ہپٹا نز کر کے ان کے ذہنوں میں سارے داؤ پیچ ڈال دیتے جائیں۔“
پیشیش شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوے اوے۔ یہ بات نہیں۔ جسے تم آسان بات سمجھ رہے ہے ہو۔
یہ دنیا کا سب سے مشکل کام ہے۔ ہمیشہ کھلاڑی کی قوت ارادتی

سب سے زیادہ طاقتور ہوتی ہے۔ اور اس قدر طاقتور قوت ارادتی کے
مالک کو ہپٹا نز کر کے ٹرانس میں لے آنا کسی ہیناٹسٹ کے بس میں
نہیں ہے۔ — البتہ سامری جادوگر ہو تو اور بات ہے۔ — عمران
نے جواب دیا۔

”تو پھر آپ نے یہ کام کیسے کر لیا۔“ — صفر نے کہا۔
”یار۔ واقعی بزرگ ٹھیک کہتے ہیں۔ اچھا موسیم ذہنوں کو نکھر کر دیتا
ہے۔ بھائی ان کے اعصاب تو مجرموں نے ہی کمزور کر دیتے ہیں۔ اس
سے یہ تو آسانی سے ٹرانس میں آگئے رہنے تو یہ ناممکن تھا۔“ — عمران
نے سر بلاتے ہوئے کہا۔ اور صفر اور کیپٹن شکیل دونوں اثبات
میں عمر بلاتے ہوئے لگے۔

”تو آپ سامری جادوگر بن گئے ہیں۔“ — بیک زید نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

”کہاں بن گیا ہوں۔ جو لیا پر تو آج تک جادو جیلانہیں۔ ورنہ اب
تک ڈرپہ بھرا ہوتا۔ پھیاول چیاول کرنے والوں سے۔“
عمران نے کہا اور دوسرے سے لمحے تیزی سے الٹ کر گیٹ کی طرف درڑ
لگادی۔ اور جو لیا کا جو تیزی کی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ دالیں آ گیا۔ سب
بے افتخار ہنئے گئے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نئم شد